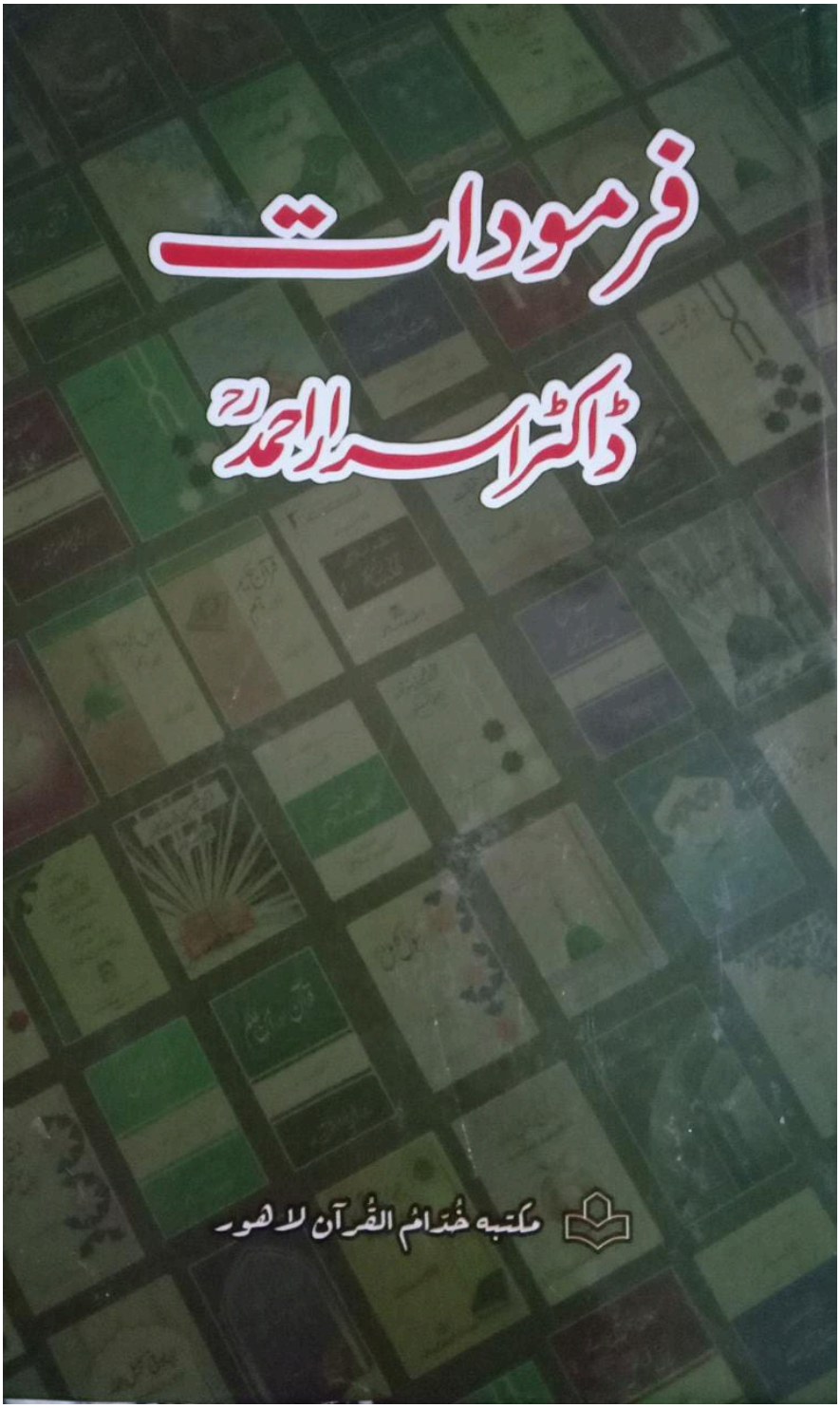

فرمودات

ڈاکٹر اسرار احمد

تقدیم نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمْ !

ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ علیہ ایک عظیم مفکر، مدبر، مبشر، مصلح اور عبقری (Intellectual) شخصیت کے مالک تھے۔ موصوف کو بیسویں صدی عیسوی کے تحریر و تقریر اور بالخصوص درسِ قرآن کے میدان کا ''مجدد'' کہا جا سکتا ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ اسلام، پاکستان اور مسلمانوں کی متاعِ عزیز تھے۔ وہ ایک وسیع المطالعہ اور عقابی نظر کی حامل شخصیت تھے۔ انہوں نے جس انداز میں اپنی زندگی کا ایک مقصد متعین کیا اور پھر پوری استقامت اور عزیمت کے ساتھ اس مقصد کے حصول کے لیے اپنی پوری زندگی بسر کی، وہ ہمارے لیے بہترین مثال ہے۔ وہ جدید و قدیم علوم پر گہری نظر رکھتے اور اپنی بات بڑے سلیقے سے کہنے کا ہنر جانتے تھے۔ انہوں نے پوری کوشش کی کہ دین کے جس جامع تصوّر کو وہ درست سمجھتے ہیں، اِسے لوگوں کے اذہان میں اتاریں اور اس کے مطابق ان کی تربیت کریں۔ اس لحاظ سے وہ بڑی ہمہ جہت شخصیت تھے۔ انہوں نے اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ اسی عظیم مقصد کی نذر کردیا۔

ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ علیہ کی دینی خدمات کے کئی پہلو ہیں، اور ان کے فکر کی بے شمار جہتیں ہیں جو وقت کے ساتھ ساتھ کھلتی چلی جارہی ہیں۔ ان کی تمام جدّو جُہد، حرکت و عمل اور تنظیم و تحریک کا محور اور فکر کا منبع و ماخذ کل کا کل قرآن حکیم تھا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کی تفہیم کے لیے ان کی زبان کی گرہیں کھول دی تھیں، گویا قرآن کو ان کی زبان پر آسان کردیا تھا۔ ان کے دروس قرآن کی صدا آج بھی پوری دنیا میں سنائی دے رہی ہے۔ بلاشبہ قرآن حکیم کے بیان میں ان کا کوئی ثانی اور مدّ مقابل نہ تھا۔

ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ علیہ کو اِس بات کا بھی شعوری ادراک تھا کہ اُمّتِ مسلمہ کے زوال کی اصل وجہ قرآن حکیم سے دوری ہے۔ جب اُمّت نے قرآن کے پیغام کو فراموش کردیا تو وہ فقہی، مسلکی اور فروعی مسائل میں الجھ کر رہ گئی۔ یوں باہمی اختلافات کی خلیج وسیع سے وسیع تر ہوتی چلی

گئی اور قرآن سے اُمّت کا تعلق محض اسے ایک مقدّس کتاب سمجھ کر حصولِ ثواب اور ایصالِ ثواب تک محدود ہو کر رہ گیا۔ چنانچہ ڈاکٹر صاحبؒ نے عظمتِ قرآن کو اجاگر کیا اور اس بات کو باور کرایا کہ قرآن مجید کی صورت میں اُمّتِ مسلمہ کے پاس کتنی عظیم نعمت موجود ہے، یہ نبی کریم ﷺ کا زندہ و جاوید معجزہ ہے۔ جدید تعلیم یافتہ نوجوانوں کو قرآن کی طرف راغب کرنے کے لیے ڈاکٹر صاحبؒ نے حضورِ اَقدس ﷺ کی اس حدیثِ مبارک کو زبان زدِ عام کیا: خَیرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ القُرآنَ وَعَلَّمَہٗ (صحیح بخاری) ''تم میں سے بہترین وہ لوگ ہیں جو قرآن کو سمجھیں اور دوسروں کو اس کی تعلیم دیں''۔ ڈاکٹر صاحبؒ کی زندگی بلاشبہ شیخ سعدی شیرازیؒ کے اس شعر کا مصداق نظر آتی ہے کہ: ؎

حاصل عمر نثارِ رہِ یارے کردم
شادم از زندگی ٔ خویش کہ کارے کردم !

''مَیں نے اپنی زندگی کا کل سرمایہ محبوب کی راہ میں نچھاور کردیا۔ مَیں خوش ہوں اپنی بیتی ہوئی زندگی سے کہ مَیں نے واقعتاً بہت خوب کام کیا ہے۔''

ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ علیہ کی قرآنی خدمات کے ضمن میں اوّلیت تو اُن کے دروسِ قرآن کو حاصل ہے۔ ان دروسِ قرآن کے ذریعے انہوں نے لاکھوں انسانوں کو متأثر کیا اور ان کی زندگیوں میں انقلاب برپا ہوا۔ ڈاکٹر صاحبؒ اس اعتبار سے انتہائی خوش قسمت انسان تھے کہ انہیں ایسے رفقاءِ کار میسّر آئے جو آپ کے کام کو جدید انداز میں محفوظ کرتے رہے۔چنانچہ ڈاکٹر صاحبؒ کے دروسِ قرآن مرکزی انجمن خدّام القرآن کے شعبہ سمع وبصر میں آڈیوز' ویڈیوز' کیسٹس' سی ڈیز اور ڈی وی ڈیز کی صورت میں محفوظ ہیجو کہ ایک انتہائی قیمتی اثاثہ ہیں۔ ان میں سے بہت سے دروس وخطابات شعبہ مطبوعات ترتیب و تدوین کے بعد کتابی صورت میں پیش کر چکا ہے۔ سوشل میڈیا پر دعوتِ قرآن کی نشرواشاعت میں ان کیسٹس اور سی ڈیز کی مدد سے تیار کردہ قلیل مدّت کی ویڈیوز نے انتہائی اہم کردار ادا کیا ہے۔ ان کی مدد سے پوری دنیا میں لاکھوں انسان نورِ قرآن سے مستفید ہو رہے ہیں۔

ضرورت اس امر کی تھی کہ ڈاکٹر صاحبؒ کی تمام کتب سے اختصار اور جامعیت کے ساتھ ایسا بحوالہ مواد اخذ کیا جائے کہ جسے پوسٹس کی صورت میں سوشل میڈیا پر نشر کیا جا سکے۔چنانچہ

ناظم شعبہ سمع و بصر آصف حمید صاحب نے اس اہم ضرورت کو عملی جامہ پہنانے کے لیے ایک پراجیکٹ تشکیل دیا۔ مذکورہ پراجیکٹ میں ڈاکٹر صاحبؒ کی تمام کتب سے اقتباسات اخذ کرنے کی ذمہ داری آصف حمید صاحب نے راقم کے سپرد کی۔ راقم کو اس کام میں تقریباً ایک سال سے زائد کا عرصہ لگا اور اس دوران دو ہزار سے زائد اقتباسات اخذ کیے گئے ۔خوبصورت بات یہ ہے کہ ساتھ ہی ساتھ سوشل میڈیا پر ان اقتباسات کی اشاعت بھی شروع کردی گئی' جس کو تنظیمی اور عوامی حلقوں میں بہت پسند کیا گیا اور یہ سلسلہ تاحال جاری ہے۔ موقع و محل اور حالاتِ حاضرہ کی مناسبت سے جب یہ سدا بہار اقتباسات سوشل میڈیا پر نشر کیے جاتے ہیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ گویا یہ ڈاکٹر صاحبؒ کی کوئی تازہ تحریر ہے جو سامنے آئی ہے۔

ڈاکٹر صاحبؒ کی کتب سے اخذ کردہ مواد کو اب ''فرمودات ڈاکٹر اسرار احمدؒ'' کے عنوان سے کتابی شکل میں پیش کیا جارہا ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس سے استفادہ کرسکیں۔ ڈاکٹر صاحبؒ کی تحریروں پر مشتمل یہ خوبصورت گلدستہ یقیناً ایک انمول تحفہ ہے۔ آصف حمید صاحب کی زیرِ نگرانی اس کتاب کی تیاری کے مراحل میں

حافظ خالد محمود خضر صاحب اوراُن کے معاونین کے علاوہ تسنیم خان صاحب نے نمایاں کردار اداکیا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ مجھ حقیر اوران تمام حضرات کی کاوشوں کو شرف ِ قبولیت عطا فرماکر اس کتاب کو قبولیت ِ عامہ کادرجہ عطا فرمائے۔ نیزیہ کتاب ڈاکٹر اسرار احمدؒ ان کے اہل خانہ اور ہم سب کے لیے بہترین توشۂ آخرت ثابت ہو۔

خاکسار
احمد علی محمودی غفرلہ

/۲۶اکتوبر ۲۰۲۱ء۔بمطابق ۱۹ ربیع الاوّل ۱۴۴۳ھ

آخرت

فلاحِ آخرت

* انقلاب آئے یا نہ آئے‘نظام بدلے یا نہ بدلے‘اگر اقامت ِ دین کی جدّوجُہد کرتے ہوئے‘اللہ کے حضور حاضری ہوگئی تو چاہے شہادت کی موت نصیب ہویا چاہے ویسے ہی طبعی موت آئے‘آخرت میں یقیناً نجات مل جائے گی ۔(تنظیم اسلامی کی دعوت :صفحہ 44‘طبع اول اکتوبر 1995ء)

الحسیب

* اللہ تعالیٰ کا ایک صفاتی نام ’’الحسیب‘‘ بھی ہے‘وہ قیامت کے دن ہر انسان کی دُنیوی زندگی کے تمام اعمال ہی نہیں بلکہ اس کی نیتوں‘اس کے ارادوں اور اس کے محرّکاتِ عمل کا بھی پورا حساب لے گا‘اور اس کے لیے اللہ تعالیٰ کوکسی جمع یا تفریق کی ضرورت نہیں ہوگی‘جو ہمیں ہوتی ہے‘اس کے کمپیوٹرز کا کوئی تصوّر انسان کر ہی نہیں سکتا ۔(نورِفطرت اور نورِوحی :صفحہ 26)

قیامت کا دن

* قیامت کا دن ہی ہار اور جیت‘اور کامیابی وناکامی کے اصل فیصلے کادن ہے‘جو اس دن کامیاب قرار پائے گا‘وہی حقیقی کامیاب ہوگا اورجو اس روز ناکام قرار دے دیا گیا‘وہی اصلاً ناکام ہوگا۔ (ایمان اوراس کے ثمرات :صفحہ 22‘طبع اوّل :دسمبر 1997ء)

آخرت کی کامیابی

* افسوس کہ دنیا میں ایسے انسان تو پھر بھی بہت سے مل جاتے ہیں جو دنیا کے حصول کے لیے محنت و مشقت بھی کرتے ہیں اور راحت و آرام کو بھی تج دیتے ہیں، لیکن آخرت کی کامیابی کے حصول کے لیے اس طرزِ عمل کے اختیا رکرنے والے بہت

ہی کم ہیں۔ (اثبات آخرت کے لیے قرآن کا استدلال: صفحہ 42، طبع اوّل: اپریل 1999ء)

آخرت پر یقین

* مسلمان کا آخرت پر جتنا یقین مستحکم ہوگا وہ اتنا ہی دین کے لیے اپنا تن من دھن قربان کرنے کے لیے تیار ہوگا۔ (بصائر: صفحہ 120، طبع اوّل: مارچ 2006ء)

نیک اور مقبول بندے

* بعض اوقات اللہ تعالیٰ اپنے کسی نیک اور مقبول بندے کو دنیا میں کسی تکلیف میں اس لیے مبتلا کردیتا ہے کہ اسے اس کی کسی خطا کا کفّارہ بنادے، تاکہ وہ آخرت کی سزا سے بچ جائے۔ (سابقہ اور موجودہ مسلمان اُمتوں کا ماضی، حال اور مستقبل: صفحہ 17، طبع اوّل: اکتوبر 1993ء)

جواب دہی

* ہر حرکت جو ہمارے اعضاء و جوارح سے ہو، وہ ہاتھ سے ہو، پاؤں سے ہو، یہاں تک کہ آنکھ کی حرکت کی بھی جواب دہی کرنی ہوگی۔ (اُمّت مسلمہ کے لیے سہ نکاتی لائحہ عمل: صفحہ 11، طبع اوّل: اکتوبر 1990ء)

اصل زندگی

* اصل زندگی آخرت کی زندگی ہے، جس میں اس دنیا کی زندگی کے تمام اعمال ہی کا نہیں بلکہ نیتوں اور ارادوں کا بھی حساب کتاب ہوگا۔ (توحید عملی: صفحہ 24، طبع اوّل: مارچ 1985ء)

شعوری فیصلہ

* جو شعوری طور پر فیصلہ کرلیتا ہے کہ میں تو آخرت و عاقبت کو اپنی منزل سمجھ کر اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے اپنی جدّوجُہد کا آغاز کررہا ہوں تو ایسا شخص پھر اللہ کی راہ میں بڑھتا چلا جاتا ہے۔ (توحید عملی: صفحہ 186، طبع اوّل: مارچ 1985ء)

فکرِ آخرت

* ایک خاندان اور کنبے کے سربراہ کی حیثیت سے مرد پر اپنے اہل و عیال کے صرف نان نفقے ہی کی ذمہ داری نہیں ہے بلکہ یہ ذمہ داری بھی ہے کہ وہ انہیں اللہ کے عذاب اور آخرت کی سزا سے بچانے کی فکر کرے۔ (مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب

نصاب :صفحہ50‘طبع اوّل :مارچ1978ء)

آخرت کا خوف

* دنیوی احتساب کا‘قانون وتعزیر کا‘جیل‘کوڑوں اور پھانسی کا بھی خوف اپنی جگہ رہے‘ اس کی ہرگز نفی نہیں ہے‘لیکن اصلاً آخرت کا خوف ہی مؤثر ترین خوف ہے۔(اصلاحِ معاشرہ کا قرآنی تصوّر :صفحہ45‘طبع اوّل :نومبر2018ء)

آخرت کا خزانہ

* جو شخص اپنی پونجی آخرت کے خزانے میں جمع کرائے گا‘اس کا دل بھی ہر وقت آخرت کی فکر میں رہے گا ۔یہی وجہ ہے کہ ایسا شخص موت سے ڈرتا نہیں بلکہ خوشی خوشی اس کا استقبال کرتا ہے۔(قلب ِقرآن سورۂ یٰس کی مختصر تشریح :صفحہ58‘طبع اوّل :مئی 2017ء)

قدموں کے نشانات

* ایک شخص نماز پڑھنے کے لیے مسجد جاتا ہے تو زمین پر جہاں جہاں اس کے قدم پڑتے ہیں وہ اس کے ''آثار'' ہیں ۔ بظاہر تو یونہی لگتا ہے کہ ان قدموں کے نشانات مٹ گئے ہیں لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہوتا ۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں ایسے تمام نشانات محفوظ رہیں گے اور قیامت کے دن اُس کی عدالت میں متعلقہ شخص کے حق میں گواہی دیں گے ۔ (قلب ِقرآن سورہ ٔیٰس کی مختصر تشریح :صفحہ59‘طبع اوّل :مئی 2017ء)

نتائج کا دن

* یہ دنیا انسان کے لیے دارالامتحان ہے‘جبکہ قیامت کا دن اس کے لیے اس امتحان

کے نتائج دیکھنے کا دن ہوگا۔(قلب ِقرآن سورۂ یٰس کی مختصر تشریح :صفحہ123‘طبع اوّل :مئی 2017ء)

چہرے کے تأثرات

* جیسے سکول میں نتیجہ سنائے جانے کے دن اکثر بچوں کے چہروں کے تاثرات سے ان کا نتیجہ عیاں ہورہا ہوتا ہے‘ اسی طرح قیامت کے دن بھی چہروں کے تاثرات سے ہر شخص کا اندازہ ہوجائے گا۔(قرآن حکیم کی سورتوں کے مضامین کا اجمالی تجزیہ(حصّہ دوم) :صفحہ218‘طبع اوّل :اپریل 2017ء)

امتحانِ زندگانی

* یہ زندگی امتحان کے لیے ہے ۔ہم کمرہ امتحان میں بیٹھے ہیں۔ہم بالعموم جس امتحان سے واقف ہیں‘وہ تین گھنٹے کا ہوتا ہے مگر یہ امتحانِ زندگانی ساٹھ ستر سال کے عرصے پر محیط ہے ۔اس امتحان کا نتیجہ آخرت میں جنّت یا جہنّم کی صورت میں سامنے آئے گا۔ (سیرت ِخیرالانام علیہ الصلوٰۃ والسلام :صفحہ133‘طبع اوّل :اکتوبر2013ء)

ہار اور جیت کا فیصلہ

* ہار اور جیت کا فیصلہ تو وہاں (آخرت میں) ہوگا‘ یہاں کی ہار ہار نہیں‘ یہاں کی جیت جیت نہیں ۔کتنے ہیں جو جیت کر ہارتے ہیں اور کتنے ہیں جو ہار کر جیتتے ہیں ۔(حزب اللہ کے اوصاف : صفحہ255‘طبع اوّل :جون2006ء)

اللہ تعالیٰ کا دیدار

* آخری نعمت جو اہلِ جنّت کو نصیب ہوگی وہ اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا۔گویا حور و قصور اور جنّت کی جتنی نعمتوں کا بھی تذکرہ ہے‘ ان سب سے کہیں بڑھ کر اور آخری شے اللہ تعالیٰ کا دیدار ہے ۔(اُمُّ المُسَبِّحات‘یعنی سورۃ الحدید : صفحہ34‘طبع اوّل :جون2005ء)

آخرت کی زندگی

* یہ زندگی تو بہت عارضی اور مختصر ہے‘ اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے‘ جسے کبھی ختم

نہیں ہونا اور اصل فیصلے کا دن تو قیامت کا دن ہے‘ یعنی وہی ہے ہار اور جیت کے فیصلے کا دن ۔پس ! اگر اس حقیقت کو جاننے کے بعد بھی تم نے اپنی بیویوں اور اوّلاد کی محبّت سے مغلوب ہو کر اور ان کی خوشنودی کی خاطر اللہ کی حرام کردہ چیزوں میں منہ مارا‘ ناجائز آمدنیوں کا رُخ کیا اور ان کو عیش کرانے اور ان کی فرمائشیں پوری کرنے کے لیے تم نے حلال و حرام کی تمیز کو ختم کر دیا اور جائز و ناجائز کا خیال نہ رکھا تو جان لو کہ یہ تمہارے حق میں محبّت نہیں‘ دشمنی ہے اور اگر تم محتاط‘ چوکس اور چوکنے نہ رہے تو یہی بے جا محبّت اور لاڈ پیار تمہاری عاقبت کی بربادی کا سبب بن جائے گا۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلد اوّل محبّت: صفحہ238‘طبع دہم :اپریل2019ء)

ز اصل زندگی وہ نہیں جو ہم یہاں گزار رہے ہیں‘ بلکہ اصلی اور ابدی زندگی تو آخرت کی زندگی ہے ۔(حقیقتِ ایمان : صفحہ60‘طبع اوّل :فروری 2003ء)

عملی تبدیلی

* اگر آخرت کا یقین ہوگا‘ مرنے کے بعد محاسبہ کے لیے جی اٹھنے کا یقین ہوگا‘ جزا و سزا کا یقین ہوگا‘ جنّت و دوزخ کا یقین ہوگا تو انسان کے رویے میں عملی تبدیلی لازماً آئے گی ۔ (مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلد اوّل : صفحہ257‘طبع دہم :اپریل2019ء)

ایمان بالآخرۃ

* جس کے دل میں ایمان بالآخرۃ ہوگا‘ وہ اپنے وقت کی جس طرح قدر و قیمت کا احساس کرے گا‘ ایسا اُس شخص کا معاملہ نہیں ہو سکتا جو آخرت پر یقین نہیں رکھتا۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلد اوّل : صفحہ323‘طبع دہم :اپریل2019ء)

اہل و عیال کا امام

* ہر شخص فطری طور پر اپنے اہل و عیال کا امام ہے ۔قیامت کے روز جب لوگ اٹھیں

گے تو ان کے پیچھے ان کی نسلیں چلی آرہی ہوں گی ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداوّل :صفحہ365‘طبع دہم :اپریل2019ء)

ڈنڈی مارنا

*ہاتھ کی ذرا سی جنبش بتارہی ہے‘تمہار اڈنڈی مارنے کا یہ تھوڑا سا عمل اس بات کی پوری غمازی کررہا ہے کہ تمہیں آخرت کا یقین نہیں‘جزاء وسزا کا یقین نہیں‘ خدا کے حاضر وناظر ہونے کا یقین نہیں ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداوّل :صفحہ438‘طبع دہم :اپریل2019ء)

پردہ پوشی

* اگر دنیا میں تم اپنے کسی مسلمان بھائی کے عیب کی پردہ پوشی کروگے تو اللہ تعالیٰ تمہاری آخرت میں پردہ پوشی فرمائے گا ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب :صفحہ482‘طبع دہم :اپریل2019ء)

اصل نفع

* اگر فی الواقع آنکھیں کھل گئی ہوں‘حقیقت منکشف ہوگئی ہو‘آخرت کا علم انسان کو حاصل ہوگیا ہو‘تو اب ’’نفع‘‘ کا مفہوم بدل جائے گا۔اب انسان کو نظر آئے گا کہ اصل نفع تو آخرت کا نفع ہے ۔اصل جیت وہاں کی جیت اوراصل ہار وہاں کی ہارہے۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلددوم :صفحہ48‘طبع ہشتم :اپریل2019ء)

14

اتحاد

اتحادکی ٹھوس بنیاد

* موجودہ حالات میں ہرچہار طرف سے مسلمانوں سے یہ بات کہی جارہی ہے کہ انہیں متحد ہوجانا چاہیے اور انہیں اپنے سا رے اختلافات ختم کرلینے چاہئیں۔یہ بات اصولی طورپر تودرست ہے‘لیکن اتحاد کی بات کرنے والے یہ نہیں بتاتے کہ بنائے اتحاد کیا ہو؟وہ کونسی چیز ہے‘جس کی بنیادپر ہم مجتمع ہوسکتے ہیں ؟صرف خطرے کی بنیادپر جو اتحاد ہوتا ہے۔وہ منفی اتحاد ہوتا ہے۔ہمارے ہاں یہ منفی اتحادبہت ہوئے ہیں اورآپ کومعلوم ہے کہ آج تک ان منفی اتحادوں کا کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا ۔تو ضرورت مثبت اتحاد کی ہے‘جس کے لیے کوئی ٹھوس بنیاد ہو اور قرآن حکیم نے اہل ِایمان کے لیے اتحاد کی بنیادیہ بتائی ہے کہ وہ اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے تھام لیں ۔(عظمت ِقرآن :صفحہ 31‘طبع اوّل:جنوری 1992ء)

خود ساختہ اختلافات

* اگرہماری مذہبی جماعتیں واقعتاً چاہتی ہیں کہ یہاں اسلام آئے‘اگر یہ خالی خولی دعویٰ نہیں ہے‘محض سیاسی نعرہ نہیں ہے‘اگر حقیقتاً کچھ کرنے کا ارادہ ہے‘اگر صورتحال کی سنگینی اوراندرونی وبیرونی خطرات کا کوئی اندازہ ہے اوراگراس بات پر اتفاق ہے کہ یہاں کے تمام مسائل کا حل ایک ہی ہے کہ یہاں اسلام قائم کیاجائے تو

خدا کے لیے اپنے ان خودساختہ اختلافات کو ختم لیجیے اور اس کی ترتیب یہی ہوگی جو مَیں نے بیان کی ہے ۔(مذہبی جماعتوں کے باہمی تعاون..... صفحہ37‘طبع اوّل :اکتوبر1996ء)

15

اسلام دشمنوں سے اتحاد

* ایک طرف یہ دعویٰ کہ ہمارا نصب العین اسلامی نظام کا قیام ہے اور دوسری طرف یہ حال کہ بحالی جمہوریت کے لیے اسلام دشمنوں سے اتحاد کرلیا جاتا ہے۔(مطالبات دین :صفحہ112‘طبع اوّل :جولائی 1975ء)

مثبت اتحاد

* ضرورت مثبت اتحاد کی ہے‘جس کے لیے کوئی ٹھوس بنیاد ہو‘اورقرآن حکیم نے اہل ایمان کے لیے اتحاد کی بنیاد یہ بتائی ہے کہ وہ اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے تھام لیں۔(قرآن حکیم اورہم :صفحہ65‘طبع چہارم :ستمبر2015ء)

باہمی اتحاد

* آپ اتحاد کے موضوع پر وعظ کہتے رہیے‘اتحاد کے لیکچر دیتے رہیے‘ اس پر مضامین لکھ کر چھاپتے رہیے‘اتحاد نہیں ہوسکتا۔باہم ذہنی اورفکری ہم آہنگی اگرپیدا ہوگی تو بامعنی اورپائیدار اتحاد جنم لے گا۔اوراس کا واحد ذریعہ یہی ہے کہ اللہ کی رسّی یعنی قرآن کومل جل کر مضبوطی سے تھام لیا جائے۔(قرآن حکیم اورہم :صفحہ103‘طبع چہارم :ستمبر2015ء)

16

اختتام و تکمیلِ رسالت

نبی اکرم ﷺ کے مقصدِ بعثت کی دوشانیں

* نبی اکرم ﷺ کے مقصدِ بعثت کی دوشانیں ہیں‘اس لیے کہ اگرچہ آپؐ بھی یقیناً دوسرے انبیاءؑ کی طرح اللہ کے ایک نبی ہیں‘لیکن آپ ؐصرف نبی نہیں‘بلکہ خاتم النّبیّین بناکر بھیجے گئے ہیں ۔اسی طرح اگرچہ آپ ﷺ کو بھی دیگر رسولوں کی طرح رسالت سے سرفراز کیا گیا ہے‘لیکن آپ ؐصرف ایک رسول نہیں‘بلکہ آخر المرسلین بھی ہیں ۔ گویا آپ ؐکی بعثت کے مقاصد میں وہ تمام چیزیں بھی شامل ہیں جو تمام نبیوں اوررسولوں کے پیش نظر تھیں‘اوراضافی طور پر آپ ؐکے مقصدِ بعثت کی ایک خصوصی اورامتیازی شان ختم نبوت اور ختم الرسالت کے حوالے سے ہے‘جس میں آپؐ تمام انبیاء ورسل علیہم السلام میں ممتاز ہیں ۔ (سورۃ الصف :صفحہ 26‘طبع اوّل :اپریل 2001ء)

نبی اکرم ﷺ کی بعثت کا امتیازی پہلو

* نبی اکرم ﷺ کے بعد اب کوئی نبی نہیں آئے گا‘نہ کوئی صاحب ِشریعت نبی اور نہ کوئی بغیر شریعت نبی‘نہ کوئی ظلّی نبی اور نہ کوئی بروزی نبی ! آپ ؐپر ہر نوع کی نبوت ورسالت ختم ہوگئی۔لیکن ختم نبوت ورسالت کا دوسرا اور اہم تر پہلو یہ ہے کہ آپ ؐپر نبوت ورسالت کا محض اختتام ہی نہیں ہوا‘اتمام بھی ہوا ہے‘تکمیل بھی ہوئی ہے ۔نبی اکرم ﷺ کی بعثت کا یہ وہ امتیازی پہلو ہے جو بالعموم ہماری نگاہوں سے اوجھل رہتا ہے ۔ (سورۃ الصف :صفحہ 27‘طبع اوّل :اپریل 2001ء)

آخری رسول ﷺ

* حضرت محمدرسول اللہ ﷺ پہلے اور آخری رسول ہیں‘جن کی بعثت پوری نوع انسانی کے لیے ہوئی ہے۔ (ختم نبوت کے دومفہوم:صفحہ35‘طبع اوّل :ستمبر2002ء)

تکمیل و ختم ِنبوت

* آنحضور ﷺ پر نبوت صرف ختم ہی نہیں ہوئی بلکہ مکمل بھی ہوئی ہے۔ (رسول کامل ﷺ :صفحہ17‘طبع اوّل :دسمبر1983ء)

اِکمال واِتمام نبوت

* نبی اکرم ﷺ آخری نبی ہیں اورآپ ﷺ پر نبوت ہمیشہ کے لیے صرف ختم ہی نہیں ہوئی بلکہ نبوت کا اکمال واتمام بھی ہوا ہے۔اب قیامت تک کسی نوع کا‘نہ بروزی نہ ظلی‘کوئی نبی نہیں آئے گا۔جو بھی اس قسم کا دعویٰ کرے وہ لازماً کاذب اور کافرہوگا۔ (اصلاحِ معاشرہ کاقرآنی تصوّر:صفحہ148‘طبع اوّل :نومبر2018ء)

حضور ﷺ کی بعثت

* حضور ﷺ کی بعثت انبیاء ورسلؑ کے سلسلہ کا خاتمہ اور تکمیل ہے۔(خلافت کی حقیقت :صفحہ59‘طبع اوّل :اکتوبر1996ء)

دعوائے نبوت

* جس کسی نے بھی حضور ﷺ کے زمانے میں یا آپ ﷺ کے بعد دعوائے نبوت کیا یا آئندہ کرے‘وہ ملت اسلام سے خارج ہے ۔وہ کافر اور مرتدہے‘چاہے بظاہر وہ بڑا موحد ہو‘نمازی اور روزے دار ہو‘تقویٰ کا ڈھونگ رچائے ہوئے ہو‘عالم اور فلسفی ہو ۔اورجس نے اس کی تصدیق کی‘وہ بھی کافر ہے۔(سیرت ِ خیرالانام علیہ الصلوۃ والسلام :صفحہ47‘طبع اوّل :اکتوبر2013ء)

* حضور ﷺ کے بعد اگرکسی نے نبوت کا دعویٰ کیا تو وہ کذاب‘دجال‘جھوٹا اور کافر ہے‘ اورجس کسی نے بھی

اس کی تصدیق کی‘ اس کو مان لیا وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج اور مرتد شمار ہوگا ۔ (رسول اکرم ﷺ اور ہم :صفحہ476‘طبع دوم :جولائی2014ء)

جھوٹی نبوت کا اقرار

* اگر کسی نے حضور ﷺ کے بعد کسی نبی کی نبوت کا اقرار کرلیا یا خود اپنے نبی ہونے

کادعویٰ کیا تو وہ مرتدہے‘ واجب القتل ہے‘ اس کی بیوی کا اس سے نکاح ختم ہوگیا۔ (رسول اکرم ﷺ اور ہم :صفحہ476‘طبع دوم :جولائی2014ء)

حضور ﷺ خاتم النّبیّن

* اس بات پر ابتداء ِاسلام سے اجماع (اُمّت) چلا آرہا ہے کہ حضور ﷺ خاتم النّبیّین ہیں۔(سیرت ۔ خیرالانام b :صفحہ50‘طبع اوّل :اکتوبر2013ء)

حضور ﷺ کادورِرسالت

* اب تاقیامِ قیامت کوئی نبی اور رسول آنے والا نہیں ۔اب حضور ﷺ کا دورِ رسالت ہے جو قیامت تک قائم ودائم رہے گا ۔(منہج ِانقلاب ِنبوی ﷺ :صفحہ303‘طبع اوّل :جون1987ء)

خاتم النّبیّین

* اگرچہ نبی اکرم ﷺ بھی یقیناً دوسرے انبیاء کی طرح اللہ کے ایک نبی ہیں‘لیکن آپ ؐصرف نبی ہی نہیں بلکہ خاتم النّبیّین بنا کر بھیجے گئے ہیں ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلددوم :صفحہ92‘طبع ہشتم :اپریل2019ء)

خورشید ِہدایت

* حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد نبوتِ محمدی ﷺ کا خورشید ِہدایت طلوع ہوا‘جن پر نبوت ختم اوررسالت کی تکمیل ہوئی۔(رسول اکرم ﷺ اور ہم :صفحہ75‘طبع دوم :جولائی2014ء)

تکمیل ِرسالت کا مظہر اوّل

* محمد رسول اللہ ﷺ پر رسالت کی تکمیل اس درجے میں یوں ہوئی کہ جو دین حق آپ ﷺ پر کامل ہوگیا‘اسے آپ ﷺ نے عملاً قائم کرکے اورنافذ کرکے دکھایا۔ یہ ہے درحقیقت تکمیل ِرسالت کا مظہر اوّل۔(رسولِ اکرم ﷺ اور ہم :صفحہ495‘طبع دوم :جولائی2014ء)

اَسلاف

بزرگوں کی توہین

* کسی معتمد علیہ بزرگ کی توہین کرنا‘ان کی تنقیص کرنا‘ان کے احترام کو مجروح کرنا‘ یہ ایک بہت بڑا فتنہ ہے ۔

(ملفوظاتِ ڈاکٹر اسرار احمد‘صفحہ118‘طبع اوّل‘دسمبر2015ء)

اَسلاف سے مضبوط تعلّق

* اَسلاف کے ساتھ دِلی محبّت اورعقیدت واحترام کاہمارا تعلّق کسی طورسے بھی کٹنے نہ پائے ۔اس کااس حدتک اہتمام کیاجائے کہ اگر ہمارے بزرگوں کی کتابوں میں کوئی ایسی چیز نظر آبھی جائے جو ہمارے لیے بظاہر قابل ِ اعتراض ہو تو اوّلاً ہم اس کی بہتر سے بہتر تاویل کرنے کی کوشش کریں گے‘ اگر تاویل کی گنجائش موجود ہو۔ لیکن اگر یہ ممکن نہ ہوتو ہم یہ رائے قائم کریں گے کہ یہ قابل ِ اعتراض بات ان کی کتاب میں کسی اور نے شامل کردی ہوگی ۔ اس لیے کہ تاریخی طورپر یہ ثابت ہے کہ اعداء نے بڑے پیمانے پر یہ کام کیے ہیں ۔(جماعت ِ شیخ الہندؒ اور تنظیم اسلامی :صفحہ352‘طبع ششم :اپریل2015ء)

اَسلاف سے منقطع

* اسلاف سے منقطع ہوکر انسان بے لنگر کا جہاز یا کٹی ہوئی پتنگ بن کررہ جاتا ہے۔ چنانچہ جن لوگوں کا اسلاف کے ساتھ ادب‘احترام‘تعظیم‘اعتماد اور محبّت کا تعلّق کمزور پڑجاتا ہے یا منقطع ہوجاتا ہے وہ بڑی آسانی سے فتنوں کا شکار ہوجاتے ہیں۔(جماعت ِ شیخ الہندؒ اور تنظیم اسلامی :صفحہ353‘طبع ششم :اپریل2015ء)

کسوٹی

* جو شخص بھی دین کی کسی خدمت کا مدعی ہو اُس کو پرکھنے‘ اس کے خلوص کو جانچنے کا ایک معیار اور اصول یہ بھی بنالیجیے کہ اس کی صحبت میں بیٹھنے سے‘ اُس کی باتیں سننے سے‘ اُس کی کتابیں پڑھنے سے آیا اَسلاف کے ساتھ دل میں احترام‘محبّت اور حسن ظن پیدا ہوتا ہے یا اس کے برعکس سوء ِ ظن کا معاملہ پیدا ہوتا ہے۔ یہ گویا اس بات کے لیے ایک اہم پہچان ہوگی کہ جوکام بھی خدمت ِ دین یا قرآن کے نام پر اٹھایا گیا ہے آیا وہ صحیح رُخ پرجارہا ہے یاغلط رُخ پر

ہے۔(جماعت ِ شیخ الہندؒ اور تنظیم اسلامی :صفحہ353‘طبع ششم :اپریل2015ء)

بنیانِ مرصوص بنانے کی صلاحیت رکھنے والا نظریہ

* پاکستان میں بسنے والوں کی عظیم اکثریت کو ایک بنیانِ مرصوص بنانے کی صلاحیت رکھنے والا ''نظریہ'' صرف اور صرف ایمان ہے۔(استحکامِ پاکستان،صفحہ179،طبع اوّل،مارچ 1986ء)

ایمان اور توکّل

* ایمان کا سب سے بڑا ثمرہ توکّل ہے،یہ یقین کہ میرے لیے کچھ نہیں ہوگا جب تک اللہ کی توفیق شامل نہ ہو۔اقامت دِین کی جدّوجُہد کی راہ میں قدم بڑھانے والوں میںیہ وصف ہونا ضروری ہے۔(ملفوظات ڈاکٹر اسرار احمدؒ صفحہ :17،طبع اوّل،دسمبر 2015ء)

ایمان کی رمق

* اگر بُرائیوں پر دل کی کڑھن بھی موجود نہ رہے تو معلوم ہوا کہ ایمان کی رمق بھی اندر باقی نہیں رہی ہے۔ (مقام عزیمت:صفحہ 22،طبع اوّل:جنوری 1992ء)

اسلام ایک مکمل نظامِ زندگی

* اسلام ایک مکمل نظامِ زندگی ہے،یہ اپنا غلبہ چاہتا ہے،یہ مغلوب ہونے کے لیے نہیں آیا ۔حق کا تو یہ حق ہے کہ وہ غالب ہو،سربلند ہو،نہ کہ وہ مغلوب اور پامال ہو۔(تنظیم اسلامی کی دعوت،صفحہ 6،طبع اوّل،اکتوبر 1995ء)

ایمان کی حقیقت

* انسان کے ایمان کا محل ومقام اس کا قلب ہے ۔ایمان حقیقت میں ایک روشنی ہے، ایک نور ہے ۔(عائلی زندگی کے بنیادی اُصول:صفحہ 29،طبع اوّل:ستمبر 1999ء)

ایمان کی اہمیت

* کوئی عمل جس کی بنیاد میں ایمان نہیں ہے،وہ حقیقتاً نیکی نہیں ہے،بظاہر وہ نیکی کا کتنا ہی بڑا عمل نظر آتا ہو۔(نورِفطرت اور نورِوحی:صفحہ 26)

اتباعِ رسول ﷺ

* محبوب کے ہر نقشِ قدم کی پیروی اورہرادا کی نقالی اپنے اوپر لازم کرلی جائے‘اسی طرزِ عمل کانام قرآن مجید کی اصطلاح میں اتباع ہے ۔(نبی اکرم ﷺ سے ہمارے تعلّق کی بنیادیں : صفحہ 16‘طبع اوّل :مارچ 1974ء)

ایمان بالرسالت کی شرطِ لازم

* رسول اللہ ﷺ کی کامل اطاعت اور قرآن وسُنّت کے احکام پر سر تسلیم خم کرنا ایمان بالرسالت کی شرطِ لازم ہے ۔(نبی اکرم ﷺ سے ہمارے تعلّق کی بنیادیں : صفحہ 13‘طبع :مارچ 2020ء)

ایمان اور عملِ صالح

* ایمان اور عملِ صالح کا چولی دامن کا ساتھ ہے اوریہ دونوں باہم لازم وملزوم ہیں ۔(راہِ نجات سورۃ العصر کی روشنی میں : صفحہ 53‘طبع اوّل : ستمبر 1973ء)

امن وسلامتی کی راہ

* امن وسلامتی کی اس صراطِ مستقیم کے سوا جو ایمان واسلام پر مبنی ہے‘انسان کے لیے سکون اوراطمینان کی کوئی اور راہ ہے ہی نہیں‘اور انسانی تاریخ اس پر گواہ ہے کہ انسان نے اس شاہراہ سے ہٹ کر جب کبھی کوئی دوسری راہ اختیار کی‘خدا کی زمین فتنہ وفساد سے بھر گئی ۔ (قرآن اورامن عالم : صفحہ 10‘طبع اوّل :جنوری 1970ء)

ضعفِ ایمان

زنفاق سے پہلے ایک منزل ضعفِ ایمان کی ہے کہ ایمان ابھی اس درجے پختہ نہیں ہوا کہ انسان کا عمل پورے طور پراس کے تابع ہوسکے ۔چنانچہ عمل میں بھی کمی اور

کوتاہی کا صدور ہوتا رہتا ہے‘لیکن ضعفِ ایمانی کی اس کیفیت کا یہ ایک لازمی امر ہے کہ انسان اپنی خطا کا اعتراف کرتا ہے‘جھوٹ بہانے نہیں بناتا‘بلکہ اپنی غلطی اورکوتاہی کو صاف تسلیم کرلیتا ہے‘اللہ تعالیٰ سے معافی کا خواستگار ہوتا ہے‘نبی ﷺ سے بھی معذرت کرتا ہے اوراستدعا کرتا ہے کہ میرے لیے اللہ سے استغفار کیجیے ۔ جب تک یہ صورت برقرار رہے‘ اسے نفاق نہیں کہا جائے گا‘ بلکہ اسے ضعفِ ایمان سے تعبیر کیا جائے گا ۔(جہاد سے گریز کی سزا نفاق: صفحہ 8‘طبع اوّل :دسمبر 2002ء)

اسلام ایک مکمل دین

* اسلام ایک مکمل دین ہے ۔اس میں انفرادی زندگی کے تین شعبے بھی ہیں (یعنی مذہب بھی ہے) اور اجتماعی زندگی کے تین گوشے یعنی معاشی‘سیاسی‘سماجی نظام بھی ہے۔ اسی معاشی‘سیاسی اور سماجی نظام کے تحت قوانین بنتے ہیں‘جیسے کریمنل لا‘ سول لا‘ قانونِ شہادت‘قانونِ وراثت وغیرہ ۔ اسلام کے معاشی قانون میں سود حرام ہے‘ جوا

حرام ہے‘سماجی قانون میں شراب حرام ہے۔اسلام کہتا ہے کہ مسلم معاشرہ مخلوط نہیں ہوگا بلکہ سوسائٹی جداگانہ ہوگی۔ان ساری چیزوں سے جو نظام بنتا ہے‘ اسلام ان تمام چیزوں کا مجموعہ ہے۔ (ایک یادگار انٹرویو:صفحہ39‘طبع اوّل :اگست2014ء)

جہاں نما

* ایمان درحقیقت کوئی خارج سے ٹھونسی جانے والی چیز ہے ہی نہیں‘ اس کی شمع تو انسان کے اپنے باطن میں روشن ہے اوراس کا قلب بذاتِ خود وہ جہاں نما ہےجس میں کائنات کے وہ تمام حقائق ازخود منعکس ہیں‘جن کا دوسرا نام ایمان ہے۔(مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق:صفحہ11‘طبع اوّل :جنوری 1969ء)

اسلام اورایمان

* اسلام کا تعلّق انسان کے ظاہری اعمال سے‘جبکہ ایمان کا تعلّق قلبی یقین سے ہے۔ اب جس شخص کو یہ دونوں حاصل ہوں‘یعنی عمل میں اسلام کی پابندی ہو‘شریعت کی

پابندی ہو اور دل میں اللہ پراورتمام امورِایمانیہ پر یقین ہو تو اب اسے مسلم کہہ لیں یامؤمن کہہ لیں‘کوئی فرق واقع نہیں ہوتا۔(اسلام‘ایمان اور احسان:صفحہ25‘طبع اوّل :نومبر2010ء)

اُخروی نجات کاداروبدار

* اُخروی نجات کاداروبدار ایمان پر ہے۔دل میں ایمان ہو گا تو نجات ہوگی‘ورنہ نہیں۔(اسلام‘ایمان اور احسان :صفحہ28‘طبع اوّل :نومبر 2010ء)

بڑی سعادت

* اگر اسلام کے نفاذکی وجہ سے کوئی شخص اقتدار اورمنصب سے ہٹادیا جائے تو اس سے بڑی سعادت اورکوئی نہیں ۔(اسلام میں عورت کا مقام :صفحہ10‘طبع اوّل :اپریل 1984ء)

موم کی ناک

* اسلام موم کی ناک نہیں ہے کہ حسبِ خواہش اسے جس طرف چاہیں موڑلیا جائے۔(اسلام میں عورت کا مقام :صفحہ87‘طبع اوّل :اپریل 1984ء)

نورانی عنصر

* ہمارا جو نورانی عنصر ہے‘ایمان اور عمل صالح سے اس کی نورانیت میں اضافہ ہوتا ہے اور اس کے برعکس گناہوں اور نفسانیت سے یہ نور بجھتا چلاجاتا ہے۔(حقیقت واقسامِ شرک:صفحہ46‘طبع اوّل :اکتوبر2008ء)

مادّی وسائل

* ہمارا سارا توکّل اورانحصار مادی اسباب ووسائل پر ہے‘اگر یہ حاصل ہیں تو دلجمعی بھی حاصل ہے‘یہ نہیں ہیں تودل اُڑا ہوا ہے ۔اللہ کی قدرت پر اتنا یقین نہیں ہے‘جتنا کہ مادی وسائل کے نتائج پر یقین ہے۔(حقیقت واقسامِ شرک :صفحہ58‘طبع اوّل :اکتوبر 2008ء)

ابلیسیت کو خطرہ

* ابلیسیت کو کوئی خطرہ نہ جمہوریت سے ہے‘نہ اشتراکیت سے ‘بلکہ صرف اور صرف اسلام سے ہے۔ (اسلام کے انقلابی فکر کی تجدیدو تعمیل :صفحہ20‘طبع اوّل :دسمبر1994ء)

خالص اسلام کے لیے تحریک

* جب تک خالص اسلام کے حوالے سے تحریک نہیں چلے گی‘کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ گڈمڈکر کے تحریک چلائیں گے تو گڈمڈ نتیجہ نکلے گا ۔(بصائر: صفحہ17‘طبع اوّل :مارچ2006ء)

ایمان کی حیثیت

* ایمان کی حیثیت جڑکی ہے اور اسلام کی حیثیت درخت کی ہے‘جبکہ اعمالِ صالحہ اسی ایمان اور اسلام کے ثمرات ہیں ۔ (توحیدِ عملی :صفحہ20‘طبع اوّل :مارچ 1985ء)

یقین

* آپ ماچس سے کاغذ جلاسکتے ہیں لیکن پھر بھی آپ کو یقین رہے کہ میں نہیں جلا سکتا اگر اللہ نہ چاہے ۔اور اگر اللہ چاہے تو دیا سلائی کے بغیر بھی کاغذ جل جائے گا ۔یہ یقین اگر نہیں ہے تو ایمان نہیں ہے ۔ (توحیدِ عملی :صفحہ188‘طبع اوّل :مارچ 1985ء)

ایمان

* بغیر ایمان انسان کا کوئی عمل بارگاہِ خداوندی میں مقبول نہیں ہوسکتا ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب :صفحہ66‘طبع اوّل :مارچ1978ء)

گناہِ کبیرہ

* گناہِ کبیرہ سے انسان ایمان واسلام سے نکلے گا تو نہیں‘البتہ گناہ کی کمیت وکیفیت کی نسبت سے ایمان کم ہوجائے گا ۔ (حقیقتِ ایمان :صفحہ88‘طبع اوّل :فروری 2003ء)

ایمان اوراسلام

* اسلام کی داخلی کیفیت کانام ’’ایمان‘‘ ہے اور ایمان کے خارجی مظہر کا نام ’’اسلام‘‘

ہے ۔در حقیقت دونوں لازم وملزوم ہیں۔(حقیقت ِایمان :صفحہ116‘طبع اوّل :فروری 2003ء)

نفاق سامنے کب آتا ہے ؟

* اگر ایمان کے تقاضے پر لبیک کہا تو ایمان کی ترقی واضافے کی طرف سفر شروع ہوجائے گا ۔جبکہ دوسری طرف علائق دُنیوی انسان کو رکنے کا مشورہ دیتے ہیں کہ پاس بیٹھے رہو او ربہانہ بنادو‘یا جھوٹ بول دو‘بلکہ ضرورت پڑے تو قسمیں کھاکر اس آزمائش سے خود کو بچالو ۔پس ! ایسے ہی موقع پر نفاق نکھر کر سامنے آجائے گا۔(حقیقت ِایمان :صفحہ163‘طبع اوّل :فروری 2003ء)

شعوری ایمان

* شعوری ایمان وہ ہےجس میں دل ودماغ دونوں متحد ہوں اور حقیقت میں یہی ایمان مطلوب ہے۔ (حقیقت ِایمان :صفحہ188‘طبع اوّل :فروری 2003ء)

دو طرح کےنور

* نور دوطرح کے ہیں ۔ایک نورِفطرت ہے جوانسان کے دل میں ہوتا ہے‘اور دوسرا نورِقرآن ہے ۔نور ِفطرت اور نورِقرآن مل کر نورِایمان بنتے ہیں ۔(سیرت ِ خیرالانام علیہ الصلاۃ والسلام :صفحہ150‘طبع اوّل :اکتوبر 2013ء)

* {نُوْرٌ عَلٰی نُوْر}میں ایک نور ِفطرت ہے اور ایک نورِوحی‘ ان دونوں کے امتزاج سے نورِایمانی وجود میں آتا ہے۔(اُمُّ المُسَبِّحات‘یعنی سورۃ الحدید :صفحہ122‘طبع اوّل :جون2005ء)

بتدریج زوال

* خلافت ِراشدہ کے خاتمے کے بعد سے اسلام کا بتدریج زوال شروع ہوگیا۔یہ زوال اپنی انتہا کو اب پہنچا ہے‘جبکہ پوری دنیا میں زمین کے ایک انچ پر بھی اللہ کا دین قائم نہیں ہے ۔ (سیرت ِ خیرالانام علیہ الصلاۃ والسلام :صفحہ237‘طبع اوّل :اکتوبر 2013ء)

رشتہ ایمان

* رشتہ ایمان موجود ہے تو محبّت ہے ‘اور اگر یہ رشتہ ایمان موجود نہیں ہے تو چاہے حقیقی بھائی ہو‘چاہے باپ اور بیٹے کی نسبت ہو‘چاہے بیوی او رشوہر کا تعلّق ہو‘سب پس منظر میں جاکر دھندلاجائے گا ۔(حزب اللہ کے اوصاف :صفحہ146‘طبع اوّل :جون2006ء)

کل کی کل خیر

* ایمان سب سے بڑی خیر ہے‘شریعت کل کی کل خیر ہے ۔(حزب اللہ کے اوصاف :صفحہ219‘طبع اوّل :جون2006ء)

ایمان کا جزوِ لازم

* اللہ تعالیٰ صرف کلیات کا عالم نہیں بلکہ جزئیات کا بھی عالم ہے‘زمین وآسمان اور بحروبر کا چھوٹے سے چھوٹا واقعہ بھی اُس کے علم میں ہے ۔یہ بات اگرچہ ہمارے ذہن میں نہیں آسکتی‘لیکن ایمان کا جزوِ لازم ہونے کی حیثیت سے اس پر ایمان رکھنا ناگزیر ہے ۔ (اُمُّ المُسَبِّحات‘یعنی سورۃ الحدید: صفحہ68‘طبع اوّل :جون2005ء)

ایمان اور عمل صالح

* ایمان اور عمل صالح کا چولی دامن کا ساتھ ہے ۔ایمان اگر حقیقی اور فی الواقع قلب ِانسانی میں جاگزیں ہوگیا ہو تو ممکن نہیں ہے کہ انسان کی سیرت وکردار میں اس کی جھلک نظر نہ آئے ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداوّل :صفحہ36‘طبع دہم :اپریل2019ء)

ایمان بالرسالت

* ملائکہ پر ایمان‘کتابوں پر ایمان اور نبیوں پر ایمان‘تو اگر ان تینوں کو بریکٹ کرلیا جائے تو ان کا حاصل ہوگا ’’ایمان بالرسالہ۔‘‘(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداوّل :صفحہ53‘طبع دہم :اپریل2019ء)

ایمان کا کمزور ترین درجہ

* اگر برائیوں پر دل کی کڑھن بھی موجود نہ رہے تو معلوم ہوا کہ ایمان کی رمق بھی اندر باقی نہیں رہی ہے ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداوّل :صفحہ84‘طبع دہم :اپریل2019ء)

ایمان

* ایمان اَمن سے بنا ہے‘ اور امن کی ضد خوف بھی ہے اور غم بھی ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداوّل :صفحہ100‘طبع دہم :اپریل2019ء)

ایمان حقیقی کی روشنی

* اگر ایمان حقیقی کی روشنی کسی کو میسّر آگئی ہو تو اس کو عام کرنا اور اسے زیادہ سے زیادہ انسانوں تک پہنچانا اس کی ذمہ داری ہے اور یہ کام اس پر واجب اور فرض ہے ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداوّل :صفحہ204‘طبع دہم :اپریل2019ء)

اصل نور

* نور تو اصل میں ایمان ہے‘اگر ایمان میسّر نہیں تو پھر نور کہاں ؟اس صورت میں تو تاریکیاں ہی تاریکیاں ہیں ۔(مطالعہ

قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداوّل :صفحہ205‘طبع دہم :اپریل2019ء)

نورِایمان

* نورِایمان نہ ہو تو حقائق کا ادراک ممکن نہیں ہے ۔اسی کو بصیرت یعنی باطنی مشاہدہ کہا جاتا ہے ۔رہی ہماری ظاہری بصارت تو وہ حیوانات کو بھی حاصل ہے ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداوّل :صفحہ205‘طبع دہم :اپریل2019ء)

* جب انسان کا باطن نورِایمان سے منور ہوجاتا ہے تو اس کے اثرات اور اس کے ثمرات ونتائج انسانی شخصیت میں لازماً ظاہر ہوتے ہیں ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداوّل :صفحہ231‘طبع دہم :اپریل2019ء)

ز قلب میں جو نورِایمان ہے‘وہ میدانِ حشر میں ظاہر ہوجائے گا اوراس کی روشنی انسان کے سامنے پڑے گی۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداوّل :صفحہ397‘طبع دہم :اپریل2019ء)

فرشتوں پرایمان

* فرشتوں پر ایمان ہمارے ایمانیات کا لازمی حصّہ ہے ۔دنیا میں دیوتاؤں کے تصوّرات درحقیقت ''فرشتوں پرایمان'' ہی کی بگڑی ہوئی شکل ہے ۔اس تصوّر میں بنیادی غلطی یہ ہوئی کہ فرشتوں کو بااختیار سمجھ لیاگیا ۔قرآن مجید واضح کرتا ہے کہ اگرچہ ملائکہ ایک نوری مخلوق ہیں اوران کارتبہ بہت بلند ہے لیکن وہ بااختیار مخلوق نہیں۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداوّل :صفحہ392‘طبع دہم :اپریل2019ء)

ایمان کی حقیقت

* ایمان حقیقت میں ایک روشنی ہے‘ایک نور ہے اور انسان کے ایمان کا محل ومقام اس کا قلب ہے ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداوّل:صفحہ397‘طبع دہم :اپریل2019ء)

اصولِ ثلاثہ

* (۱)توحید (۲)معاد (۳)رسالت ۔اسلام کا پورا قصر انہی تین بنیادوں پر استوار ہوا ہے ۔ (مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلددوم :صفحہ31‘طبع ہشتم :اپریل2019ء)

ایمان کی راہ

* ایمان کی راہ میں قدم رکھو تو ذہنی طورپرتیار ہوکر آؤ کہ آزمائشوں اور امتحانات سے گزرنا ہوگا۔تکالیف اور مصائب تواس راہ کے سنگ ِ میل ہیں اوریہ سب چیزیں اہل ِ ایمان کو جانچنے اور مزید نکھارنے کا ذریعہ ہیں ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلددوم :صفحہ242‘طبع ہشتم :اپریل2019ء)

اہل ِ سُنّت کا عقیدہ

* اہل ِ سُنّت کا مجمع علیہ عقیدہ ہے کہ جس شخص کے دل میں ایمان کی کچھ رمق بھی ہوگی وہ

اپنے گناہوں کی سزا پاکر بالآخر جہنّم سے نکال لیاجائے گا ۔ جہنّم میں خلود صرف ان کے لیے ہے جن کے دلوں میں سرے سے ایمان کی کوئی رمق نہیں ہوگی ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلددوم : صفحہ485‘طبع ہشتم : اپریل2019ء)

اسلام پر عمل کرنا

اس وقت کے حالات میں جتنے اسلام پر عمل کرنا قانوناً ممکن ہے‘لازماً کیا جائے‘ مشکل اگرچہ کتنا ہی ہو۔ مشکل اور ناممکن میں فرق ہے ۔چور کا ہاتھ کاٹنا میرے لیے ناممکن ہے‘زانی کو سنگسار کرنا میرے لیے ناممکن ہے‘لیکن گھر میں شرعی پردہ نافذکرلینا میرے لیے ممکن ہے‘مشکل ضرور ہے۔(قرآن حکیم اورہم : صفحہ377‘طبع چہارم : ستمبر2015ء)

ایمان کا تقاضا

ایک مؤمن کے ایمان کا تقاضا ہے کہ وہ بڑے ذوق وشوق اوراشتیاق کے ساتھ اس بات کا منتظر رہے کہ کب وہ وقت آئے کہ وہ اللہ کی راہ میں گردن کٹاکر سرخروہو۔ (رسول اکرم ﷺ اور ہم :صفحہ331‘طبع دوم :جولائی2014ء)

اسلامی انقلاب

اسلامی انقلابی جدّوجُہد

* اسلامی انقلابی جدّوجُہد وہ واحد جدّوجُہد ہے‘جس میں شریک افراد کے لیے ناکامی کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔ (استحکام پاکستان‘صفحہ182‘طبع اوّل‘مارچ 1986ء)

پاکستان کے استحکام کا واحد ذریعہ

* پاکستان کے استحکام کا واحد ذریعہ اسلامی انقلاب ہے ۔(استحکام پاکستان‘صفحہ182‘طبع اوّل‘مارچ 1986ء)

اسلامی انقلاب

* اسلامی انقلاب کے لیے طریق محمدی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کو اختیار کرنا ہوگا۔(ملفوظات ڈاکٹر اسرار احمدؒ صفحہ52‘طبع اوّل‘دسمبر2015ء)

عظیم انقلابی جدّوجُہد

* یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے انسانی تاریخ کا عظیم ترین انقلاب برپا کیا اوراس کے لیے آپ ﷺ نے عظیم انقلابی جدّوجُہد کی۔(ملفوظاتِ ڈاکٹر اسرار احمدؒ صفحہ160‘طبع اوّل‘دسمبر2015ء)

نظامِ خلافت کا آغاز

* نظامِ خلافت کے احیاء کے کام کاآغاز ان شاء اللہ العزیز افغانستان اورپاکستان پر مشتمل اس خطہ ارضی سے ہوگا ۔ (تنظیم اسلامی کی دعوت : صفحہ 48‘طبع اوّل اکتوبر 1995ء)

تکبیر رب کا مفہوم

* ''تکبیر رب'' کا حقیقی مفہوم یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی زمین پر اُس کے احکام' اُس کی ہدایات اور اُس کے اوامر ونواہی کی تعمیل کی جارہی ہو' اُس کا عطا کردہ آئین

اوراُس کے نازل کردہ قوانین عملاً نافذہوں' اور اس طرح اسے حقیقی طور مقتدر تسلیم کیا گیا ہو۔ (نبی اکرم ﷺ سے ہمارے تعلّق کی بنیادیں: صفحہ 24'طبع: مارچ2020ء)

اجتماعی ماحول کی تبدیلی

* اگر اجتماعی ماحول خراب ہے تواس کی خرابی لازماً افرادکی زندگیوں میں سرایت کرے گی'اوراس سے بچنے کی ایک ہی راہ ممکن ہے کہ ماحول کو تبدیل کردیا جائے یاکم ازکم اس کو تبدیل کرنے کی جدّوجُہد مسلسل جاری رکھی جائے ۔

(راہِ نجات سورۃ العصر کی روشنی میں: صفحہ 57'طبع اوّل: ستمبر1973ء)

انقلاب

* انقلاب یہ ہوتا ہے کہ کسی جگہ پر جو نظام قائم ہے'اس کو جڑ سے اکھیڑنا ہے'بنیادی تبدیلی لانی ہے اور پورے نقشے کو بدلنا ہے ۔(اُسوۂ رسول ﷺ: صفحہ 58'طبع اوّل: دسمبر1983ء)

انقلابی مشن

* ایک نظام کو کسی معاشرے پر برپا کرنا اس کے بغیر ممکن نہیں کہ پہلے وہاں پرموجود نظام کوجڑوں سے اکھیڑا جائے ۔ (سورۃ الصف: صفحہ 47'طبع اوّل: اپریل 2001ء)

اہل مغرب کے لیے اصل خطرہ

* مغرب کو اصل خطرہ یہ ہے کہ کہیں لوگ اسلام کی طرف نہ دیکھنے لگیں ۔یہی بات اقبال نے اپنی نظم ''ابلیس کی مجلس شوریٰ'' کے اندر ابلیس کی زبان سے کہلوائی تھی :

عصر حاضر کے تقاضاؤں سے ہے لیکن یہ خوف
ہو نہ جائے آشکارا شرعِ پیغمبرؐ کہیں ! (توبہ کی عظمت اور تاثیر: صفحہ 43'طبع اوّل: نومبر2011ء)

اسلامک ورلڈ آرڈر

* اسلامک ورلڈ آرڈر منصفانہ اورعادلانہ نظام ہے اوراس کے بارے میں محمد رسول

اللہ ﷺ نے خوشخبری دی ہے کہ یہ قیامت سے قبل پوری دنیا پرغالب ہوگا ۔(رسول انقلاب ﷺ کا طریق انقلاب: صفحہ 9'طبع اوّل: ستمبر2004ء)

اسلام کا عالمی انقلاب

* اسلام کا عالمی انقلاب پکار رہا ہے اور ''مَنۡ اَنۡصَارِیۡ اِلَی اللہِ'' کی آواز ہم اپنے روحانی کانوں سے سن سکتے ہیں ۔

(عظمتِ مصطفیٰ ﷺ :صفحہ56‘طبع اوّل :جولائی 2001ء)

ہمہ گیر انقلاب

* دنیا کے تمام انقلابات جزوی تھے‘جبکہ نبی اکرم ﷺ کالایا ہوا انقلاب ہمہ گیر تھا۔(انقلاب ِنبوی ﷺ کا اساسی منہاج:صفحہ3)

فرد میں اسلامی انقلاب

* اگر آپ چاہتے ہیں کہ ایک فرد میں اسلامی انقلاب آجائے تو ظاہر بات ہے کہ آپ کو سب سے پہلے اس کی سوچ اور اس کے نقطہ نظر کا جائزہ لینا ہوگا اوراس کے فکر کی اصلاح سے کام کا آغاز کرنا ہوگا۔ (انقلاب ِنبوی ﷺ کا اساسی منہاج:صفحہ10)

واحد انقلاب

* دنیا میں جتنے بھی انقلاب آئے‘ا س کا آئیڈیا دینے والے کوئی او رلوگ تھے اور اس کو عملی جامہ پہنانے والے دوسرے لوگ ۔انقلاب ِمحمدی ﷺ وہ واحدانقلاب ہے جس کے تمام مراحل نبی کریم ﷺ کی حیات ِدنیوی میں مکمل ہوئے۔(بصائر:صفحہ116‘طبع اوّل :مارچ2006ء)

انقلاب کی ابتدا

* انقلاب کی ابتدا سیاسی میدا ن سے نہیں‘بلکہ علم وفکر اور فلسفہ وحکمت کے میدان سے ہوگی ۔(پاکستان کی سیاست کا پہلا عوامی وہنگامی دور:صفحہ40‘طبع اوّل :ستمبر1996ء)

دورِ حاضر کا انقلاب

* اگرچہ دنیا میں سُنّیوں کے مقابلے میں شیعہ تعداد کے اعتبار سے بہت قلیل ہیں‘لیکن

اس صدی میں اگر کہیں انقلاب برپا کیا تو شیعوں نے کیا‘ایک بڑی مستحکم بادشاہت کا تختہ اُلٹا اور اپنی فقہ کے مطابق ایک نظام قائم کرلیا ۔(اُمّت ِمسلمہ کے لیے سہ نکاتی لائحہ عمل :صفحہ107‘طبع اوّل :اکتوبر 1990ء)

قیام ِعدل وانصاف

* ادائے امانت اور قیام ِعدل وانصاف کے بغیر کسی بھی صحت مند اجتماعی نظام کی تعمیر کی توقع نہیں کی جاسکتی۔

(قرآن حکیم کی سُورتوں کے مضامین کا اجمالی تجزیہ :صفحہ35‘طبع اوّل :رمضان المبارک1398ھ)

انقلاب ِنبوی ﷺ

* انقلاب ِنبوی ﷺ کے اساسی منہج کے چار عناصر ہیں : تلاوت ِآیات ،تزکیہ اور تعلیم کتاب و حکمت۔ (اصلاحِ معاشرہ کا قرآنی تصوّر: صفحہ83‘طبع اوّل :نومبر2018ء)

انقلابی عمل کا ماخذ

* انقلابی عمل کا واحد ذریعہ اور ماخذ سیرت ِمحمدی ﷺ ہے۔(خلافت کی حقیقت :صفحہ170‘طبع اوّل :اکتوبر 1996ء)

اسلامی نظام

* نماز‘ روزہ‘ حج او رزکوٰۃ سے کسی کو کوئی پریشانی نہیں ہوتی ۔دشمنوں کو پریشانی اُس وقت ہوتی ہے جب اسلامی نظام کی بات کی جاتی ہے ۔(سیرت ِ خیرالانام علیھا السلام والسلام :صفحہ41‘طبع اوّل :اکتوبر 2013ء)

کامل اورہمہ گیر انقلاب

* کامل اور ہمہ گیر انقلاب کا منہاج اور نقشہ صرف سیرتِ محمدی ﷺ سے ہی مل سکتا ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ تاریخ انسانی میں کامل انقلاب صرف اور صرف حضرت محمد عربی ﷺ نے برپا کیا ہے ۔(منہج انقلاب ِنبوی ﷺ :صفحہ23‘طبع اوّل :جون1987ء)

اسلامی انقلابی جماعت

* ایک منظّم اور تربیت یافتہ اسلامی انقلابی جماعت امر بالمعروف ونہی عن المنکر اور تحفظ حدوداللہ کے لیے پُرامن مظاہروں اور ان تمام طریقوں سے حکومت ِوقت کو مجبور کردے کہ وہ معروفات کی ترویج کرے ‘منکرات کا قلع قمع کرے اور حدود اللہ کو نافذ کرے۔(منہج انقلاب ِنبوی ﷺ :صفحہ366‘طبع اوّل :جون1987ء)

فلسفہ انقلاب

* اب ایک ہی راستہ ہے کہ جو سلیم الفطرت لوگ آگئے ہیں‘ ان کو جمع کیا جائے او ران کا تزکیہ کیا جائے ۔ان کی نیتیں بھی خالص ہوجائیں‘کوئی کھوٹ نہ رہے ۔ ان کی شخصیتیں نکھر جائیں۔ لوگوں کو ان کے کردار کے بارے میں کوئی شک وشبہ نہ رہے۔ یہ آزمائشوں میں سے گزریں‘ امتحانوں میں سے نکلیں‘ اور کندن بن جائیں۔ پھر ان کو منظّم کرو‘ آرگنائز کرواور ان کو بٹ کر کوڑا بنالو ۔ جیسے مختلف دھاگوں اور رسیوں کو بٹ دیں تو کوڑا بنتا ہے ۔ علیحدہ علیحدہ دھاگا کمزور ہوتا ہے‘ اسے جو چاہے توڑسکتا ہے۔ لیکن دھاگوں کو بٹ کر رسیاں اور رسیوں کو باہم بٹ کر جو کوڑا بنایا جاتا ہے‘ یہ بہت مضبوط ہوتا ہے ۔چنانچہ آپ نے یہ جو کوڑ ابنایا ہے‘ اب یہ کوڑا باطل کے سر پر دے مارو۔یہ ہے اصل میں فلسفہ انقلاب ۔(اُمُّ المُسَبِّحات‘یعنی سورۃ الحدید: صفحہ297‘طبع اوّل :جون2005ء)

انقلاب کے ابتدائی مراحل

* کسی انقلاب کے جو ابتدائی مراحل ہوتے ہیں ان میں جنہوں نے اپنی جانیں کھپائیں' اپنے مال کھپائے'اپنی صلاحیتیں لگائیں' اپنا وقت لگایا'اپنی زندگی لگائی' ان کا جو رتبہ ہے وہ بعد والوں کو کبھی نہیں مل سکتا ۔(اُمُّ المُسَبِّحات'یعنی سورۃ الحدید :صفحہ312'طبع اوّل :جون2005ء)

ذہین اقلیت

* آپ کسی بھی معاشرے میں تبدیلی برپا کرنا چاہتے ہیں'کسی قوم یا ہیئت اجتماعیہ کو اسلام کے حق میں بدلنا چاہتے ہیں یا یوں کہیے کہ کسی جگہ پر بھی آپ اسلامی انقلاب برپا کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لیے نبی اکرم ﷺ کے طریق انقلاب پر اساسی منہاج یہی ہوگا کہ پہلے ذہین اقلیت کو تبدیل کیجیے ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلددوم :صفحہ160'طبع ہشتم :اپریل2019ء)

فکر کی تبدیلی

* اصل معاملہ فکر ہی کا ہے ۔اگر فکر بدلے گا'سوچ بدلے گی'تو انسان بدلے گا۔ انسان کی انفرادی تبدیلی کے لیے بھی فکر کی تبدیلی لازمی ہے اور کسی معاشرے میں انقلاب برپا کرنے کے لیے بھی فکر کی تبدیلی ناگزیر ہے ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلددوم :صفحہ161'طبع ہشتم :اپریل2019ء)

فکری بنیاد

* اسلامی انقلاب کے لیے فکری بنیاد بھی قرآن حکیم سے مہیا ہوتی ہے اور اس کا پورا اساسی منہاج بھی قرآن حکیم ہی پر مبنی ہے ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلددوم :صفحہ161'طبع ہشتم :اپریل2019ء)

فیصلہ کن ولولہ

* کوئی شخص خواہ بظاہر دبلا پتلا اور نحیف الجثہ ہو'ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مانند کہ جو نحیف ونزار ہی نہیں رقیق القلب بھی تھے'لیکن اندر اگر ایک عزیمت اور ایک فیصلہ کن ولولہ موجود ہو تو یہ شخص ان لوگوں میں سے ہوگا جو تاریخ کے دھارے کا رخ موڑدیا کرتے ہیں ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلددوم :صفحہ216'طبع ہشتم :اپریل2019ء)

انقلابِ اسلامی کا منہج عمل

* اگر کسی کا یہ خیال ہے کہ قرآن حکیم انقلابِ اسلامی کے لیے کسی منہج عمل کی جانب

رہنمائی نہیں کرتا تو اسے محسوس کرنا چاہیے کہ یہ قرآن مجید پر بھی ایک سنگین طعن ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ بھی حددرجہ ناروا سوئِ ظن۔(رسول اکرم ﷺ اور ہم :صفحہ191‘طبع دوم :جولائی2014ء)

اسلامی انقلاب کے لیے جماعت کی ضرورت

* اسلامی انقلاب کے لیے ایک جماعت چاہیے‘جان نثاروں کی جماعت‘ جوپورے طورپر منظّم ہو۔ جس کے لیے ہمارے دین کی اصطلاح ہے سمع وطاعت (Listen and obey) سنو اوراطاعت کرو۔گویاڈسپلن اس نوع کا ہوناچاہیے‘جیسے فوج میں ہوتا ہے۔ڈھیلے ڈھالے نظم کے ساتھ انقلاب نہیں لایا جاسکتا ۔(رسول اکرم ﷺ اور ہم :صفحہ358‘طبع دوم :جولائی2014ء)

انقلاب کا طریقہ کار

* آج اسلامی انقلاب برپا کرنے کے لیے ہمیں محمد رسول اللہ ﷺ کے انقلاب کا طریق کار اچھی طرح سمجھنا ہوگا اورپھر اسے apply کرنا ہوگا۔(رسول اکرم ﷺ اور ہم :صفحہ419‘طبع دوم :جولائی2014ء)* اگر آپ کو انقلاب کا طریق کار درکار ہےتو اس کے لیے آپ کو پیغمبر اسلام ﷺ کی سیرت کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔(سیرتِ خیرالانام ﷺ :صفحہ145‘طبع اوّل :اکتوبر2013ء)

محمد رسول اللہ ﷺ کا انقلاب

* محمد رسول اللہ ﷺ کا انقلاب اس اعتبار سے منفرد اورلاثانی ہے کہ ایک انسانی زندگی کے اندر‘کل 23سال کے عرصے میں‘ الف سے ی تک انقلاب کے تمام مراحل طے ہوگئے ۔ (رسول اکرم ﷺ اور ہم :صفحہ428‘طبع دوم :جولائی2014ء)

انقلاب برپا کرنے کا کام

* انقلاب برپا کرنے کا کام گھربیٹھے نہیں ہوا ۔اس کے لیے بڑی قربانیاںدی گئی ہیں ۔(رسول اکرم ﷺ اور ہم :صفحہ460‘طبع دوم :جولائی2014ء)

انقلابی عمل

* ’’جہاد‘‘ کے لیے آج کے دور کی اصطلاح ہے ’’انقلاب‘‘۔انقلابی عمل ہی دراصل جہاد ہے۔ (جماعت۔ شیخ الہندؒ اور نظیم اسلامی :صفحہ197‘طبع ششم :اپریل2015ء)

جہاد اور انقلابی عمل

* میرے نزدیک جہاد اورانقلابی عمل دونوں مترادف الفاظ ہیں‘صرف اس فرق کے ساتھ کہ جہاد فی سبیل اللہ قرآن کی اصطلاح ہے ۔بڑی اہم مقدس ومحترم اصطلاح ہے جبکہ انقلابی عمل اس دور کی اصطلاح ہے ۔(جماعت۔ شیخ الہندؒ اور

تنظیم اسلامی: صفحہ216‘طبع ششم: اپریل2015ء)

اقتدار سے محرومی

* آج کا کوئی حکمران اگر اس لیے اقتدار سے محروم کردیا جائے کہ وہ خود مسلمان جینا اور رہنا چاہتا ہے اور ملک میں بھی اسلام لانا چاہتا ہے‘ اگر اس وجہ سے حکومت سے محروم ہونا پڑے تو یہ ایک بڑی شان دار اور تابناک مثال قائم ہوجائے گی۔ اس سے ایک جوش پیدا ہوگا‘ ولولہ ابھرے گا‘ امنگیں جوان ہوں گی اور کروٹیں لیں گی‘ اسلام کے حق میں ایک نیا جذبہ پیدا ہوگا۔(جماعت ِشیخ الہندؒ اور تنظیم اسلامی: صفحہ560‘طبع ششم: اپریل2015ء)

تحریک ِشہیدینؒ

* برعظیم پاک وہند کے مسلمانوں کی تاریخ میں ’’تحریک ِشہیدین‘‘ کو جو مقام حاصل ہے وہ کسی سے مخفی نہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ دورِ صحابہؓ کے بعد‘ ایک خالص اسلامی تحریک ہونے کے اعتبار سے‘ تحریک ِشہیدین کے ہم پلہ کوئی دوسری تحریک نظر نہیں آتی۔ اس تحریک کے قائد سید احمد بریلویؒ تھے اور ان کے ہاتھ پر بیعت کرنے والوں میں شاہ ولی اللہؒ کے پوتے شاہ اسماعیل شہیدؒ بھی شامل تھے۔(منہج انقلاب ِنبوی ﷺ :صفحہ120‘طبع اوّل :جون1987ء)

اسلامی خلافت

اسلامی خلافت

* فرعون اور نمرود دونوں کی بادشاہتیں کافرانہ اور مشرکانہ تھیں‘ کیونکہ وہ حاکمیت اور خدائی حقوق کے دعوے دار تھے۔ یعنی ہم جو چاہیں کریں گے‘ لوگوں پر ہمارا حکم چلے گا‘ جبکہ سیدنا داؤد اور سلیمان علیہما السلام کی بادشاہت ایک اسلامی بادشاہت تھی‘ کیونکہ وہ حکم الٰہی کے تحت چل رہی تھی‘ اور یہی اسلامی خلافت ہے۔(ملفوظاتِ ڈاکٹر اسرار احمد ‘صفحہ54‘55)

ذمی کی اصطلاح

* ’’ذمی‘‘ کوئی قابل مذمت اصطلاح نہیں‘ یہ تو درحقیقت لفظ ’’ذمہ‘‘ سے بنا ہوا ہے اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ اسلامی ریاست یا نظام خلافت غیر مسلموں کی جان‘ مال اور عزّت وآبرو کی حفاظت کا ذمہ لیتا ہے۔ (ملفوظاتِ ڈاکٹر اسرار احمد ‘صفحہ78)

خلافت علیٰ منہاج النبوت

کرۂ ارضی پر بالآخر اُمّت ِمحمد علیہ الصلوۃ والسلام کی حکومت قائم ہوگی اور اللہ کے دین کا بول بالا ہوگا۔ گویا موجودہ نیو ورلڈ آرڈر‘ جو درحقیقت جیو ورلڈ آرڈر (یعنی یہودیوں کی بالادستی کا عالمی نظام)ہے‘ بالآخر اسلام کے ’’جسٹ ورلڈ آرڈر‘‘ (Just World Order) یعنی خلافت علیٰ منہاج النبوت کے عدل وقسط پر مبنی عالمی نظام میں

تبدیل ہو کر رہے گا ۔(سابقہ اور موجودہ مسلمان اُمتوں کا ماضی‘حال اور مستقبل :صفحہ 11‘طبع اوّل :اکتوبر 1993ء)

خلافت

* خلافت یا حکومت موجودہ اُمّت ِمسلمہ (جو اُمّت ِمحمد ﷺ ہے) کو اسی طرح عطا کی جائے گی‘جس طرح اس سے پہلے اُمّت ِمسلمہ (بنی اسرائیل) کو عطا کی گئی تھی۔(خلافت کی حقیقت :صفحہ14‘طبع اوّل :اکتوبر 1996ء)

غلبہ دین

*جس دین کو اللہ نے پسند فرمایا‘وہ مغلوب نہیں رہے گا ‘بلکہ اس کو غلبہ اور تمکن حاصل ہوگا ۔(خلافت کی حقیقت :صفحہ15‘طبع اوّل :اکتوبر1996ء)

خیر سے خالی

* دین کے غلبے کے بعد تو اکثریت کے دین پر چلنا آسان ہوجائے گا ۔چنانچہ اس غلبے کے بعد بھی جو کفر پر اَڑا رہے گا گویا اس میں سرے سے کوئی خیر ہے ہی نہیں ۔(خلافت کی حقیقت :صفحہ17‘طبع اوّل :اکتوبر1996ء)

خراسان سے خلافت کا آغاز

* خراسان اُس علاقے کا نام ہے‘جس کا کچھ حصّہ اِس وقت پاکستان میں ہے اور زیادہ حصّہ افغانستان میں ہے ۔گویا یہی علاقے ہیں جہاں سے خلافت کا آغاز ہوگا۔ (خلافت کی حقیقت :صفحہ57‘طبع اوّل :اکتوبر1996ء)

خلافت کے حق دار

* انسانوں میں خلافت کے حق دار صرف وہ لوگ ہیں جو اللہ کی حاکمیت کو تسلیم کرکے اس کے سامنے سراطاعت خم کردیں ۔ان کا یہ رویّہ ’’اسلام ‘‘ ہے اور وہ خود ’’مسلم ‘‘ ہیں۔ (خلافت کی حقیقت :صفحہ75‘طبع اوّل :اکتوبر1996ء)

نظام خلافت کی جدّوجُہد

د* نظام خلافت قائم کرنے کی جدّوجُہد ہر مسلمان کے لیے فرضِ عین ہے۔(خلافت کی حقیقت :صفحہ197‘طبع اوّل :اکتوبر1996ء)

غلبہ دین کی جدّوجُہد

* اگر کہیں صرف ایک ہی مسلمان ہے تو اس پر بھی فرض ہے کہ وہ دین کے غلبے کی جدّوجُہد کرے۔ (خلافت کی حقیقت :صفحہ198‘طبع اوّل :اکتوبر1996ء)

خلافت کا دوبارہ ابھرنا

* خلافت کا دوبارہ اُبھرنا یقینی ہے ۔اس کی خبریں صادق المصدوق ﷺ نے دی ہیں ۔ (سیرت ِ خیر الانامb :صفحہ238‘طبع اوّل :اکتوبر 2013ء)

اقامتِ دین

عذابِ الٰہی سے نکلنے کی صورت

* آج پوری امت عذاب الٰہی سے صرف اس صورت میں نکل سکتی ہے کہ کم ازکم کسی ایک ملک میں اللہ کے دین کوقائم کرکے پوری دنیا کو دعوت دے سکے کہ آؤ ! دیکھو‘یہ ہے اسلام ! اس کی برکتیں دیکھو‘اس کی سعادتیں دیکھو۔ یہاں کی مساوات اوریہاں کا بھائی چارہ دیکھو‘یہاں کی آزادی دیکھو‘یہاں کا امن دیکھو ! اگرہم یہ نہ کرسکے تو پھر اللہ کاعذاب سخت سے سخت تر ہوگا۔(رسولِ انقلاب ﷺ کا طریق انقلاب)

دین کو قائم کرنا

* سب سے کٹھن اورسب سے اونچی منزل ہے دین کوقائم کرنا‘دین کو قائم کرنے کا مطلب نظام کی تبدیلی ہے ۔ (تنظیم اسلامی کی دعوت : صفحہ 24‘طبع اوّل اکتوبر 1995ء)

اسلام کا عالمی غلبہ

* قرآن وحدیث کی راہنمائی میں پورے وثوق اور صد فی صد یقین سے یہ بات کہہ رہا ہوں کہ قیامت سے قبل دین اسلام کا عالمی غلبہ ہوکر رہے گا۔(تنظیم اسلامی کی دعوت : صفحہ 48‘طبع اوّل اکتوبر 1995ء)

اقامتِ دین کی جدّوجُہد کے لیے مطلوبہ جماعت کے خصائص

(1)اس جماعت کےپیش نظر اقامتِ دین کا اعلانیہ ہدف ہو۔

(2)اس کا نظم سمع وطاعت والا ہو‘چاہے وہ دستوری بیعت ہو جوکہ مباح اورجائز ہے‘ چاہے وہ شخصی بیعت ہو ۔

(3)آپ یہ معلوم کیجیے کہ اقامتِ دین کی جدّوجُہد کے لیے اس جماعت کےپیش نظر طریق کار کیا ہے؟ان سے معلوم کیجیے کہ آپ کیا کام کرناچاہتے ہیں اور کیسے کرناچاہتے ہیں؟آپ ہمیں بتائیے کہ سیرت النبی ﷺ کے ساتھ اس کا کیاربط وتعلّق ہے؟

(4)اس جماعت کی قیادت کے قریب ہوکر انہیں دیکھیں اورپَرکھیں۔

ان چار معیارات پر جوجماعت پاس مارکس بھی لے جائے‘آپ پر فرض عین ہے کہ اس میں شامل ہوں۔ (قرآن کا لائحہ عمل : صفحہ 47‘طبع اوّل:اکتوبر 2004ء)

اللہ کا دین قائم ہو کر رہے گا

* اس دنیا کے خاتمے سے قبل کُل روئے ارضی پر اللہ کادین قائم ہوکررہے گا۔(قرآن کا لائحہ عمل : صفحہ 51‘طبع اوّل:اکتوبر 2004ء)

اوقات ووسائل کا استعمال

* ہمیں اپنی توانائیوں‘قوتوں‘صلاحیتوں‘اوقات اور وسائل وذرائع کا کم سے کم حصّہ اپنی ذات اور اپنے اہل وعیال پراورزیادہ سے زیادہ حصّہ ایسی جدّوجُہد میں لگا دینا چاہیے‘جس کے ذریعے دین کے نظام کو قائم کیا جاسکے ۔(دنیا کی عظیم ترین نعمت‘قرآن حکیم :صفحہ 26‘طبع اوّل:نومبر2000ء)

التزام جماعت

* جس طرح نماز کے لیے وضو فرض ہے‘اس لیے کہ وضو کے بغیر نماز نہیں‘اسی طرح چونکہ جماعت کے بغیر دین کی اقامت ممکن نہیں‘لہٰذا اگر اقامت ِدین فرض ہے تو التزامِ جماعت بھی فرض ہے ۔(دنیا کی عظیم ترین نعمت‘قرآن حکیم :صفحہ 28‘طبع اوّل:نومبر2000ء)

تکبیرِ ربّ کا مفہوم

* ’’تکبیرِ رب ‘‘کا حقیقی مفہوم یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی زمین پر اس کے احکام‘ اس کی ہدایات اور اس کے اوامر ونواہی کی تعمیل کی جارہی ہو‘ اس کا عطاکردہ آئین اوراس

کے نازل کردہ قوانین عملاً نافذہوں‘ اور اس طرح اسے حقیقی طور مقتدر تسلیم کیا گیا ہو۔(نبی اکرم ﷺ سے ہمارے تعلّق کی بنیادیں: صفحہ24‘طبع :مارچ2020ء)

آنحضور ﷺ کے اُمتی کی اہم ترین ذمہ داری

* نبی اکرم ﷺ کے فرائض منصبی کے ادراک سے نصرتِ رسول ﷺ کا مفہوم خود بخود واضح ہوتا ہے اوریہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ جو شخص آنحضور ﷺ پرایمان لائے اور اس کا دل اس بات کی تصدیق کرے کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں‘ اس کے لیے لازم ہے کہ اب فریضہ رسالت ونبوت کی ادائیگی میں آپ ﷺ کا رفیق وناصر بنے۔اب اسے تکبیر رب کی کٹھن مہم میں‘ اقامت ِدین او رغلبہ دین کی جامگسل جدّوجُہد میں دعوت وتبلیغ کے راہ ِخارزار میں‘ حق وباطل کے معرکہ کا رزار میں اور جہاد وقتال فی سبیل اللہ کے میدانِ جنگ وجدال میں رسول اللہ ﷺ کا دست وبازو اورآپ ﷺ کاحامی ومددگار بننا ہوگا۔(نبی اکرم ﷺ سے ہمارے تعلّق کی بنیادیں :صفحہ26‘طبع:مارچ2020ء)

نصرت ِرسول ﷺ

* لفظ ِنصرت سے کسی کو خیال آسکتا ہے کہ اللہ کے نبی اور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کسی انسان کی مدد کی کیا حاجت ؟نبی ﷺ کا مقام ومرتبہ تو یہ ہے کہ اللہ خود ان کا مولا اور ناصر ہوتا ہے‘پھر اللہ کے فرشتے نبی ﷺ کے پشت پناہ ہوتے ہیں‘ اور نبی ﷺ کو تو روح القدس کی تائید حاصل ہوتی ہے‘لہٰذا نبی ﷺ کو اہل ایمان کی مدد

وحمایت کی کیا ضرورت ؟ پس ! اس نکتہ کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ اس عالم اسباب میں دین حق کے غلبے کی جدّوجُہد انسانوں ہی کو کرنی ہے‘جن کو زمین میں اللہ کا خلیفہ قراردیا گیا ہے۔ (نبی اکرم ﷺ سے ہمارے تعلّق کی بنیادیں :صفحہ 27‘طبع :مارچ2020ء)

اللہ اور رسولؐ کی نصرت

* غلبہ واقامت ِ دین کی جدّوجُہدکواللہ تعالیٰ اپنی اوراپنے رسول ﷺ دونوں کی نصرت سے تعبیر فرماتا ہے۔(نبی اکرم ﷺ سے ہمارے تعلّق کی بنیادیں : صفحہ36‘طبع :مارچ2020ء)

کرۂ ارضی پر غلبہ دین

* آنحضور ﷺ کی حیات ِطیبہ میں آپ ﷺ کے مقصد ِ بعثت کی تکمیل ایک درجے میں ہوئی‘یعنی جزیرہ نمائے عرب کی حدتک ۔حالانکہ آپ ﷺ کی بعثت کل رُوئے ارضی کے تمام انسانوں کے لیے ہے ۔چنانچہ وسیع تر سطح پر دعوت وتبلیغ کاکام اورپورے کرۂ ارضی پر غلبہ دین کا مشن ہنوز شرمندۂ تکمیل ہے ۔یہ قرض اُمت کے ذمہ ہے‘ اس مشن کی تکمیل کا بوجھ اُمت کے کندھوں پر ہے ۔یہ امانت نبی اکرم ﷺ کی طرف سے ہر اُس شخص کی طرف منتقل ہوئی ہے جو رسول اللہ ﷺ کے دامن سے وابستہ ہے اور آپ ﷺ کا نام لیوا ہے ۔(نبی اکرم ﷺ سے ہمارے تعلّق کی بنیادیں : صفحہ48‘طبع :مارچ2020ء)

منظّم جماعت

* اقامت ِدین کی جدّوجُہد فرض ہے اور یہ فرض ایک منظّم جماعت کے بغیر محض انفرادی طور پر ادا نہیں کیا جاسکتا‘اس کے لیے ایک جماعت کا ہونا لازم ہے۔(اسلامی نظم جماعت میں بیعت کی اہمیت : صفحہ 11‘طبع اوّل : ستمبر1996ء)

اسلامی ریاست

* اگراسلامی ریاست قائم نہیں ہے تو ہمارا فرض ہے کہ ہم اسے قائم کرنے کے لیے کوشش کریں‘اوریہ کوشش ایک مضبوط اور منظّم جماعت ہی کے ذریعے ہوسکتی ہے نہ کہ انفرادی طورپر ۔ (اسلامی نظام میں بیعت کی اہمیت : صفحہ 31‘طبع اوّل : ستمبر1996ء)

بعثت ِ محمدی ﷺ کا بنیادی مقصد

* دین کو دنیا میں ایک عملی اور ایک زندہ نظام کی حیثیت سے قائم اوربرپا کرنا بعثت ِ محمدی علیہ الصلوۃ السلام کا بنیادی مقصد ہے۔اسی کے لیے محنت‘اسی کے لیے جدّوجُہد‘اسی کے لیے کوشش‘اسی کے لیے جینا‘اسی کے لیے مرنا‘اسی میں مال اورجان کا کھپانابندہ مومن کے ایمان کا لازمی تقاضا ہے ۔ (سورۃ الصف :صفحہ 23‘طبع اوّل :اپریل 2001ء)

بعثتِ نبوی علیہ الصلوۃ السلام کی امتیازی شان

* اعلیٰ سے اعلیٰ نظام بھی اگر صرف نظری اعتبار سے پیش کیا جارہا ہو‘ صرف کتابی شکل میں نسل انسانی کو دیا گیا ہو تو وہ ایک خیالی جنّت (utopia)کی شکل تو اختیار کرسکتا ہے‘ لیکن حجت نہیں بن سکتا‘ نوعِ انسانی پر حُجّت وہ صرف اُس وقت بن سکتا ہے جب اسے قائم کرکے‘ نافذ کرکے اور چلا کر دکھادیا جائے۔ یہ ہے بعثتِ نبوی ؐ کی وہ امتیازی شان اور کٹھن ذمہ داری جو محمد رسول اللہ ﷺ پر عائد ہوئی کہ آپ ؐ جو دین حق دے کر بھیجے گئے ہیں‘ اسے پورے نظام زندگی پر غالب وقائم اور نافذ ورائج فرمادیں ۔(سورۃ الصف : صفحہ 46‘ طبع اوّل : اپریل 2001ء)

تکبیرِ رب

* تکبیر کے معنی صرف یہ نہیں کہ بڑائی کا اعلان یا اعتراف کرلیا جائے‘ زبان سے اللہ اکبر کہہ دیا جائے‘ بلکہ تکبیر سے مقصود یہ ہے کہ اُس کی بڑائی نافذ ہوجائے‘ اُس کی کبریائی کے اعتراف پر مبنی نظام بالفعل قائم ہوجائے‘ اُسی کی بات سب سے اونچی اور اُس کا حکم سب سے بالا ہو۔ یہ ہے تکبیرِ ربّ کا حقیقی مفہوم ۔(سورۃ الصف : صفحہ 46‘ طبع اوّل : اپریل 2001ء)

عظیم کام

* اللہ کے دین کو برپا کرنا اور اسے قائم ونافذ کرنا کسی ایک فرد کا کام نہیں‘ یہ ایک نہایت عظیم کام اور بہت اونچا نصب العین ہے اور اس کے لیے ایک بڑی بھرپور اجتماعی جدّوجُہد کی ضرورت ہے ۔ (سورۃ الصف : صفحہ 57‘ طبع اوّل : اپریل 2001ء)

استحصالی نظام کا خاتمہ

ز جو ظالم ہیں‘ جنہوں نے ناجائز طور پر اپنی حکومتوں کے قلادے لوگوں کی گردنوں پر رکھے ہوئے ہیں‘ جنہوں نے دولت کی تقسیم کا ایک غیر منصفانہ نظام قائم کیا ہوا ہے‘ جس کے باعث ان کے پاس دولت کے انبار جمع ہو رہے ہیں‘ چاہے دوسروں کو

دو وقت کی روٹی بھی نہ مل رہی ہو‘ کیا وہ کبھی پسند کریں گے کہ استحصالی وظالمانہ نظام ختم ہوجائے اور عدل وقسط کا نظام قائم ہو ؟ شریعتِ خداوندی ومیزانِ عدل نصب ہوجائے؟ ان کی عظیم اکثریت یہ تبدیلی بالکل پسند نہیں کرے گی ۔(حبِ رسول ؐ اور اس کے تقاضے : صفحہ 13‘ اکتوبر 1991ء)

ظالمانہ نظام کی مدافعت

* جاگیر داری نظام ہے تو جاگیر دار کبھی پسند نہیں کرے گا کہ وہ نظام ختم ہو جائے۔ سرمایہ دارانہ نظام ہے تو سرمایہ دار کبھی نہیں چاہے گا کہ وہ نظام ختم ہو جائے۔ ہندو معاشرے میں برہمن کبھی پسند نہیں کرے گا کہ ذات پات کی اونچ نیچ ختم ہو جائے۔ برہمن کو جو اونچا مقام ملا ہوا ہے کیا وہ چاہے گا کہ شودر کو اُس کے برابر بنا دیا جائے؟ لہٰذا چاہے سماجی ظلم ہو، چاہے معاشی ظلم ہو اور چاہے سیاسی ظلم ہو، ظالم طبقات کی عظیم اکثریت اپنے اس ظالمانہ نظام کی مدافعت اور محافظت (protection) کے لیے میدان میں آجاتی ہے۔ (حبِ رسول ؐ اور اس کے تقاضے: صفحہ 14، اکتوبر 1991ء)

مزاجِ خانقاہی

* اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی شان میں گستاخی ہوتی رہے، اس کے دین کا مذاق اڑتا رہے اور کوئی اپنی نفلی عبادت و ریاضت میں مگن رہے تو اسے ولایت سے کیا نسبت ہو سکتی ہے؟ یہ تو ابلیس کا مشن ہے، جسے علاّمہ اقبال ؒ نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

مست رکھو ذکر و فکر صبح گاہی میں اسے
پختہ تر کر دو مزاجِ خانقاہی میں اسے!

(قربِ الٰہی کے دو مراتب: صفحہ 23، طبع اوّل: جون 1988ء)

دین کو قائم کرنا

* ایک ہے تبلیغ و دعوت یعنی دین کو پھیلانا، اُسے دوسروں تک پہنچانا، اس کی طرف لوگوں کو بلانا اور ایک ہے اسے قائم و غالب کرنا۔ ان دونوں میں بڑا فرق ہے۔ اسلام اگر ایک مکمل نظام حیات ہے، جیسا کہ فی الواقع وہ ہے {اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ

اللّٰہِ الْاِسْلَامُ ۟} (آل عمران: ۱۹) تو اسے بالفعل قائم کیا جانا چاہیے۔ (دینی فرائض کا جامع تصوّر: صفحہ 15)

تکبیرِ رب

* ہم اذانوں میں کہہ دیتے ہیں ''اللہ اکبر''۔ جلسوں اور جلوسوں میں ''نعرۂ تکبیر'' کے جواب میں فلک شگاف انداز میں کہہ دیتے ہیں ''اللہ اکبر'' ۔۔۔۔ لیکن کہنے کو جتنا چاہیں کہہ لیں کہ اللہ سب سے بڑا ہے، حقیقت میں اللہ کہاں بڑا ہے؟ اُس کی بڑائی اور اس کی کبریائی نظام حیات میں تو بالفعل کہیں بھی نافذ نہیں۔ حالانکہ ''تکبیرِ رب'' کا اصل تقاضا یہ ہے کہ وہ نظام قائم کیا جائے جس میں اللہ کی حاکمیت مُطلَقہ (Absolute Sovereignty) کو تسلیم کیا جائے، مانا جائے کہ آخری اختیار اُس کا ہے اور آخری فیصلہ اُس کے ہاتھ میں ہے، یہ نظام قائم کرو گے تو تکبیرِ ربّ کا تقاضا پورا ہوگا۔ (دینی فرائض کا جامع تصوّر: صفحہ 16)

اقامتِ دین

* قائم کون سی چیز کو کہتے ہیں ؟ اس کو جو کھڑی ہو ۔زمین پر پڑی ہوئی چیز تو قائم نہیں کہلاتی ۔کوئی چیز گر جائے تو کہا جاتا ہے کہ اس کو قائم کرو' اسے کھڑا کرو ۔دین اگر پہلے سے قائم ہے تو اسے قائم رکھنا اہل دین کی ذمہ داری ہوگی اور اگر زمین بوس ہو تو اس کا اپنے ماننے والوں سے یہ تقاضا ہے کہ اسے قائم کریں' اسے کھڑا کریں ۔اسی دین کے مطابق نظام معیشت ومعاشرت استوار ہو' اسی کے مطابق نظام حکومت وسیاست قائم ہو ۔اگر یہ صورت ہے تو ''اَقِیْمُوْا الدِّیْنَ'' کا تقاضا پورا ہورہا ہے اور اگر نہیں تو جان لیجیے کہ محض تلاوت اورمدح سرائی کے لیے تو یہ دین نہیں اُتارا گیا۔

(دینی فرائض کا جامع تصوّر: صفحہ 18)

دین کا غلبہ

* اگر آپ نے رفاہ ِ عامہ' خدمت ِ خلق' اشاعت تعلیم یا اپنے پیشہ وارانہ مفادات کے تحفظات کے لیے کوئی انجمن' کوئی ادارہ یا کوئی ایسوسی ایشن بنائی ہوئی ہو تو اس

پر ''جماعت '' کا اطلاق نہیں ہوگا ۔حدیث کی روسے تو وہ جماعت درکار ہے جس کا مقصد ِوجود اللہ کے دین کا غلبہ ہو۔ (دینی فرائض کا جامع تصوّر: صفحہ 28)

اُمّت کی زبوں حالی

* اِس وقت عالمی پیمانے پر اُمت ِ مسلمہ جس زبوں حالی کا شکار ہے' یہ اصل میں عذابِ الٰہی ہے' جس میں ہم مبتلا ہیں ۔اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم زمین پر اللہ کے دین کے نمائندے بنائے گئے تھے' لیکن ہم آج پوری دنیا میں کوئی ایک ملک بھی بطور ِ ماڈل ایسا نہیں دکھا سکتے جس کے بارے میں ہم یہ کہہ سکیں کہ لوگو آؤ' دیکھو' یہ ہے نظامِ مصطفیٰ ﷺ ۔ (رسول انقلاب ﷺ کا طریق انقلاب: صفحہ 7' طبع اوّل: ستمبر2004ء)

غلبہ اسلام

* آج غلبہ اسلام کے لیے لوگوں کے جذبے میں کمی نہیں ہے' لیکن صحیح لائحہ عمل پیش نظر نہ ہونے کے باعث تحریکیں اِدھر اُدھر بھٹک رہی ہیں اور ان کا حال بالفعل یہ ہوگیا ہے کہ ؎

نشانِ راہ دکھاتے تھے جو ستاروں کو
ترس گئے ہیں کسی مردِ راہ داں کے لیے

(رسول انقلاب ﷺ کا طریق انقلاب: صفحہ 9' طبع اوّل: ستمبر2004ء)

اسلامی نظام کے قیام کا نتیجہ

ز اسلام کا سیاسی‘ معاشی اور معاشرتی نظام اگر کسی ملک کے اندر قائم ہوجائے تو دنیا میں جتنے بھی نظام ہیں‘ ان کے تاروپود بکھر کر رہ جائیں گے۔(ایک یادگار انٹرویو: صفحہ 43‘ طبع اوّل: اگست 2014ء)

اقامت ِدین

* اقامت ِدین سے ہماری مراد یہ ہے کہ اللہ کے جس دین کو ہم نے اپنی زندگیوں کے لیے اختیار کیا ہے‘ اُسے پوری زندگی میں قائم کرنے کی کوشش کریں۔(عزم تنظیم: صفحہ 62‘ طبع اوّل: جون 1991ء)

اقامت ِدین اور شہادتِ حق کے آداب

* اقامت ِدین اور شہادتِ حق کے آداب میں سب سے اہم چیز اور ان کی شرائط میں شرط ِاوّل جماعت کا اہتمام ہے۔ہرفرد اس بات پر مکلّف ہے کہ وہ یہ فرائض ایک اجتماعی جدّوجُہد کی صورت میں ادا کرے ۔اگر پہلے سے کوئی جماعت یہ کام کررہی ہو تو ا س میں شریک ہوجائے‘ اوراگر وہ کوئی ایسی جماعت نہ پائے تو تن تنہا کھڑا ہوجائے اورلوگوں کو اپنے گرد جمع کرکے ایک ایسی جماعت کا قیام عمل میں لائے جو اقامت ِدین اور شہادت ِحق کے فرائض سے کماحقہ عہدہ برآ ہو۔(عزم تنظیم: صفحہ 64‘ طبع اوّل: جون 1991ء)

اجتماعی جدّوجُہد

*جس دور میں ہم جی رہے ہیں‘ وہ طاغوت کا دور ہے۔ اللہ کا دین قائم نہیں ہے اوراسلامی ریاست کا کہیں وجود نہیں ہے ۔ان حالات میں مسلمانوں میں سے جو بھی شعور کو پہنچتا ہے اور غیر مسلموں میں سے اللہ جسے بھی قبولِ حق کی توفیق دیتا ہے‘ اس کے لیے ایک ہی راہ ہے‘ جس پر وہ اللہ اور اس کے دین کی طرف سے مکلف ہے اور وہ یہ کہ اپنی انفرادی زندگی کو اللہ کی عبادت میں دے دے اوراپنے وقت اوراپنی محنت اوراپنی قوتوں اورصلاحیتوں کا بس تھوڑا ساحصّہ اپنی معاش کے لیے رکھ کر باقی سارے کا سارا شہادت ِحق اور اقامت ِدین کے لیے اجتماعی جدّوجُہد میں کھپادے۔(عزم تنظیم: صفحہ 65‘ طبع اوّل: جون 1991ء)

اجتماعی سعی

* اسلام کے سب تقاضے انفرادی طور پر پورے نہیں کیے جاسکتے‘ اس کے لیے اجتماعی سعی ضروری ہے ۔پورے

دین کو قائم کرنے اوراس کی صحیح شہادت اداکرنے کے لیے قطعاً ناگزیر ہے کہ تمام ایسے لوگ جو مسلمان ہونے کی ذمہ داریوں کا شعو ر اورانہیں اداکرنے کا ارادہ رکھتے ہیں متحد ہوجائیں اور منظم طریق سے دین کو عملاً

قائم کرنے اوردنیا کو اس کی طرف دعوت دینے کی کوشش کریں اور ان مزاحمتوں کو راستے سے ہٹادیں جو اقامت دِین اوردعوت ِدین کی راہ میں حائل ہوں ۔(عزم تنظیم:صفحہ66‘طبع اوّل :جون1991ء)

اتمامِ حُجّت

* دین حق کے ضمن میں اتمام حُجّت یہ ہے کہ دین کو قائم کرکے اس کی عملی شکل دنیا کے سامنےپیش کرنا ۔(ختم نبوت کے دومفہوم:صفحہ25‘طبع اوّل :ستمبر2002ء)

ہمارا فرض

* ہم میں سے ہر شخص کا فرض ہے کہ اللہ کے دین کے غلبے اور اس کی اقامت کے لیے کمر کس لے ۔دنیا میں کیا ہوتا ہے‘کیا نہیں ہوتا‘یہ میرے اور آپ کے اختیار میں نہیں ہے۔میں جو کچھ کرسکتا ہوں اس کے بارے میں جواب دہ ہوں‘آپ جو کچھ کر سکتے ہیں‘جو بھی آپ کے اختیارمیںہے‘اس کے لیے آپ عنداللہ مسئول و ذمہ دار ہیں ۔ (ختم نبوت کے دومفہوم:صفحہ40‘طبع اوّل :ستمبر2002ء)

بعثت ِمحمدی ﷺ

* تکمیل ِرسالت ِمحمدی ﷺ کا آخری مرحلہ ابھی باقی ہے‘جس کی خبردی ہے اللہ کے رسول ﷺ نے کہ یہ ہوناہے۔کیسے ہوسکتا ہے کہ بعثت ِمحمدی ؐ کا تقاضا بتمام و کمال پورا نہ ہو اوردنیا ختم ہوجائے۔(ختم نبوت کے دومفہوم:صفحہ40‘طبع اوّل :ستمبر2002ء)

نفاذِاسلام

* خود اپنی ذات پر اوراپنے گھر میں اسلام نافذکیا جائے۔(ختم نبوت کے دومفہوم:صفحہ42‘طبع اوّل :ستمبر2002ء)

حُبِّ رسول ﷺ

* حبِّ رسول ﷺ کا تقاضا یہ ہے کہ آپ ﷺ کے مشن کی تکمیل کے لیے تن من دھن ایک کردیا جائے ۔ (عظمت ِمصطفیٰ ﷺ:صفحہ57‘طبع اوّل :جولائی 2001ء)

نظام خلافت

* اسلام کا عالمی غلبہ اور نظام خلافت کا قیام ایک اٹل حقیقت ہے‘اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔ (عظمت

مصطفیٰ ﷺ: صفحہ58‘طبع اوّل :جولائی 2001ء)

خلافت کے قیام کی خوشخبری

خلافت کے قیام کی خوشخبری دی ہے محمد رسول اللہ ﷺ نے کہ قیامت سے پہلے پوری دنیا میں نظام ’’خلافت علیٰ منہاج النبوۃ‘‘ قائم ہوگا اور ہمیں پختہ یقین ہے کہ ایسا ہوکر رہے گا۔(علّامہ اقبال‘قائداعظم اور نظریہ پاکستان :صفحہ60‘طبع اوّل :جولائی 2007ء)

اللہ کی راہ۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے جو صلاحیت‘سمجھ‘شعوراو رذہانت دی ہے‘اس کو بھی اللہ کی راہ میں لگائیے۔ (جہادفی سبیل اللہ :صفحہ20‘طبع اوّل :اپریل 2000ء)

منظّم جماعت۔ جس طرح نماز کے لیے وضو شرط ہے‘ایسے ہی اقامت ِدین کے لیے ایک منظّم جماعت کا ہونا شرط ِلازم ہے۔ (جہادفی سبیل اللہ :صفحہ50‘طبع اوّل :اپریل 2000ء)

اللہ تعالیٰ کی حدود کو قائم کرنے کی برکات۔ اللہ کی قائم کردہ حدود میں سے ایک حد (یا احکام میں سے کوئی حکم) بھی صحیح طور پر نافذہوجائے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بے انتہا برکات کا نزول وظہور ہوتا ہے۔(اسلام میں عورت کا مقام :صفحہ89‘طبع اوّل :اپریل 1984ء)

غلبہ دین۔ ہر نظام اپنا غلبہ چاہتاہے‘ اور اگراسلام محض مذہب نہیں بلکہ دین ہے‘جیسا کہ فی الواقع وہ ہے:{اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللہِ الْاِسْلَامُ}تواس کا غلبہ درکارہے۔(جہادبالقرآن اور اُس کے پانچ محاذ:صفحہ32‘طبع اوّل :جولائی 1984ء)

زدین اپنی فطرت کے اعتبار سے اپنا غلبہ چاہتا ہے‘وہ دین درحقیقت دین ہے ہی نہیں جو غالب نہ ہو۔ (مطالبات ِدین :صفحہ82‘طبع اوّل :جولائی 1975ء)

نظام کی تبدیلی

۔ آپ اپنا نظام لانا چاہتے ہیں تو فی الوقت نافذ وقائم نظام کو ہٹانا ہوگا۔(جہادبالقرآن اور اُس کے پانچ محاذ:صفحہ33‘طبع اوّل :جولائی

1984ء)

مراعات یافتہ طبقہ

* جن لوگوں کے مفادات اورجن کی قیادت وسیادت نظام باطل سے وابستہ ہے‘وہ اس بات کو کیسے برداشت کرسکتے ہیں کہ ان کا طاغوتی نظام بیخ وبُن سے اکھاڑ کر توحید پر مبنی نظامِ عدل وقسط قائم کیا جائے ۔وہ تو مزاحمت کریں گے‘مخالفت کریں گے اور اپنی پوری طاقت دین اللہ کے قیام ونفاذ کوروکنے کے لیے صرف کردیں گے ۔لہٰذا اللہ کے فرماں برداروں کے لیے ایک ہی راستہ ہے کہ وہ اللہ کے باغیوں سے پنجہ آزمائی کریں‘ ان سے نبرد آزماہوں اور اللہ تعالیٰ کی تشریعی حکومت کو قائم کرنے کے لیے اپنا تن‘من‘ دھن سب کچھ قربان کردیں۔جولوگ یہ قربانی دیں گے تو وہ سرخرو ہیں ۔ (جہادبالقرآن اور اُس کے پانچ محاذ: صفحہ36‘طبع اوّل :جولائی 1984ء)

زمین پر اللہ کا حکم

* اس کائنات کا سب سے بڑا حق یہ ہے کہ اللہ کی زمین پراُسی کا حکم نافذہو ۔زمین بھی اللہ کی ہے او رحکم بھی اللہ کا ہوناچاہیے۔(بصائر :صفحہ111‘طبع اوّل :مارچ2006ء)

اسلامک ورلڈ آرڈر* قیامت سے قبل پوری دنیا میں اسلام کا بول بالا ہوگا او رکُفّار کا ''نیوورلڈ آرڈر''نہیں ''اسلامک ورلڈ آرڈر'' پوری دنیا میں غالب ہوکر رہے گا۔(بصائر :صفحہ116‘طبع اوّل :مارچ2006ء)

تصوّرِدین

* ''اَقِیْمُواالدِّیْنَ''کا ترجمہ ''قائم کرنا'' بھی کیا گیا ہے اور ''قائم رکھنا'' بھی۔نتیجے کے اعتبار سے ان دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے ۔اگردین پہلے سے قائم اور غالب ہے تو اس کو اس حالت پر برقرار رکھنا اقامتِ دین ہے ۔لیکن اگر دین بالفعل قائم نہیں ہے تو اسے دنیا میں قائم اور غالب کرنے کی جدّوجُہد کرنا اقامتِ دین کا تقاضا ہے ۔(مطالباتِ دین :صفحہ89‘طبع اوّل :جولائی 1975ء)

نبویؐ منہاج

* نبویؐ منہاج پر استوارنظام کی اقامت اُمت پر فرض ہے۔اب اگر اُمت اس فرض سے بحسن وخوبی عہدہ برآنہیں ہوتی تو وہ لازماً خدا کے ہاں مسئول ہوگی۔(مطالباتِ دین :صفحہ69‘طبع اوّل :جولائی 1975ء)توحید کی زَد* ایک سادہ لوح مسلمان کے علم میں شایدیہ بات نہ ہو کہ توحید کی زَد کہاں کہاں پڑ رہی ہے‘لیکن مشرکین اس بات سے اچھی طرح

واقف ہیں ۔ لہٰذا ان کے لیے دعوت بہت بھاری ہے اور وہ ٹھنڈے پیٹوں یہ لبھی برداشت نہیں کرسکتے کہ اللہ کا دین قائم اور غالب ہو ۔ (مطالبات ِدین : صفحہ 91‘طبع اوّل : جولائی 1975ء)

بلندترین منزل

* دین کا بنیادی اوراساسی تقاضا اور اس کی پہلی منزل ’’عبادت ِربّ‘‘ ہے‘جس کا لازمی تقاضا ’’فریضہ شہاد ت علی الناس ‘‘کی ادائیگی ہے‘جو دین کی عمارت کی دوسری اور بلند ترمنزل ہے‘جبکہ اس کا حتمی اور تکمیلی تقاضا اور بلند ترین منزل ’’اقامت ِدین‘‘ ہے۔ (مطالبات ِدین : صفحہ 118‘طبع اوّل : جولائی 1975ء)

دین ِحق کا غلبہ

* قیامت سے قبل پورے کرہ ارضی پر اللہ کے دین حق کا غلبہ اور خلافت علیٰ منہاج

النبوت کے نظام کا قیام لازماً واقع ہوکر رہے گا ۔ (مسلمان اُمتوں کا ماضی‘حال اور مستقبل : صفحہ 138‘طبع اوّل : اکتوبر 1993ء)

دین ِمحمد ﷺ کا غلبہ

* میری رائے ہے کہ پہلے پاکستان او رافغانستان اور پھر کل روئے ارضی پر دین محمد ﷺ کا غلبہ اب زیادہ دُور کی بات نہیں ہے ۔ (مسلمان اُمتوں کا ماضی‘حال اور مستقبل : صفحہ 141‘طبع اوّل : اکتوبر 1993ء)

دین کو قائم کرنا

* مسلمان فرقوں میں منقسم ہوجائیں توپھر دین کیسے قائم ہوگا؟ دین کو قائم کرنے کے لیے تو بڑی مضبوط جدّوجُہد کی ضرورت ہے ۔بڑی مجتمع قوتوں کی ضرورت ہے ۔مل جل کر کام کرنا اور زور لگانا ہوگا ۔ (توحید ِعملی : صفحہ 79‘طبع اوّل : مارچ 1985ء)

فریضہ اقامت ِدین

* فریضہ اقامت ِدین کی ادائیگی کے لیے پوری اُمّت کی اجتماعی قوت درکا رہے ۔ (توحید ِعملی : صفحہ 93‘طبع اوّل : مارچ 1985ء) * آپ پر لازم ہے کہ فریضہ اقامت ِدین کی جدّوجُہد کے لیے جو بھی موجودہ (existing) جماعتیں ہیں‘ ان میں سے جس پر آپ کا دل مطمئن ہو‘ا سے قبول کریں اور اس میں بلا تاخیر شامل ہوجائیں ۔ (قرآن حکیم اورہم : صفحہ 388‘طبع چہارم : ستمبر 2015ء)

اقامت ِدین کی جدّوجُہد

* دین کی خدمت یا اقامت ِدین کی جدّوجہد میں جو لوگ او رجو جماعتیں بھی خلوص و اخلا ص کے ساتھ مصروف رہی ہیں اور ان کے طریقہ کار میں اختلاف ہے‘ان کے لیے فکرمندی کی کوئی بات نہیں ۔اگر منزل ایک ہے تو قریب سے قریب تر ہوتے چلے جائیں گے اور آج نہیں تو کل اور کل نہیں توپرسوں منزل پر پہنچ کر سب ایک جگہ

جمع ہوجائیں گے ۔ (توحید عملی : صفحہ149‘طبع اوّل :مارچ 1985ء)

* اقامت ِدین کی جدّوجُہد فرض ہے ۔بالخصوص جن پر اس کی جدّوجُہد کا فرض ہونا واضح ہوجائے‘ان کا اس کو ترک کرنا کبیرہ گناہ ہے۔(توحید عملی : صفحہ197‘طبع اوّل :مارچ 1985ء)

* اپنی اوراپنے اہل وعیال کی ضروریات کے لیے کم سے کم پر قناعت کرتے ہوئے اپنی صلاحیتوں‘قوتوں‘توانائیوں کا زیادہ سے زیادہ حصّہ اللہ کے دین کو قائم کرنے کی جدّوجُہد کے اندر وقف کردیا جائے۔(قرآن حکیم اورہم :صفحہ383‘طبع چہارم :ستمبر2015ء)

* اقامت ِدین کی جدّوجُہد کوئی اضافی نیکی نہیں ‘بلکہ میرا اور ہر مسلمان کا فرضِ عین ہے۔اس کے لیے تنظیم کا قیام لازم ہے اوراس تنظیم کی ہیئت تشکیلی بیعت کے نظام پر ہونی عین سُنّت کا تقاضاہے۔ (رسول اکرم ﷺ اور ہم :صفحہ327)

* اعلائے کلمۃ اللہ‘اظہار دین الحق اوراقامت ِدین‘نبی اکرم ﷺ کے ہر اُمتی پر فرض ہے۔(رسول اکرم ﷺ اور ہم :صفحہ293‘طبع دوم :جولائی2014ء)

دین کے کھاتے میں

* آپ بھی دین کے لیے محنت کررہے ہیں اور میں بھی دین ہی کے لیے محنت کررہاہوں تو ان محنتوں کے ثمرات کہاں جمع ہوں گے ؟ ظاہربات ہے کہ دین کے کھاتے میں۔فرض کیجیے کوئی ایک شخص کسی ایک جماعت کے ذریعے سے دین کے قریب آجاتا ہے اور کوئی دوسرا شخص کسی دوسری جماعت کے ذریعے سے دین کے قریب آیا ہے توکام تو جمع ہو ہی گئے‘چاہے وہ قافلے جمع نہ ہوئے ہوں ۔(توحید عملی : صفحہ151‘طبع اوّل :مارچ 1985ء)

حالت ِغُصّہ

* اقامت ِدین کی جدّوجُہد کرنے والوں میں یہ وصف ہونا چاہیے کہ وہ کوئی کام غُصّہ کی حالت میں نہ کریں ۔ (توحید ِعملی :صفحہ198‘طبع اوّل :مارچ 1985ء)

اقامت ِدین کا مطلب

* اقامت ِدین کا مطلب ہے پوری انسانی زندگی پر دین کا غلبہ ۔انفرادی سطح پر بھی اور اجتماعی سطح پر بھی ۔(حقیقت ِایمان :صفحہ18‘طبع اوّل :فروری 2003ء)

اللہ کی مدد

* دین کے غالب نہ ہونے کا مطلب اللہ کے خلاف بغاوت ہے اور اس بغاوت کو فرو کرکے اللہ کے دین کو قائم کرنا اللہ کی مدد ہے۔(خلافت کی حقیقت :صفحہ162‘طبع اوّل :اکتوبر1996ء)

آنکھ اوجھل‘پہاڑ اوجھل

* ہم برعظیم پاک وہند کے مسلمان انگریزوں کے غلام تھے۔غلامی کے دور میں نماز‘روزہ تو چلتا رہا‘لہٰذا اس کا تصوّر تو ذہنوں میں موجود رہا‘جب کہ جہاد و قتال‘ انقلاب اور اقامت ِدین ذہنوں سے نکلتے چلے گئے اور پھر آنکھ اوجھل پہاڑ اوجھل والی کیفیت پیدا ہوگئی۔(خلافت کی حقیقت :صفحہ179‘طبع اوّل :اکتوبر1996ء)

اجتماعیت

* اقامت دین کے لیے جو اجتماعیت قائم ہوئی ہے‘اس کی مصلحتیں اوراس کا تحفظ اللہ کی نگاہ میں کتنا عزیز ہے‘یہ وہ بات ہے جو سمجھ میں آئے گی تو ہی اس کی اہمیت و عظمت منکشف ہوگی۔ (حزب اللہ کے اوصاف :صفحہ286‘طبع اوّل :جون2006ء)

اللہ کی حکومت قائم کرنا

* رفتہ رفتہ اللہ کی حکومت کا تصوّر ہی مسلمانوں کے ذہن سے نکل گیا اور دین کا تصوّر صرف یہ رہ گیا کہ اللہ کو ایک مانو‘اللہ کے لیے نماز پڑھو‘اللہ کے لیے روزے رکھو‘ اللہ کے لیے حج کرو۔یہ ساری چیزیں تو برقرار رہیں مگر اللہ کی حکومت کو قائم کرنا ہمارے ذہنوں سے نکل گیا۔ (اُمُّ المُسَبِّحات‘یعنی سورۃ الحدید :صفحہ29)

کوتاہی کا گناہ

* قرآن قائم کرو۔یہ میزان عدل ہے‘ اسے نصب کرو۔اس نے جو نظام دیا‘ وہ عدل وقسط پر مبنی ہے۔جس کا جو حق ہے وہ اس کو دو اور جس کی جو ذمہ داری ہے اس کے اوپر عائد کرو۔اگر یہ نہیں کرتے تو پھر صرف اس کی تلاوت کا جو ثواب لے رہے ہو‘اس سے کہیں بڑھ کر اس کوتاہی کا گناہ ہوسکتا ہے جو تم اس کی طرف سے برت رہے ہو۔(اُمُّ المُسَبِّحات‘یعنی سورۃ الحدید :صفحہ308‘طبع اوّل :جون2005ء)

مال کی محبّت

* مال کی محبّت کو ہر دو طریقے پر دل سے نکالنا ہوگا‘محتاجوں کی فلاح وبہبود پر خرچ کرکے بھی اور اللہ کے دین کے قیام کی جدّوجُہد کے لیے بھی۔(اُمُّ المُسَبِّحات‘یعنی سورۃ الحدید :صفحہ319‘طبع اوّل :جون2005ء)

کائنات کا سب سے بڑا حق

* اس کائنات کا سب سے بڑا حق یہ ہے کہ اللہ کی زمین پر اُسی کا حکم نافذ ہونا چاہیے۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلد دوم :صفحہ 25‘طبع ہشتم :اپریل 2019ء)

فساد فی الارض

* اِس زمین پر اللہ کا حق ہے کہ اُسی کی حکومت قائم ہو ۔ لیکن اگر یہاں کسی اور نے اپنی حکمرانی کا تخت بچھایا ہوا ہے اور کسی فرعون یا نمرود کی مرضی یہاں رائج ہے تو یہی درحقیقت قرآن حکیم کی اصطلاح میں فتنہ ہے‘ یہ فساد فی الارض کی بدترین شکل ہے۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلد دوم :صفحہ 26‘طبع ہشتم :اپریل 2019ء)

اللہ کے مددگار

* اِس وقت دنیا میں اللہ کی حکومت کے خلاف بغاوت ہے ۔ اگر آپ اللہ کے وفادار بن کر دنیا میں اُس کی حکومت قائم کرنے کے لیے اپنا تن من دھن لگا رہے ہیں تو

آپ لازماً اللہ کے مددگار ہیں ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلد دوم :صفحہ 509‘طبع ہشتم :اپریل 2019ء)

اقامت ِ دین

* جس طرح نماز کے لیے وضو فرض ہے کہ وضو کے بغیر نماز نہیں ‘ اسی طرح جماعت کے بغیر دین کی اقامت ممکن نہیں‘ لہٰذا اگر اقامت دین فرض ہے تو التزامِ جماعت بھی فرض ہے۔ (قرآن حکیم اور ہم :صفحہ 32‘طبع چہارم :ستمبر 2015ء)

نظام خلافت

* احادیث نبوی ؐ میں قیامت سے قبل عالمی غلبہ اسلام کی صریح پیشین گوئی موجود ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ نے خبر دی ہے کہ وہ دور لازماً آئے گا اور اُس وقت اصل میں رسول اللہ ﷺ کی بعثت کا مقصد بتمام و کمال پورا ہوگا ۔ (رسول اکرم ﷺ اور ہم :صفحہ 55‘طبع دوم :جولائی 2014ء)

غلبہ و نفاذِ دین

* آنحضور ﷺ نے ساری مصیبتیں جھیل کر‘ ساری تکلیفیں برداشت کر کے دین کو بالفعل قائم و نافذ فرما کر اُمت پر ہمیشہ کے لیے ایک حُجّت قائم کر دی ہے کہ اللہ کے اس دین حق کو اب اُمت نے غالب اور نافذ کرنا ہے۔(رسول اکرم ﷺ اور ہم :صفحہ 83‘طبع دوم :جولائی 2014ء)

نصرتِ رسولؐ

* رسول ﷺ کی نصرت اللہ ہی کی نصرت ہے اور فریضہ رسالت کی ادائیگی میں جو شخص رسول ؐ کا حامی‘ مددگار اور دست و بازو بنتا ہے‘ اس راہ میں جانفشانی اور سرفروشی کا مظاہرہ کرتا ہے اور اپنا جان و مال کھپاتا ہے‘ وہ اللہ کے

رسول ﷺ کی نصرت بھی کررہا ہے اوراللہ کی نصرت میں بھی لگا ہوا ہے۔(رسول اکرم ﷺ اور ہم :صفحہ233‘طبع دوم :جولائی2014ء)

حضور ﷺ کی سعی وجُہد کا مقصد

* حضور ﷺ نے دعوت بھی دی‘تبلیغ بھی فرمائی‘تربیت بھی دی‘تزکیہ بھی کیا ۔یہ سب کچھ کیا‘ لیکن اس تمام جدّوجُہد کا مقصد کیا ہے ! وہ ہے {لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ} ’’تاکہ اس دین حق کو (اور اس نظامِ عدل و قسط کو) پورے نظامِ اطاعت پر غالب کردیں ۔ (رسول اکرم ﷺ اور ہم :صفحہ352‘طبع دوم :جولائی2014ء)

کل روئے ارضی پر دین کا نفاذ

* کیسے ممکن ہے کہ دنیا ختم ہوجائے اور حضور ﷺ پر تکمیل رسالت کا یہ تقاضا کہ کل روئے ارضی پر آپ ؐ کا لایا ہوا دین نافذ ہونا ہے‘پورا نہ ہو ! (رسول اکرم ﷺ اور ہم :صفحہ506‘طبع دوم :جولائی2014ء)

غلبہ اسلام کا آغاز

* میرے مشاہدے میں کچھ اشارات ہیں کہ اب غلبہ اسلام کا آغاز پاکستا ن اور اس سے ملحق سرزمین افغانستان سے ہوگا ۔اگرچہ موجودہ حالات بڑے تباہ کن ہیں‘ افسوس ناک ہیں‘افغانستان میں طالبان کی قائم کردہ اسلامی حکومت کا خاتمہ کردیا گیا ہے‘جہادِ کشمیر پر ریورس گیئر لگ چکا ہے۔(رسول اکرم ﷺ اور ہم :صفحہ507‘طبع دوم :جولائی2014ء)* ظاہر بات ہے کہ کوئی بھی حالات ہمیشہ کے لیے نہیں ہوتے ۔لیکن میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ ان شاء اللہ العزیز اسی خطہ ارضی سے غلبہ اسلام کا آغاز ہوگا‘ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے چار پانچ سو سال سے اس کی تمہید کی ہے اور اللہ تعالیٰ کی مشیّت میں پاکستان سے کوئی بڑا کام لینا مقصود ہے ۔(رسول اکرم ﷺ اور ہم :صفحہ508‘طبع دوم :جولائی2014ء)

غلبہ واقامتِ دین

* ہمارا کام یہ ہے کہ دین کے غلبہ واقامت کے لیے اپنا تن من دھن لگادیں‘یہ کام

ہمیں ہر حال میں کرنا ہے۔(سیرت ِ خیرالانام b :صفحہ43‘طبع اوّل :اکتوبر2013ء)

* اسلام کے غلبہ واقامت کا یہ عظیم کام اکیلا فرد انجام نہیں دے سکتا‘یہ کام جماعت سے ہوگا ۔ (سیرت ِ خیرالانام b :صفحہ240‘طبع اوّل :اکتوبر2013ء)

* ہم میں سے ہر شخص کا فرض ہے کہ اللہ کے دین کے غلبے اور اس کی اقامت کے لیے کمر کس لے ۔دنیا میں کیا ہوتا ہے‘کیا نہیں ہوتا‘ یہ میرے اور آپ کے اختیار میں نہیں ہے۔ میں جو کچھ کرسکتا ہوں اس کے بارے میں جواب دہ

ہوں‘ آپ جو کچھ کرسکتے ہیں‘جو بھی آپ کے اختیار میں ہے‘ اس کے لیے آپ عنداللہ مسئول ہیں‘ ذمہ دار ہیں ۔
(رسول اکرم ﷺ اور ہم :صفحہ508‘طبع دوم :جولائی2014ء)

کل انسانیت پر دین کا نفاذ

* دنیا کے خاتمے سے پہلے چہا ردانگ ِعالم پر‘کل عالم انسانیت پر اللہ کا دین نافذہوگا۔ (رسول اکرم ﷺ اور ہم :صفحہ508‘طبع دوم :جولائی2014ء)

اسلام کا نفاذ

* اگر ہمارے چلن یہی رہے تو شاید اندیشہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری مدد سے ہاتھ کھینچ لے۔ ہم نے موٹر وے بنالی‘ہم نے بڑے بڑے محل بنالیے ۔کراچی‘لاہور اور پشاور کی ڈیفنس سوسائٹیاں ذرا جاکر دیکھیے کہ کیسے کیسے محلات تعمیر کیے گئے ہیں۔ اسلام آباد کے بنگلے دیکھیے کہ دودو‘تین تین کروڑ کا ایک بنگلہ ہے‘ لیکن ہم اسلام نافذنہیں کرسکے۔ یہ جرم ہمارا ایسا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ اس پر اللہ آخری سزا دے دے اور ہوسکتا ہے کہ ابھی کچھ مہلت باقی ہو۔ بہر حال ایک بات محاورے کے طور پر کہی جاتی ہے کہ ’’جب تک سانس‘تب تک آس۔‘‘(رسول اکرم ﷺ اور ہم :صفحہ510‘طبع دوم :جولائی2014ء)

غلبہ اسلام کی جدّوجُہد

* حضور ﷺ کی بعثت کا جو گلوبل تقاضا ہے یعنی پوری دنیا پر اسلام کا غلبہ‘ اس کے

لیے محنت ومشقّت اورجدّوجُہد جیسے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کی تھی‘ہمیں بھی کرنی ہوگی ۔(رسول اکرم ﷺ اور ہم :صفحہ516‘طبع دوم :جولائی2014ء)

اللہ کی نصرت

* دین اللہ کا ہے‘ اس کے غلبے کے لیے تن من دھن لگاؤ گے تو یہ نصرت ہے اللہ کی ۔(جماعت ِشیخ الہندؒ اور تنظیم اسلامی :صفحہ222‘طبع ششم :اپریل2015ء)

کرنے کا اصل کام

* اس دور میں کرنے کا اصل کام ہے نوع انسانی کو دعوت ِتوحید وایمان دینا اور توحید علمی و عملی کو بالفعل قائم کرنے کی جدّوجُہد کرنا۔ اسی کانام تکبیر رب ہے‘ اسی کانام اظہار دین الحق علی الدین کلہ ٖ ہے۔(جماعت ِشیخ الہندؒ اور تنظیم اسلامی :صفحہ361‘طبع ششم :اپریل2015ء)

پورے کے پورے اسلام کا نفاذ

* آپ پورے کے پورے اسلام کو نافذکیجیے ۔اس میں تدریج کا معاملہ نہ کیجیے گا کہ ایک حصّہ نافذ کردیا‘دوسرا نہیں ۔ اس

میں اپنی priorities بنا لینا' دین کی ترجیحات کو نظر انداز کردینا' معاشرے کا رنگ دیکھ کر لوگوں کو مطمئن کرنے کے لیے' ان کو جانچنے پرکھنے کے لیے نفاذِ اسلام میں تدریج اختیار کرنا' پھر یہ کہ اس کا تجزیہ کرنا یعنی اس کے اجزاء کرنا کہ دین کا ایک حصّہ اس وقت نافذکیاجائے اوردوسرے حصوں کو تعویق میں ڈالنا کہ پھر دیکھا جائے گا' یہ طرزِ عمل اسلام کے مطابق نہیں ہے۔(جماعت شیخ الہندؒ اور تنظیم اسلامی: صفحہ558' طبع ششم: اپریل2015ء)

ہماری ذمہ داری

* آج پوری دنیا میں مختلف جماعتوں اور تحریکوں کے ذریعے اسلامی انقلاب اور اقامت ِدین کے لیے ایک جدّوجُہد اور سعی وکوشش ہورہی ہے ۔ایسی تحریکوں کے فکر میں بعض اوقات ایک بنیادی غلطی یہ پیدا ہوجاتی ہے کہ وہ اللہ کے دین کو غالب

کرنے کو اپنی ذمہ داری سمجھ لیتے ہیں ۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ اللہ کے دین کو غالب کردینا ہماری ذمہ داری نہیں ہے' بلکہ ہماری ذمہ داری یہ ہے کہ ہم اللہ کے دین کو غالب کرنے کے لیے اپنی بھرپور کوشش اورامکان بھر سعی وجُہد کریں اوراس راستے میں اپنے تمام وسائل و ذرائع اور صلاحیتیں اور استعدادات(باطنی صلاحیتوں) کو صرف کردیں ۔لیکن اگرہم یہ سمجھ لیں گے کہ ہمیں یہ کام بہر طور کرکے رہنا ہے تو اس سے ہمارے طرزِ عمل میں یہ کجی (خرابی)پیدا ہوسکتی ہے کہ اگر صحیح راستے سے کام نہیں ہوپارہا تو ہم کسی غلط راستے کو اختیار کرلیں ۔چنانچہ ذمہ داری کا یہ غلط تصوّر بہت سی تحریکوں کے غلط رخ پر پڑجانے کا سبب بن گیا ہے۔(مسلمان خواتین کے دینی فرائض :صفحہ3' طبع :نومبر2017ء)

عزم صادق

* مَیں یہ نہیں کہتا کہ اسلام ایک دم نافذکرو' پوری شریعت ایک دم نافذکرو' مَیں بھی مانتا ہوں کہ یہ ایک دم ہونے والی بات نہیں ہے ۔لیکن ایک عزم صادق کے ساتھ آغاز تو کرو۔(موجودہ عالمی حالات کے تناظر میں اسلام اورپاکستان کا مستقبل' صفحہ70' طبع اوّل' نومبر2013ء)

فائق حق

تمام حقائق میں سب سے فائق حق یہی ہے کہ اللہ کی زمین پراُسی کے اختیار کو عملاً نافذ وغالب ہونا چاہیے ۔ (جہاد وقتال فی سبیل اللہ: صفحہ 18' طبع اوّل: اپریل 2001ء)

اقامت ِدین کا مرحلہ

* جب دعوت یہ ہوگی کہ اللہ کا عطا کردہ نظامِ عدل قائم کیا جائے' اسے نافذ اور رائج کیا جائے تو یہ صرف تبلیغ وتلقین اور وعظ و نصیحت کا مرحلہ نہیں ہے' بلکہ اقامت ِدین کا مرحلہ ہے ۔ (جہاد وقتال فی سبیل اللہ:صفحہ 19' طبع اوّل:اپریل 2001ء)

اقوامِ عالم

ملک چین

* جب سے دنیا کی تاریخ انسان کے علم میں ہے‘اُسی وقت سے چین نامی ملک بھی دنیا میں موجود ہے اوراس کانام بھی ہمیشہ سے یہی چلاآرہا ہے اور اس کی حدود بھی ہمیشہ تقریباً یہی رہی ہیں ۔(استحکام پاکستان : صفحہ 70‘طبع اوّل‘مارچ 1986ء)* ہمارے ہاں کچھ لوگ چین پر بہت تکیہ کیے بیٹھے ہیں‘ حالانکہ چین تو یہاں کے بنیاد پرستوں کا سب سے زیادہ دشمن ہے ۔(توبہ کی عظمت اور تاثیر: صفحہ 64‘طبع اوّل :نومبر 2011ء)

افغانستان میں چند اسلامی احکام کا نفاذ

* افغانستان میں طالبان نے صرف چند اسلامی احکام او رچند شرعی سزائیں نافذکی تھیں تو پورے افغانستان میں امن ہوگیا تھا‘ملا عمر کے ایک حکم پر پوست کی کاشت زیرو ہوگئی تھی ۔اسی پر اہل مغرب کو اندیشہ ہوا کہ ابھی تو انہوں نے شریعت کی چھوٹی چھوٹی چیزیں نافذکی ہیں اوربرکات کا ظہورہوگیا ہے‘اگر کہیں پوری شریعت نافذہوگئی اورپورا دین آگیا توپھر ہمارا نظام کہاں رہے گا ؟کیا سورج کے طلوع ہونے کے بعدتاریکی موجودرہے گی ؟اس لیے انہیں خوف لاحق ہے اوروہ کہتے ہیں کہ اسلام کو نظام سمجھنے والے بنیاد پرست (Fundamentalists)ہمارے دشمن ہیں‘ہم انہیں تباہ کرکے رہیں گے‘ہم ان کو کسی صورت برداشت کرنے کو تیار نہیں ۔(توبہ کی عظمت اور تاثیر: صفحہ 46‘طبع اوّل :نومبر 2011ء)

عظیم خون ریزیاں

* تاریخ ِعالم پر ایک طائرانہ نظر ڈالیے تو صاف نظر آئے گا کہ بسا اوقات بعض افراد

کے داخلی انتشار وفساد کی وجہ سے عظیم خوریزیاں ہوئیں اورامن ِعالم تہ وبالا ہوا۔ ہلاکو اور چنگیزخاں اورہٹلر اورمسولینی ایسے لوگوں کی شخصیتوں کاذرا دقت ِنظر کے ساتھ مطالعہ کیا جائے تو صاف معلوم ہوجائے گا کہ ان کے جذبات واحساسات کے اختلال اور ذہنی و قلبی انتشار ہی کے نتیجے میں پورے عالم ِارضی کا سکون وچین ختم ہوا اور

بے اندازہ قتل وغارت کا بازار گرم ہوا ۔(قرآن اورامن عالم : صفحہ 3،طبع اوّل :جنوری 1970ء)

اقوامِ عالم کے درمیان دوری

* سائنس کی حیرت انگیز ترقی اور ذرائع آمدورفت اور نقل و حمل میں بے پناہ اضافے کی بناپر پورا عالم انسانی ایک شہر کے مانند ہو کر رہ گیا ہے اور مختلف ممالک کی حیثیت اس کے محلوں سے زیادہ نہیں رہی ،لیکن فاصلوں کی یہ ساری کمی انسان کے خارج ہی میں وقوع پذیر ہوئی ہے ،دلوں کے بُعد میں قطعاً کوئی کمی واقع نہیں ہوئی اور افرادِ نوع بشر اور اقوام وملل عالم کے مابین دوری جوں کی توں قائم ہے ۔(قرآن اورامن عالم : صفحہ 12،طبع اوّل :جنوری 1970ء)

امریکہ کا غرور

* امریکہ کو جواپنے اوپر زعم تھا کہ ہم تن تنہاجو چاہیں کرسکتے ہیں ،وہ سب خاک میں مل گیا ہے ،اب امریکہ دوسرے ملکوں سے ہاتھ جوڑ کر کہہ رہا ہے کہ خدا کے لیے ہمارا ساتھ دو۔(موجودہ عالمی حالات کے تناظر میں اسلام اورپاکستان کا مستقبل ،صفحہ 74،طبع اوّل ،نومبر 2013ء)

بھارت کے ساتھ صلح

* وہ وقت قریب ہے کہ امریکہ پاکستان کو مجبور کرے گا کہ وہ بھارت کے ساتھ اس کی شرائط پر صلح کرے ۔ (استحکام پاکستان ،صفحہ 57،طبع اوّل ،مارچ 1986ء)

لارڈ مائونٹ بیٹن

* لارڈماؤنٹ بیٹن ،جس کے ہاتھوں قدرت نے ہندوستان کو بالفعل تقسیم کرایا ،ایک

طرف خود گاندھی کا چیلا تھا تودوسری طرف پنڈت نہرو کی دوستی صرف اُس ہی سے نہیں ،اُس کے پورے خاندان سے تھی ،جبکہ قائداعظم سے اُسے ذاتی پرخاش اور نفرت تھی ۔ (استحکام پاکستان ،صفحہ 124)

بھارت کے خلاف ہمارا اصل ہتھیار: شمشیرِ قرآنی

* بھارت کے مقابلے میں ہماراسب سے بڑا ہتھیار قرآن حکیم ہے ۔اس لیے کہ فکر اور نظریے کے میدا ن میں بھارت کے پاس کچھ نہیں ہے ،ہندو قوم کے پاس اپناکوئی جاندار نظریہ نہیں ہے ،نہ مذہب کے میدان میں او رنہ فلسفے کے میدان میں۔مذہب کے نام پران کے ہاں جوایک تحریک چل رہی ہے ،وہ محض چند سیاسی مقاصد کے لیے چلائی گئی ہے ،ورنہ دراصل ہندو ازم صرف ایک کلچر ہے ،کچھ رسومات ہیں اور کچھ ایسی سماجی تقریبات ہیں جن کے حوالے سے وہ کچھ جشن منالیتے ہیں ،باقی کوئی شے ان کے پاس نہیں ہے۔ (قرآن حکیم کی قوت تسخیر: صفحہ 40)

ہندوستان کے اونچی ذات کے ہندوؤں کا قبول اسلام

* شاہ ولی اللہؒ نے ''تفہیماتِ اسلامیہ'' میں یہ بات لکھی ہے کہ ایک وقت آئے گا کہ ہندوستان کے اونچی ذات کے

ہندوؤں کی اکثریت اسلام قبول کرلے گی۔یہ ایک پیشین گوئی ہے اور مَیں سمجھتا ہوں کہ اس کے حق میں تمام شواہد موجود ہیں۔(قرآن حکیم کی قوت تسخیر: صفحہ 42‘طبع اوّل:اکتوبر 1998ء)

سب سے بڑا خطرہ

* سب سے بڑا خطرہ ہمیں اپنے ہندوہمسائے سے ہے جو قیام پاکستان کے وقت سے ہماری دشمنی پر کمربستہ ہے۔ (عظمت قرآن: صفحہ 24‘طبع اوّل:جنوری 1992ء)

انڈین نیشنل کانگریس

* انڈین نیشنل کانگریس کا قائم کرنے والا ایک انگریز مسٹرہیوم تھا‘جو ایک ریٹائرڈ سول سرونٹ تھا۔ (علّامہ اقبال‘قائداعظم اور نظریہ پاکستان :صفحہ10‘طبع اوّل :جولائی 2007ء)

پاکستان اور اسرائیل کی اساس

* خالص مذہب کی بنیاد پر دنیا میں صرف ایک ہی ملک قائم ہوا ہے اوروہ ہے پاکستان‘ اسرائیل کی اساس مذہب پر نہیں‘نسل پرستی پر ہے۔(استحکام پاکستان: صفحہ 75‘طبع اوّل‘مارچ 1986ء)

اسرائیل کا وجود

* امریکہ ایک دن کے لیے بھی اپنی حفاظت ہٹالے تو اسرائیل کا وجود باقی نہیں رہے گا۔(ملفوظات ڈاکٹر اسرار احمدؒ صفحہ :31‘طبع اوّل‘دسمبر 2015ء)

عالم عرب

* ویسے تو دنیا میں اور جگہوں پر بھی ترقیاں ہوئی ہیں‘افلاس کے بعد دولت کی ریل پیل ہوئی ہے‘اونچی اونچی اورشاندارعمارتیں بنی ہیں‘لیکن عالم عرب میں گزشتہ چند دہائیوں میں جو ترقی ہوئی ہے‘اس کی نظیر نہیں ملتی ۔ (اسلام‘ایمان اور احسان: صفحہ71)

غلبہ دین

* قیامت سے قبل ایک بار پھر اللہ کادین اللہ کی زمین پراسی شان کے ساتھ غالب ہوگا‘جس شان سے اب سے چودہ سوسال قبل ہوا تھا اور اس باریہ غلبۂ دین پورے کرۂ ارضی کو محیط ہوگا اورپورا عالم انسانی توحید کے نور سے بالفعل منور ہوجائے گا۔(اسلام کے انقلابی فکر کی تجدید وتعمیل: صفحہ62‘طبع اوّل :دسمبر 1994ء)

پناہ کا واحد راستہ

* ہمارے لیے پناہ کا واحد راستہ یہی ہے کہ ہم اسلام کی طرف پیش قدمی کریں۔(بصائر: صفحہ37‘طبع اوّل :مارچ 2006ء)

امریکہ کے حصے بخرے کرنے کا پروگرام

* یہودیوں کے سامنے امریکہ کے بھی حصے بخرے کرنے کا پروگرام ہے اور وہ اس کے ٹکڑے کرکے رہیں گے ۔ (بصائر :صفحہ42‘طبع اوّل :مارچ2006ء)

فلسطین

* فلسطین جغرافیہ کے اعتبار سے تو بہت چھوٹی جگہ ہے‘اس کا رقبہ ہماری سابقہ ریاست بہاوّل پور کے برابر ہے‘لیکن تاریخ اس کی پانچ ہزار سال تک پہنچی ہوئی ہے ۔اس کے مانند دنیا کے کسی علاقے کی تاریخ محفوظ نہیں ہے۔(بصائر :صفحہ88‘طبع اوّل :مارچ2006ء)

ایک چھوٹا سا ملک

* اسرائیل ایک چھوٹاسا ملک ہے ‘لیکن پورا عالم عیسائیت اور مغرب اس کی پشت پر ہے۔ (بصائر :صفحہ98‘طبع اوّل :مارچ2006ء)

پاکستان اور اسرائیل

* پاکستان ایک خطے میں پہلے سے مقیم ایک قوم کی دستوری اور پُرامن جدّوجُہد کے نتیجے میں وجود میں آیا جبکہ اسرائیل کا معاملہ بالکل برعکس ہے ۔(بصائر: صفحہ98‘طبع اوّل :مارچ2006ء)

اسرائیل کو تسلیم کرنا

* علاّمہ اقبال اور قائداعظم کے خیالات سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ اسرائیل کو تسلیم کرنا ظلم اور ناانصافی کا ساتھ دینا ہے ۔(بصائر: صفحہ101‘طبع اوّل :مارچ2006ء)

اسرائیل کو تسلیم نہ کیا جائے

* اصول کی بات کی جائے تو اسرائیل کو کسی قیمت پر تسلیم نہ کیا جائے ۔(بصائر: صفحہ101‘طبع اوّل :مارچ2006ء)

عرب ممالک کی کمزوری

* اگر عرب ممالک کے حکمران امریکہ کی طاقت کے آگے جھک کر اسرائیل کو تسلیم کرلیں تو یہ ہمارے لیے دلیل نہیں بن سکتی ۔ (بصائر :صفحہ101‘طبع اوّل)

دجالیت

* امریکہ نے دجال کی شکل اختیار کررکھی ہے ۔اس کی دجالیت کی تکون سیکولرازم‘سود اور بے حیائی پر مشتمل ہے۔ (بصائر: صفحہ102‘طبع اوّل :مارچ2006ء)

امریکہ پر خوف

* آج امریکہ پر یہ خوف طاری ہے کہ دنیا کے کسی کونے میں شرعِ پیغمبر کا عملی ظہور نہ ہوجائے۔ (بصائر: صفحہ116‘طبع اوّل :مارچ2006ء)

قومی مفاد

* جہاں تک دنیا کی دوسری اقوام کا تعلّق ہے تو ان کی قومیت کی تاسیس چاہے غلط بنیادوں پر ہوئی ہو‘لیکن یہ ایک امر واقع ہے کہ وہ قومی مفاد کو ذاتی مفادپر ترجیح دیتے ہیں۔ (مطالبات دین: صفحہ51‘طبع اوّل :جولائی 1975ء)

ہندوستان کی مسلمان قوم

* (ہندوستان میں مسلمان قوم کی حالت زاربیان کرتے ہوئے فرمایا:) ہم اسی حال میں تھے کہ دفعۃً محسوس ہوا کہ غیر ملکی اقتدار کا خاتمہ ہونے کو ہے اور اس صورت میں ہندوستان کی مسلمان قوم ہندو اکثریت کے رحم وکرم پر رہ جائے گی ۔(پاکستان کی سیاست کا پہلا عوامی وہنگامی دور: صفحہ66‘طبع اوّل : ستمبر1996ء)

ہندوستان میں مسلمانوں کے خون کی ہولی

* ادھریہ عالم ہے کہ بھارت میں ’’فِیْ کُلِّ عَامٍ مَّرَّۃً اَوْ مَرَّتَیْنِ ‘‘مسلمانوں کے خون کی ہولی کھیلی جاتی ہے ‘اور عالم اِسلام ------ بات کہنے کی نہیں‘لیکن ’’خوگرِ حمد سے تھوڑا سا گلہ بھی سن لے !‘‘ کے مصداق کہنی پڑتی ہے کہ --- --خصوصاً عالم ِعرب کا حال یہ ہے کہ ان کی ہر حکومت بھارت کی نیازمندی میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے اوراسے آنکھوں پر بٹھانے کے لیے ایک دوسرے سے زیادہ بے تاب نظر آتی ہے۔ (پاکستان کی سیاست کا پہلا عوامی وہنگامی دور :صفحہ85‘طبع اوّل :ستمبر 1996ء)

موجودہ صورت ِحال

* موجودہ صورتحال مستقل نہیں عارضی ہے او ر مستقبل میں بالکل برعکس ہوجائے گی ۔(مسلمان اُمتوں کا ماضی‘حال اور مستقبل :صفحہ10‘طبع اوّل :اکتوبر1993ء)

ایران کا معاملہ

* ایران کا معاملہ خود اپنی جگہ ایک جداگانہ نوعیت کا حامل ہے ۔اس صدی کے آغاز تک وہ باقی مسلم دنیا سے الگ تھلگ گویا اپنے ہی خول میں بند تھا ۔پھر دوسرے ممالک کی احیائی تحریکوں کی فہرست میں ایران کے ’’فدائین‘‘ کا

بھی ذکر سنائی دیا‘لیکن اس کے بعد پھر کچھ خاموشی سی طاری رہی‘تاآنکہ اچانک ایک طوفان کی سی کیفیت کے ساتھ ایران میں انقلاب آیا اوروہ بعض اعتبارات سے توپوری مسلم دنیا سے آگے نکل گیا ۔(مسلمان اُمتوں کا ماضی‘حال اور مستقبل :صفحہ52‘طبع اوّل :اکتوبر1993ء)

عظیم تر اسرائیل

* اگرچہ ابتداءً مسیح الدجال کے ہاتھوں ’’عظیم تراسرائیل‘‘ وجودمیں آجائے گا‘تاہم بالآخر وہی ’’عظیم تراسرائیل‘‘ سابقہ معزول ومغضوب اُمت مسلمہ کا ’’عظیم تر قبرستان‘‘ بن جائے گا ۔ (مسلمان اُمتوں کا ماضی‘حال اور مستقبل :صفحہ122‘طبع اوّل :اکتوبر 1993ء)* ایک دفعہ ’’گریٹر اسرائیل‘‘ قائم ضرور ہوگا‘مگر پھروہی ان کا ’’Greater Graveyard‘‘ بھی بنے گا ۔ (خلافت کی حقیقت :صفحہ61‘طبع اوّل :اکتوبر1996ء)

سیّال سونا

* کتاب الملاحم کی احادیث میں ایک ایسے فتنے کا ذکر ہےجس سے ’’عرب کا کوئی گھر نہیں بچے گا‘‘ اور بظاہر احوال وہ یہی مادہ پرستی اور اس کے لازمی نتیجے یعنی عیاشی وفحاشی کا فتنہ ہے جو اُن کے معاشرے میں اس لیے زیادہ شدت اختیار کرگیا ہے کہ ان کے یہاں سیّال سونے کے باعث دولت کی شدید ریل پیل ہوگئی ہے ۔(مسلمان اُمتوں کا ماضی‘حال اور مستقبل :صفحہ123‘طبع اوّل :اکتوبر 1993ء)

متعصب ہندو ذہنیت

* بھارت میں متعصب ہندو ذہنیت کے جارحانہ احیاء نے دیکھتے ہی دیکھتے طوفانی صورت اختیار کرلی ہے۔(مسلمانوں اُمتوں کا ماضی‘حال اور مستقبل :صفحہ147)

بھارت اسرائیل گٹھ جوڑ

* بھارت اسرائیل گٹھ جوڑ اور ہنود ویہود کا اشتراکِ عمل بڑی تیزی کے ساتھ رسمی اور روایتی سفارتی تعلّقات سے بہت آگے بڑھ رہا ہے ۔(مسلمان اُمتوں کا ماضی‘حال اور مستقبل :صفحہ149‘طبع اوّل :اکتوبر1993ء)

پاکستان

* اسرائیل اچھی طرح جانتا ہے کہ اس کے توسیعی عزائم یعنی عظیم ترا سرائیل کے قیام کی راہ میں واحد مسلمان ملک جو مزاحم ہوسکتا ہے وہ صرف پاکستان ہے ۔(مسلمان اُمتوں کا ماضی‘حال اور مستقبل :صفحہ149‘طبع اوّل :اکتوبر1993ء)

لکشمی دیوی

* ہندوؤں نے دولت کی ایک دیوی تراشی ہوئی ہے‘جس کا نام انہوں نے ’’لکشمی دیوی‘‘ رکھ چھوڑا ہے ۔اس کی

وہ پوجا کس لیے کرتے ہیں ! اس لیے کہ ان کو دولت ملے۔درحقیقت وہ اس مورتی کے پردے میں دولت کی پوجا کرتے ہیں ۔ہم نے صرف یہ کیا ہے کہ ''لکشمی دیوی '' کی کوئی مورتی ہمارے سامنے نہیں ہے'لیکن لکشمی دیوی کی پوجا سے ہندوؤں کا جو مقصود ہے'وہی ہمارا بھی ہوجائے گا اگر ہم حرام وحلال اور شریعت کی قیود وشرائط سے بے نیاز ہوکردولت کے حصول میں لگ جائیں۔ اس طور پر دولت معبود کا درجہ حاصل کرلیتی ہے ۔(توحید عملی :صفحہ31'طبع اوّل :مارچ 1985ء)

تاریخ

زتاریخ درحقیقت کسی قوم کی اجتماعی یادداشت ہوتی ہے'جس سے اُس قوم کے افراد کو یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ہماری روایات کیا ہیں ۔ (خُطبات سیرت :صفحہ7)

تاریخ سے غافل قوم

* اگر کوئی قوم اپنی تاریخ سے غافل ہوجائے یا اس کا کوئی مسخ شدہ تصوّر اس کے سامنے رہے تو اس کے معانی یہ ہیں کہ وہ قوم اپنے اجتماعی نصب العین سے غافل ہے ۔(خُطبات سیرت :صفحہ7'طبع اوّل :مئی2017ء)

تاریخ اسلام

* اسلام کی تاریخ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوتی ہے' اس لیے کہ ازروئے قرآن پہلا انسان پہلا نبی تھا ۔ توگویا تاریخ نبوت تاریخ آدمیت ہے اور اس کو آپ چاہیں توتاریخ اسلام کہہ لیں ۔ (خُطبات سیرت :صفحہ9'طبع اوّل :مئی2017ء)

مسلمانوں کی تاریخ

* مسلمانوں کی تاریخ کسی ایک قوم کی تاریخ نہیں ہے' اس میں بہت سی اقوام کی تاریخ شامل ہے ۔ (خُطبات سیرت :صفحہ10'طبع اوّل :مئی2017ء)

آر ایس ایس

* آرایس ایس میں 25لاکھ کارکن موجود ہیں ۔ان سب کا مقصد اسلام اور پاکستان کا خاتمہ ہے۔(خلافت کی حقیقت :صفحہ55'طبع اوّل :اکتوبر1996ء)

ہندوستان کی سرزمین

* آرایس ایس کے گرو''دیوداس'' نے ہندوستان کی تمام ہندو سماجی'علمی'سیاسی اور غیر سیاسی تنظیموں کو ایک سرکلر بھیجا ہے ۔اس میں اس نے کہا ہے کہ اب وقت آگیا ہے کہ ہم ہندوستان کی زمین کو مسلمانوں کی نجاست سے

پاک کردیں ۔(خلافت کی حقیقت :صفحہ55‘طبع اوّل :اکتوبر1996ء)

کوڑا کرکٹ

* اسرائیل کے قیام کے بعد سے اُنہیں بظاہر مسلسل فتوحات حاصل ہورہی ہیں ۔ان کے ہاتھوں عرب مسلمان پٹ رہے ہیں ۔ لیکن درحقیقت مشیت ِایزدی اس طرح

تمام کوڑے کرکٹ کو جھاڑو دے کر ایک جگہ جمع کررہی ہے‘تاکہ سب کو ایک ساتھ دیا سلائی دکھائی جاسکے۔ (خلافت کی حقیقت :صفحہ61‘طبع اوّل :اکتوبر1996ء)

عرب مسلمان

* عربوں کی آبادی تیس چالیس کروڑ ہے‘مگر ان کے سینے میں اسرائیل نے خنجر گھونپ دیا ہے ۔ فلسطینی مسلمانوں پر جو مظالم ڈھائے جارہے ہیں‘اُن سے کون آگاہ نہیں ۔ صہیونیوں کا ظلم اور سفاکی ایسی ہے کہ درندگی بھی شرماجائے ۔ مگر ہم مسلمان اس پر مہربہ لب ہیں ۔ (سیرت ِ خیرالانام علیہ الصلوۃ والسلام :صفحہ39‘طبع اوّل :اکتوبر2013ء)

آریائی نسل

* آریائی نسل یونان‘ایران اور ہندوستان میں آباد ہوئی اور دنیا میں علم اور فلسفہ و حکمت کے یہی تین عظیم مراکز رہے ہیں ۔فلسفہ و منطق‘مسائل کی گہرائی میں جانا‘ بال کی کھال اُتارنا اور حقیقت تک اپنی عقل کے ذریعے سے پہنچنے کی کوشش کرنا آریائی نسل کا ایک خصوصی وصف اوران کے مزاج کاجزوِلاینفک ہے ۔(حزب اللہ کے اوصاف :صفحہ58‘طبع اوّل :جون2006ء)

مکّہ کے لوگوں کا معاملہ

* مکّہ کے لوگوں کا معاملہ یہ تھا کہ جب تک کوئی دشمن تھا توجانی دشمن تھا‘لیکن جب کوئی ہاتھ میں ہاتھ دے دیتا تھا توہی ’’ولی حمیم ‘‘ بن جاتا تھا۔ان کے یہاں کسی قسم کی منافقت نہیں تھی‘بلکہ کردار کی بڑی پختگی تھی کہ جو کہہ رہے ہیں وہی کررہے ہیں ۔(اُمُّ المُسَبِّحات‘یعنی سورۃ الحدید :صفحہ45‘طبع اوّل :جون2005ء)

نسل انسانی

* آج پوری نسل انسانی حضرت نوح علیہ السلام کے تین بیٹوں حضرت سام‘حضرت حام اور حضرت یافث کی اوّلاد سے ہے ۔(اُمُّ المُسَبِّحات‘یعنی سورۃ الحدید :صفحہ325‘طبع اوّل :جون2005ء)

حضرت نُوح ؑ کی نسل ہندوستان میں

* حضرت نوح علیہ السلام کی نسل ہندوستان میں بھی آکر آباد ہوئی اور حضرت نوح ؑ کے ماننے والے ہندوستان میں موجود رہے ہیں ۔(اُمُّ المُسَبِّحات ‘یعنی سورۃ الحدید: صفحہ328‘طبع اوّل :جون2005ء)

برہما اور برہمن کا تصوّر

* ہندوستان میں ’’برہما ‘‘اور ’’برہمن ‘‘کا جو تصوّر ہے‘اس کا درحقیقت حضرت ابراہیم ؑ کے ساتھ کوئی رشتہ ضرور ہے ۔ (اُمُّ المُسَبِّحات ‘یعنی سورۃ الحدید: صفحہ329)

ہندو قوم

* ہندو قوم کے پاس اپنا کوئی جاندار نظریہ نہیں ہے‘نہ مذہب کے میدان میں اور نہ فلسفے کے میدان میں۔مذہب کے نام پر ان کے ہاں جو ایک تحریک چل رہی ہے‘وہ محض چند سیاسی مقاصد کے لیے چلائی گئی ہے‘ورنہ دراصل ہندوازم صرف ایک کلچر ہے‘ کچھ رسومات ہیں اور کچھ ایسی سماجی تقریبات ہیجن کے حوالے سے وہ کچھ جشن منالیتے ہیں‘ باقی کوئی شے ان کے پاس نہیں ہے ۔یہی وجہ ہے کہ وہ پورے طور پر مغرب کے رنگ میں رنگے ہوئے ہیں‘فلسفہ وفکر بھی انہوں نے مغرب سے مستعار لیا ہے اوران کے تہذیب و تمدن پر بھی مغرب کا رنگ غالب ہے۔چنانچہ ا ن کا نظامِ حکومت ہو یا تصوّرِ قانون سارے کا سارا جوں کا توں مغرب سے درآمد شدہ ہے ۔ (قرآن حکیم اور ہم :صفحہ104‘طبع چہارم :ستمبر2015ء)

اقوام متحدہ

* موجودہ تنظیم اقوام متحدہ (United Nations Organization) آپ دیکھ رہے ہیں کہ انسان کی تنگ دامانی کے باعث وہ عملاً ناکام ہوچکی ہے‘ اوراگرچہ اس کا ظاہری ٹھاٹھ باٹھ موجود ہے‘تاہم ہر شخص جانتا ہے کہ درحقیقت وہ united یعنی متحدہ کی بجائے untied یعنی منتشر اقوام کے زبانی جمع خرچ کا ایک ادارہ ہے اوراس سے زیادہ کچھ نہیں ۔(قرآن حکیم اورہم :صفحہ290‘طبع چہارم :ستمبر2015ء)

امریکہ اورپوری مغربی دنیا پر خوف

* آج امریکہ اورپوری دنیا پر بالفعل یہ خوف طاری ہے کہ کہیں دنیا کے کسی کونے میں شرع پیغمبر(صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ) کا عملی ظہور نہ ہوجائے ۔ظاہر بات ہے کہ ’’جَآءَ الْحَقُّ‘‘ کے بعد ’’زَھَقَ الْبَاطِل ‘‘اس کا لازمی نتیجہ ہے ۔ اوریہ خوف ان پر اس درجے مسلط ہے کہ ان کی پوری گلوبل پالیسی اسی پر مرکوز ہوگئی ہے ۔(رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ اور ہم :صفحہ418‘طبع دوم

:جولائی2014ء)

امریکہ کے ہاں گروی

* ہم امریکہ کے ہاں گروی رکھے جا چکے ہیں‘ہمارے Bases اس کے کنٹرول میں ہیں ۔ایف بی آئی‘سی آئی اے اور موساد پاکستان میں موجود ہے ۔ہمارے ایئرپورٹس پر ان کے معیّن حصے ہیں ۔(رسول اکرم ﷺ اور ہم :صفحہ509‘طبع دوم

:جولائی2014ء)

ہندوستان میں دہرائی جانے والی تاریخ

* 1492ء میں سقوط ِغرناطہ کے بعد مسلم سپین کا وجود ختم ہوگیا اور 1602ء تک جزیرہ نما آئبیریا میں ایک مسلمان بھی باقی نہیں چھوڑا گیا ۔یا تو قتل کردیے گئے یا جلادیے گئے یا پھر جہازوں میں بھر بھر کر شمالی افریقہ کے ساحل پر پھینک دیے گئے ۔کیا یہی تاریخ ہندوستان میں بھی دہرائی جانے والی ہے؟(موجودہ عالمی حالات کے تناظر میں اسلام اور پاکستان کا مستقبل‘صفحہ58‘طبع اوّل‘نومبر2013ء)

امریکہ کا غرور

* امریکہ کو جو اپنے اوپر زعم تھا کہ ہم تن تنہا جو چاہیں کرسکتے ہیں‘وہ سب خاک میں مل گیا ہے‘اب امریکہ دوسرے ملکوں سے ہاتھ جوڑ کر کہہ رہا ہے کہ خدا کے لیے ہمارا ساتھ دو۔(موجودہ عالمی حالات کے تناظر میں اسلام اورپاکستان کا

مستقبل‘صفحہ74‘طبع اوّل‘نومبر 2013ء)

الیکشن

الیکشن

* الیکشن تو کسی نظام کو چلانے کے لیے ہوتے ہیں‘نہ کہ نظام کو بدلنے کے لیے۔(تنظیم اسلامی کی دعوت :صفحہ 36‘طبع اوّل اکتوبر

1995ء)

* ہمارے نزدیک الیکشن پہلے سے قائم کسی نظام کو چلانے کے لیے ہوتے ہیں‘کسی نظام کو تبدیل کرنے کے لیے نہیں ۔(مذہبی جماعتوں کے باہمی تعاون.... صفحہ48‘طبع اوّل :اکتوبر1996ء)

* الیکشن کے نتیجے میں نظام نہیں بدلا کرتا‘صرف اس نظام کو چلانے والے ہاتھ بدل جاتے ہیں ۔(بصائر :صفحہ123‘طبع اوّل

:مارچ2006ء)

ہندو قوم

* ایک طرف تو ہندومت کا تیزی سے احیاء ہورہا ہے اور دوسری طرف صورت حال یہ ہے کہ ہم بدترین انتشار کا شکار ہیں ۔تازہ الیکشن میں دینی‘مذہبی سیاسی جماعتوں کا جو حشر ہوا وہ ہم سب کے سامنے ہے ۔لیکن کوئی پتا نہیں کہ

تاریخ ایک دفعہ پھر اپنے آپ کو دہرادے کہ ہندو قوم کے ہاتھوں ہم کو تو تہس نہس کرادیا جائے‘لیکن اللہ تعالیٰ ان کو اسلام لانے کی توفیق عطا کردے ؎

ہے عیاں یورشِ تاتار کے افسانے سے
پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

(خلافت کی حقیقت :صفحہ56‘طبع اوّل :اکتوبر1996ء)

انتخابات کے راستے سے انقلاب

* بعض لوگوں کا خیال ہے کہ انتخابات کے راستے سے انقلاب آجائے گا ۔یہ خیال بھی

درست نہیں ۔ انتخابات سے اُسی چیز کی عکاسی ہوگی جو معاشرے میں ہے ۔ انتخابات سے جاگیردار‘سردار اور سرمایہ دار ہی آگے آئیں گے ۔تم کس خوش فہمی میں مبتلا ہو ! (سیرت ِخیرالانام علیہ الصلوۃ واسلام :صفحہ144‘طبع اوّل :اکتوبر2013ء)

مڈٹرم انتخابات

* ساری دنیا مانتی ہے کہ ایک ملک کے رہنے والوں کا یہ مسلّم حق ہے کہ وہ آئینی ودستوری طور پر حکومت بدل سکتے ہیں ۔چنانچہ وہ مدّت سے قبل (mid-term) نئے انتخابات کا مطالبہ لے کر کھڑے ہوسکتے ہیں ۔(منہج انقلاب ِنبوی ﷺ :صفحہ348‘طبع اوّل :جون1987ء)

دو مختلف تصوّرات

* ریاست اور حکومت دو مختلف تصوّرات ہیں اور کسی بھی ملک کے باشندوں کو آئینی طور پر یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ وہ حکومت کو بدل دیں ۔(منہج انقلاب ِنبوی ﷺ :صفحہ349‘طبع اوّل :جون1987ء)

برسراقتدار پارٹی کے خلاف تحریک

* پُرامن طریقہ سے ہر پارٹی کو برسراقتدار پارٹی کے خلاف مہم اور تحریک چلانے کا حق پوری دنیا میں اب تسلیم کیا جاتا ہے ۔(منہج انقلاب ِنبوی ﷺ :صفحہ351‘طبع اوّل :جون1987ء)

اُمّت

اُمّت ِ مسلمہ

* ایسی اجتماعیت اُمّت کہلائے گی، جو کسی ایک مقصد یا کسی ایک نصب العین کے گرد جمع ہو۔(شہادت علی الناس، صفحہ 48، طبع اوّل، اپریل 2001)

اُمّت کا مقصدِ وجود

* دنیا کی دوسری تمام اقوام وامم اپنے لیے جیتی ہیں اور ان کا مطمح نظر اس کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا کہ ان کا بول بالا اور عظمت دوبالا ہو اور وہ آدم کی زیادہ سے زیادہ اوّلاد کو، بس پڑے تو عسکری وسیاسی ورنہ کم ازکم معاشی وتہذیبی تسلط کے چنگل میں گرفتار کرکے اپنے تابع رکھ سکیں۔ لیکن اس اُمّت کا جینا اس لیے ہے کہ دنیا میں اللہ کا نام رہے، اُس کا کلمہ بلند ہو، حق کا بول بالا ہو، نیکیاں عام ہوں اور اچھائیاں پروان چڑھیں اور بدیاں ختم ہوں اور برائیوں کا استیصال ہو جائے۔ یعنی یہ اُمّت دراصل دنیا میں خدا کی نمائندہ، خیر کا ذریعہ وآلہ اور شر اور باطل کے استیصال کا ادارہ ہے۔ (دعوت الی اللہ: صفحہ 5، طبع اوّل: مارچ 1975ء)

اہل قرآن کا خطاب

حدیثِ مبارکہ میں مسلمانوں کو حضور ﷺ نے اہلِ قرآن کا خطاب دیا ہے ''یَا اَھْلَ الْقُرْآنِ''۔ یہ خطاب ہم وزن ہے اُس خطاب کے جو قرآن یہود و نصاریٰ کو دیتا ہے ''یَا اَھْلَ الْکِتَابِ''۔ الکتاب کا آخری، مکمل اور جامع ایڈیشن ''اَلْقُرْآن'' ہے، جس کی حامل اُمّتِ مسلمہ ہے، اسی مناسبت سے آنحضور ﷺ نے اُمّت کو ''یَا اَھْلَ الْقُرْآنِ'' کے الفاظ سے مخاطب فرمایا۔ سبحان اللہ! کتنا پیارا خطاب ہے جو اس اُمّت کو ملا۔(نبی اکرم ﷺ سے ہمارے تعلّق کی بنیادیں، صفحہ42، طبع: مارچ2020ء)

اُمّت کی ذمہ داری

* وہ اُمّت جو قرآن کو اقوام وامم عالم تک پہنچانے کی ذمہ دار بنائی گئی تھی، آج اس کی محتاج ہے کہ خود اسے قرآن پہنچایا جائے۔(مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق: صفحہ50، طبع اوّل: جنوری 1969ء)

پوری اُمّت ایک جماعت

* کچھ لوگ کہتے ہیں کہ پوری اُمّت ایک جماعت ہے۔ اگر ایسا ہے تو پھر اس کا امام کون ہے؟ اگر امیر موجود نہیں ہے تو پھر جماعت نہیں ہے۔(جہاد فی سبیل اللہ: صفحہ50، طبع اوّل: اپریل 2000ء)

پیغامِ محمدی ﷺ کی امین اُمّت

* یہ اُمّت پیغامِ محمدی ﷺ کی امین ہے، اس پیغام کو پوری نوع انسانی تک پہنچانا اس کے ذمہ ہے۔ (رسول کامل ﷺ: صفحہ80، طبع اوّل: دسمبر 1983ء)

اُمّت

* مسلمانوں کی ہیئت اجتماعیہ کے لیے قرآن مجید کی اصل اصطلاح ''اُمّت'' ہے۔ پورے قرآن مجید میں مسلمانوں کی ہیئت اجتماعیہ کو ظاہر کرنے کے لیے کہیں بھی لفظ ''قوم'' استعمال نہیں کیا گیا ۔ (مطالبات ِدین :صفحہ46‘طبع اوّل :جولائی 1975ء)

ملّت

* قرآن مجید میں لفظ ملّت نہ تو قوم کے معنی میں استعمال ہوا ہے نہ ہی اُمّت کے‘بلکہ ملّت کا اصل ترجمہ ہے ''طریقہ ''۔ ملّتِ ابراھیم ؑ کا مفہوم ہوگا ''ابراہیم ؑ کا طریقہ''۔ چنانچہ مسلمانوں کی ہیئت ِاجتماعیہ کے لیے لفظ ملّت کا استعمال درست نہیں‘ بلکہ لفظ اُمّت ہی اس مفہوم کی ادائیگی کرتا ہے ۔(مطالبات ِدین :صفحہ47‘طبع اوّل :جولائی 1975ء)

خیر اُمّت

* ہمیں ''اُمّت ِوسط'' بنایا گیا ہے‘ہمیں ''خیر اُمّت'' کا لقب دیا گیا ہے‘ہم سید المرسلین اور خاتم النبیّین ﷺ کی اُمّت میں شامل ہیں ۔(مطالبات ِدین :صفحہ62‘طبع اوّل :جولائی 1975ء)

فرضِ منصبی

* جب تک ہم بحیثیت ِ اُمّت اپنے فرائض منصبی کو پورا کرنے کی جہد وکوشش کرتے رہے‘ہم دنیا میں سربلندرہے اور دنیا نے ہماری عظمت وسطوت کا لوہا مانا‘اور جب سے ہم نے اپنے اس فرض کو پس پشت ڈالا‘ہم زوال پذیر ہونا شروع ہوگئے۔(مطالبات ِدین :صفحہ72‘طبع اوّل :جولائی 1975ء)

ہندوستانی مسلم

ان* برصغیر پاک وہند کی ملّت اسلامی نے ہمیشہ پورے عالم ِاسلامی کے رنج وغم کو اپنا دکھ درد شمار کیا اور تاریخ شاہد ہے کہ ہمیشہ صورت ِحال یہ رہی کہ چاہے کبھی بلقان وترکی پر براوقت آیا ہو‘چاہے طرابلس وشام پر‘ہندوستانی مسلمان بالکل اسی طرح تڑپ اٹھتا رہا‘جیسے خود اس کے پہلو میں خنجر بھونکا گیا ہو۔ ؎

خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم امیرؔ
سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے !

(پاکستان کی سیاست کا پہلا عوامی وہنگامی دور: صفحہ85‘طبع اوّل : ستمبر1996ء)

صاحب ِکتاب وشریعت مسلمان اُمتیں

* صاحب ِکتاب وشریعت مسلمان اُمتیں پوری تاریخ انسانی کے دوران دوہی ہوئی ہیں۔ ایک سابقہ اُمّت ِمسلمہ یعنی بنی اسرائیل اور دوسری موجودہ اُمّت مسلمہ یعنی اُمّت محمد علیہ الصلوۃ السلام۔(مسلمان اُمتوں کا ماضی،حال اور مستقبل :صفحہ24،طبع اوّل :اکتوبر 1993ء)

حساس مسئلہ

* موریطانیہ سے لے کر انڈونیشیا تک پوری سُنّی دنیا میں جماعت اسلامی،تبلیغی جماعت او ر الاخوان المسلمون جیسی عظیم تحریکوں کی موجودگی کے باوجود کہیں بھی انقلاب کے کوئی آثار ابھی دُور دُور تک دکھائی نہیں دیتے ۔آخر اس کو کوئی سبب تو ہے ! غور طلب مسئلہ ہے کہ اس کی وجہ کیا ہے؟ یہ سُنّی مسلمان سُن ہوکر کیوں رہ گئے ہیں ؟ یہ بڑا حساس مسئلہ ہے ۔(اُمّت ِمسلمہ کے لیے سہ نکاتی لائحہ عمل :صفحہ108،طبع اوّل :اکتوبر1990ء)

تاریخ ِاُمّت ِمسلمہ

* تاریخ ِاسلام کا آغازیوں تو حضرت آدم علیہ السلام سے ہوا،البتہ اُمّت ِمسلمہ کی تاریخ کا آغاز حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے ہوتا ہے ۔(خُطبات ِسیرت :صفحہ9،طبع اوّل :مئی2017ء)

قیمتی متاع

* دین اسلام ایک مکمل نظام زندگی ہے اوریہ کہ دین اپنا غلبہ چاہتا ہے ۔یہ تصوّر اس اُمّت کی بہت قیمتی متاع ہے ۔(حقیقت ِایمان :صفحہ17،طبع اوّل :فروری 2003ء)

اُمّت ِمسلمہ کی سب سے بڑی ذمہ داری

* اُمّت ِمسلمہ کی سب سے بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ ایسا سیاسی نظام یعنی نظام حکومت قائم کریں،جس میں اللہ تعالیٰ کا دین بتمام وکمال قائم ہوجائے۔(اُمُّ المُسَبِّحات،یعنی سورۃ الحدید :صفحہ28،طبع اوّل :جون2005ء)

اُمّت کی ذمہ داری

* اب کارِ نبوت ،کارِ تبلیغ ،کارِدعوت ،فرائض رسالت اور نوع انسانی پراتمام حُجّت یہ تمام کام اب تا قیامِ قیامت اُمّت کے ذمے ہیں۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلددوم :صفحہ68،طبع ہشتم :اپریل2019ء)

اُمّت کے معنی

* اُمّت کے معنی ہیں ہم مقصد لوگوں کا گروہ ۔ایک ایسی اجتماعیت اُمّت کہلائے گی جو کسی ایک مقصد یا کسی ایک نصب العین کے گرد جمع ہو۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلددوم :صفحہ68‘طبع ہشتم :اپریل2019ء)

مسلمانوں کا اجماع

* مسلمانوں کا راستہ وہ ہے جس پر مسلمانوں کا اجماع ہوجائے‘کیونکہ ایک حدیث مبارکہ میں آیا ہے : ((اِنَّ اُمَّتِیْ لَا تَجْتَمِعُ عَلٰی ضَلَالَۃٍ)) (ابن ماجہ)’’یقیناً میری اُمّت کبھی گمراہی پر جمع نہیں ہوگی ۔‘‘(قرآن حکیم اورہم :صفحہ270‘طبع چہارم :ستمبر2015ء)

اُمّتِ مسلمہ

* ایسی اجتماعیت اُمّت کہلائے گی جو کسی ایک مقصد یا کسی ایک نصب العین کے گرد جمع ہو ۔ (شہادت علی الناس‘صفحہ 48‘طبع اوّل‘اپریل 2001)

انسان

خونِ ناحق

* انسانی جان بہت محترم ہے۔انسان کی جان کا ناحق لے لینا‘خونِ ناحق بہانا‘یہ بہت بڑا جرم ہے۔ (اسلام کا معاشرتی اور سماجی نظام:صفحہ 29‘طبع اوّل :جون 2000ء)

سرکش انسان

* بہت سے انسان اتنے سرکش ہوتے ہیں کہ ان کی اکڑی ہوئی گردنیں اللہ تعالیٰ کے سامنے بھی جھکنے کے لیے تیار نہیں ہوتیں۔(اثباتِ آخرت کے لیے قرآن کا استدلال :صفحہ 43‘طبع اوّل :اپریل 1999ء)

اختیارات کا عنصر

* انسانی شخصیت میں اختیار کا ایک عنصر بہر حال موجود ہے۔اللہ تعالیٰ نے انسان میں یہ عنصر جس مقدار میں رکھا ہے‘اسی نسبت سے وہ اس کا محاسبہ کرے گا۔(اطاعت کا قرآنی تصوّر:صفحہ12‘طبع اوّل :اکتوبر1995ء)

اوّلاد

* اوّلاد بھی انسان کا ثمرہ ہے‘یہ بھی درحقیقت ایک اعتبار سے اس کی کمائی ہے۔انسان کو اگر ایک درخت سے تعبیر کیا جائے تو اُس کا پھل اُس کی اوّلاد ہے ۔(اہل ایمان کو پیشگی تنبیہہ:صفحہ16‘طبع اوّل :جولائی 2003ء)

حق کے لیے سعی

* جس چیز کو انسان حق سمجھے‘ اس کے لیے کوشش کرتا رہے‘ نتائج کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دینا چاہیے ۔ (اسلام میں عورت کا مقام :صفحہ141‘طبع اوّل :اپریل 1984ء)

آج کا آزر

* آج سے ساڑھے چار ہزار برس پہلے کا آزر پتھر کی مورتیاں تراشتا تھا اور آج کا آزر کچھ خیالی تصوّرات کے بت بنائے ہوئے ہے ۔(حقیقت واقسامِ شرک :صفحہ12‘طبع اوّل :اکتوبر 2008ء)

حیوانِ ناطق

* انسان کی سب سے اونچی صلاحیت قوتِ بیان ہے‘ اسی لیے انسان کو حیوانِ ناطق کہتے ہیں۔ (تعارف ِقرآن :صفحہ146‘طبع اوّل :فروری2006ء)

خلیفۃ اللہ فی الارض

* اللہ تعالیٰ نے ہی تمام مخلوقات کو پیدا کیا ۔جِنّوں کو بھی اُسی نے پیدا کیا‘ فرشتوں کو بھی اُسی نے پیدا کیا۔آسمان بنایا‘ زمین بنائی‘ پہاڑ بنائے‘ سورج‘ چاند‘ ستارے بنائے۔ کیا نہیں بنایا ؟ لیکن جو کچھ اُس نے بنایا ہے‘ اس میں چوٹی کی مخلوق انسان ہے جو مسجودِ ملائکہ ہے‘ خلیفۃ اللہ فی الارض ہے۔ (تعارف ِقرآن :صفحہ146)

رحمٰن‘ قرآن اور انسان

* اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سب سے پیارا نام ’’رحمٰن‘‘۔اُس نے جو علم انسان کو دیے اس میں چوٹی کا علم ’’قرآن‘‘۔اُس نے جو کچھ بنایا ہے اس میں چوٹی کی تخلیق ’’انسان۔‘‘ (تعارف ِقرآن :صفحہ147‘طبع اوّل :فروری2006ء)

ایک ہی طرح کے انسان

* اگر ایک ہی طرح کے تمام انسان ہوتے‘ رنگ ایک‘ شکل وصورت ایک‘ ناک نقشہ ایک‘ تو کتنی اُکتادینے والی یکسانیت ہوجاتی ۔ایک دوسرے کو پہچاننا مشکل بلکہ قریب قریب ناممکن ہوجاتا۔ (توحید عملی :صفحہ78‘طبع اوّل :مارچ 1985ء)

دنیا کی کمائی

* اگر کسی شخص نے اپنی محنت کی تمام تر کمائی اسی دنیا میں جمع کی ہوگی تو یقیناً اُس کا دل

بھی یہیں پر اٹکا رہے گا۔ایسے شخص کے لیے دنیا کو چھوڑ جانے کا تصوّر بہت خوفناک ہوتا ہے ۔موت کے وقت ایسے شخص کی جان بھی آسانی سے نہیں نکلتی ۔(قلب ِقرآن سورہ یٰس کی مختصر تشریح :صفحہ58‘طبع اوّل :مئی 2017ء)

انسانی زندگی کی فلم

* ہمارے ایک ایک عمل کے نقوش واثرات اللہ تعالیٰ کے ہاں ریکارڈ ہورہے ہیں اورقیامت کے دن ہر انسان کی زندگی کی پوری فلم کھول کر اُس کے سامنے رکھ دی جائے گی۔ (قلب ِقرآن سورۂ یٰس کی مختصر تشریح : صفحہ60‘طبع اوّل : مئی 2017ء)

فطرتِ سلیم

* انسان کی فطرتِ سلیم ہو تو اس کے دل میں اپنے محسن کے لیے جذبات ِتشکر لازماً پیدا ہوتے ہیں۔ہاں ! اگر کسی کی فطرت ہی مسخ ہوگئی ہو تودوسری بات ہے ۔(قلب ِقرآن سورۂ یٰس کی مختصر تشریح : صفحہ88‘طبع اوّل : مئی 2017ء)

حیوانی اور روحانی وجود

* انسان کے اندر اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے روح پھونکی‘اوریہی روح جملہ انسانوں اور حیوانوں کے درمیان وجہ امتیاز ہے ۔زندگی حیوانوں میں بھی ہے اورانسانوں میں بھی‘ اس اعتبار سے حیوانی وجود دونوں کے پاس ہے‘لیکن اس پر مستزاد انسان کا ایک روحانی وجود بھی ہے اوریہی انسان کے لیے وجہ امتیاز ہے‘اسی لیے وحی صرف اسی کو ہوتی ہے‘کیونکہ وحی درحقیقت contact ہےروح کا روح کے ساتھ ۔ (حقیقت ِایمان : صفحہ58‘طبع اوّل :فروری 2003ء)

اللہ تعالیٰ کا فضل

* انسان کو جو کچھ ملتا ہے‘وہ محض انسانی محنت کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور فضل اسے کہا جاتا ہے جو کسی استحقاق کے بغیر عطا ہو۔(خلافت کی حقیقت :صفحہ116‘طبع اوّل :اکتوبر 1996ء)

روحِ ربّانی

* انسان کو مقامِ بلند روح کی بناپرملا ۔روحِ ربّانی کے بغیر اُس کا کوئی مقام نہ ہوتا۔محض مادی اور جسمانی اعتبار سے تو وہ باقی جانوروںسے بھی کمزور ہے۔(سیرت ِخیرالانام علیہ الصلاۃ والسلام : صفحہ24‘طبع اوّل :اکتوبر 2013ء)

اللہ کی مدد

* راہ ِحق میں اللہ کی مدد آتی ہے لیکن یہ اُس وقت آتی ہےجب انسان آزمائش پر پورا اُترتا ہے ۔ (سیرت ِخیرالانام علیہ الصلاۃ والسلام : صفحہ144‘طبع اوّل :اکتوبر 2013ء)

انسانوں سے امید

* جس شخص کی امیدانسانوں سے وابستہ ہوجاتی ہے‘جب ان کی طرف سے اس کی امید کے برعکس رویّہ ظاہر ہوتا ہے تو اس پر ردّ ِعمل کے طورپر مایوسی طاری ہوتی ہے اوراس کے قویٰ جواب دے دیتے ہیں‘اعصاب شل ہوجاتے ہیں ۔(حزب اللہ کے اوصاف : صفحہ318‘طبع اوّل :جون2006ء)

دل کی سختی

* جب انسان کا دل سخت ہوتا ہے تو پھر کسی چٹان اورپتھر کی سختی بھی اس کا مقابلہ نہیں کرسکتی ۔(اُمُّ المُسَبِّحات،یعنی سورۃ الحدید: صفحہ176،طبع اوّل :جون2005ء)

انسانی فطرت

* انسان کی فطرت اس بات سے واقف ہے کہ سچائی نیکی او رجھوٹ بدی ہے ۔وعدہ پورا کرنا نیکی ہے،وعدے کی خلاف ورزی کرنا بدی ہے ۔دیانت وصدق اعلیٰ اقدار ہیں،خیانت وکذب برائیاں ہیں ۔ہمسائے کے ساتھ حسن سلوک خیر ہے،ہمسائے کو پریشان کرنا او راسے اذیت پہنچانا شر ہے ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداوّل :صفحہ81،طبع دہم :اپریل2019ء)

تواصی بالحق

* تواصی بالحق انسان کی شرافت کا بھی لازمی تقاضا ہے ۔اس لیے کہ جو حق کسی انسان پر منکشف ہوا ہے او رجسے خوداُس نے اختیار کیا ہے،اس کی انسان دوستی کا لازمی تقاضا ہے کہ اسے دوسروں کے سامنے بھی پیش کرے تاکہ زیادہ سے زیادہ انسان اس سے نفع اندوز ہوں اور اس کی برکتوں سے متمتع ہوسکیں ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداوّل :صفحہ39،طبع دہم :اپریل2019ء)

کامیاب انسان

* اگر کسی انسان کے پاس نہ دووقت پیٹ بھرنے کے لیے کچھ موجود ہو،نہ تن ڈھانپنے کے لیے مناسب لباس اسے میسّر ہو،اور نہ سرچھپانے کے لیے کوئی چھت اسے حاصل ہو،لیکن ایمان کی دولت،عمل صالح کی پونجی او رتواصی بالحق اور تواصی بالصبر سے اس کا دامن بھرا ہو تووہ انسان ازروئے قرآن وازروئے سورۃالعصر ایک کامیاب انسان قرار پائے گا ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداوّل :صفحہ23،طبع دہم :اپریل2019ء)

نسیان اور بھول

حقیقت تو یہ ہے کہ نسیان اور بھول انسان کے لیے ایک بہت بڑی رحمت ہے۔ وقت کا مرہم انسان کے زخموں کو مندمل کردیتا ہے ۔اس پر رنج وغم کے پہاڑ ٹوٹتے رہتے ہیں،لیکن وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ انہیں بھلادیتا ہے اوروہ اس طرح زندگی کا یہ سفر جیسے تیسے طے کرتا ہے۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداوّل :صفحہ29،طبع دہم :اپریل2019ء)

خاسراورنامرادکون؟

* کسی کے پاس خواہ نمرود اور فرعون کی سی بادشاہی ہو‘قارون کا ساخزانہ ہو یا دنیاکی دوسری تمام نعمتیں انتہائی کثرت اور بہتات کے ساتھ جمع ہوگئی ہوں‘لیکن

اگر وہ دولت ِایمان سے محروم ہے‘اعمالِ صالحہ کی پونجی سے تہی دامن ہے‘تواصی بالحق اور تواصی بالصبر سے عاری ہے تو وہ شخص ازروئے سورۃالعصر ناکام ہے‘ خائب وخاسراور نامراد ہے۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداوّل :صفحہ23‘طبع دہم :اپریل2019ء)

معرفت ِالٰہی

اگر انسان کی فطرت مسخ نہ ہوگئی ہو اور عقل کسی غلط رُخ پر نہ پڑگئی ہو تو وہ عقل سلیم اور فطرتِ صحیحہ کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی اجمالی معرفت تک پہنچ جاتا ہے ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداوّل :صفحہ97‘طبع دہم :اپریل2019ء)

استقامت

* استقامت یہ ہے کہ انسان کوبظاہر کتنا ہی خطیر نفع یا بھاری نقصان کسی کی طرف سے نظر آرہا ہو‘لیکن وہ یقین رکھ لے کہ میرا نافع اور ضارّ (نقصان پہنچانے والا)اللہ کے سوا کوئی نہیں ۔تو یہ حقیقت انسان کی کامیابی کی کڑی شرط بھی ہے اور معرفت ِالٰہی کی حقیقی اساس بھی۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداوّل :صفحہ98‘طبع دہم :اپریل2019ء)

غیرت و حمیت کا تقاضا

* انسان کی غیرت وحمیت کا تقاضا ہے کہ جو کچھ مالک کو پسند ہے‘اسے دنیا میں پھیلانے‘رائج کرنے او رغالب کرنے کے لیے تن من دھن کی بازی لگا دے‘جو اُسے پسند نہیں ہے‘بندہ بھی اسے نا پسند کرے اور ہمیشہ اس سے نبرد آزما بھی رہے اور دنیا سے اس کا نام ونشان مٹانے کے جان اورمال نچھاورکردے۔یہ ہے استقامت ِعملی ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداوّل :صفحہ99‘طبع دہم :اپریل2019ء)

استقامت ِعملی

* اگر اللہ کی ربوبیت پر انسان کو وثوق حاصل ہوجائے اوراس پر اس کا دل جم جائے

تو یہ وہ مقام ومرتبہ ہے کہ دورانِ حیات ِدنیاوی بھی ملائکہ کا نزول اس پرپیہم ہوتا رہتا ہے‘جس سے اُسے انبساط حاصل ہوتا ہے‘اس کے قلب کو تثبیت حاصل ہوتی ہے‘ اسے داخلی سکون اوراطمینان میسّر آتا ہے اوراس کے قدموں میں جماؤپیدا ہوتا ہے ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب :صفحہ102‘طبع دہم :اپریل2019ء)

بندگی

* جب انسان کی تخلیق ہوئی ہی بندگی کے لیے ہے تو اگر وہ بندگی کی روش اختیار نہ کرے یا اسے تج دے اور ترک

کردے تو معلوم ہوا کہ اس کے وجود کا اب کم ازکم انسانی سطح پر کوئی مقصد نہیں رہا' او راس کی زندگی محض حیوانی سطح کی زندگی ہے یا شاید اس سے بھی کم تر۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداوّل :صفحہ137'طبع دہم :اپریل2019ء)

عجلت پسندی

* انسان کی خلقت اور سرشت میں بعض پہلو ضعف کے ہیں'جن میں سے ایک عجلت پسندی بھی ہے ۔ (مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداوّل :صفحہ289'طبع دہم :اپریل2019ء)

تمسخر

* ایک انسان دوسرے انسان کے صرف ظاہر کودیکھتا ہے اور اسی کی وجہ سے تمسخر کا مرتکب ہوبیٹھتاہے 'حالانکہ اصل چیز انسان کا باطن ہے اور خدا کی نگاہ میں انسانوں کی قدروقیمت اُن کے باطن کی بنیاد پر ہے۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداوّل:صفحہ452'طبع دہم :اپریل2019ء)

صاحب ِکردار

* یہ بالکل دواوردوچار کی طرح کی بات ہے کہ جس شے کی حقانیت پرانسا ن کے دل ودماغ نے گواہی دے دی اور جس صداقت پر اسے یقین ہوگیا' اب اس کی غیرت و حمیت اور شرافت کا تقاضا ہے کہ وہ اس کی نشرواشاعت'اس کے اعلان واعتراف

اوراس کو دنیا میں غالب اور بالفعل رائج اورنافذکرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگادے اور اس کے لیے جو کچھ اس کے بس میں ہوکرگزرے۔اگروہ یہ کرتا ہے تو وہ واقعتاً ایک صاحب کردار انسان ہے ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلددوم :صفحہ18'طبع ہشتم :اپریل2019ء)

معرفت ِربّ کے فقدان کا نتیجہ

* خدا پرستی کی بجائے وطن پرستی'قوم پرستی'خود پرستی'مفادپرستی'یہ ساری چیزیں کیوں ہیں ؟ اس لیے کہ انسان اپنے خول سے باہر نکل کر اللہ کے حسن وجمال کو کوئی مشاہدہ نہ کرپایا ۔اگر کہیں انسان اس کی کوئی جھلک دیکھ پاتا تو یہ تمام چیزیں ہیچ ہوجاتیں اوران میں سے کسی کواس کے مطلوب ومقصود ہونے کی حیثیت حاصل نہ رہتی اور ''منزلِ ماکبریاست'' کے مصداق ذات ِباری تعالیٰ ہی اس کا مطلوب ومحبوب اور منتہائے مقصود ہوتی ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلددوم :صفحہ40'طبع ہشتم :اپریل2019ء)

انسان کی اوّلاد

* انسان کو اگر ایک درخت سے تعبیر کیا جائے تواس کا پھل اس کی اوّلادہے ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلددوم :صفحہ306'طبع ہشتم :اپریل2019ء)

رأفت یا ہمدردی

* ایک سلیم الفطرت انسان کے دل میں کسی کو تکلیف اور مصیبت میں دیکھ کر جو احساس ہوتا ہے اور وہ اس کے درد کو اپنے اندر محسوس کرتا ہے' اسی کو ہم رأفت یا ہمدردی کہتے ہیں ۔ (مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلددوم :صفحہ459)

پتھر دل

* جب انسان کا دل سخت ہوتا ہے تو پھر کسی چٹان اور پتھر کی سختی بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ (مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلددوم :صفحہ503'طبع ہشتم :اپریل2019ء)

حقیقی انسان

* دراصل یہ انسانیت کی صداقت کا ثبوت ہے کہ آپ کسی انسان کو بھوکا دیکھیں تو اسے کھانے میں شریک کریں' اسے کسی تکلیف میں دیکھیں تو اگر آپ اس کی تکلیف کا ازالہ کر سکتے ہوں تو اُدھر متوجّہ ہوجائیں او راس کی تکلیف رفع کریں ۔اگر کسی میں یہ رافت اور رحمت نہیں ہے تو وہ پھر حقیقی انسان ہی نہیں ہے ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلددوم :صفحہ507'طبع ہشتم :اپریل2019ء)

فضل ِخداوندی

* انسان مجرد اپنے عمل کے ذریعے سے جنّت کا مستحق نہیں بن سکتا'جب تک کہ فضل ِ خداوندی اس کی دستگیری نہ کرے۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلددوم :صفحہ574'طبع ہشتم :اپریل2019ء)

حضرت لقمان

* حضرت لقمان نہ نبی تھے'نہ رسول تھے اورنہ ہی ان کے بارے میں کسی نبی یا رسول کے اُمّتی ہونے کا کوئی ثبوت ہے ۔ وہ بس ایک سلیم الفطرت'سلیم العقل انسان تھے۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلددوم :صفحہ634'طبع ہشتم :اپریل2019ء)

انسان کہلانے کا حق دار

* درحقیقت انسان کہلانے کا مستحق وہی انسان ہے جس کا کوئی نہ کوئی ہدف او رنصب العین ہو۔اگر انسان بغیر کسی مقصد اور نصب العین کے زندگی بسر کررہا ہے تو واقعہ یہ ہے کہ وہ انسان نما حیوان ہے اور حیوانی سطح پر زندگی بسر کررہا ہے۔(شہادت علی الناس'صفحہ 10'طبع اوّل'اپریل 2001)

اعلیٰ اور عمدہ تر شخصیت

* قوم ووطن کے امتیاز کے بغیر انسان کی خدمت' انسان سے محبّت' یہ یقیناً بلند تر نصب العین ہے' اس کی بنا پر ایک اعلیٰ تر اور عمدہ تر شخصیت وجود میں آئے گی ۔(شہادت علی الناس'صفحہ 11'طبع اوّل'اپریل 2001)

انفاق فی سبیل اللہ

مال کی محبّت کی مہر

* دل پر مال کی محبّت کی جو مہر لگی ہوئی ہے' اسے توڑنے والی چیز زکوٰۃ ہے ۔(نیکی کی حقیقت : صفحہ 23'طبع اوّل:دسمبر2002ء)

لفظ ِفقیر

* ''فقیر'' کے لفظ سے ذرا مغالطہ ہوجاتا ہے کہ فقیر شاید وہی ہے جو ہاتھ پھیلا رہا ہو' مانگ رہا ہو اور جسے فاقہ آرہا ہو ۔ حقیقت میں ایسا نہیں ہے ۔ اسلام میں نصاب کی ایک لائن کھینچ دی گئی ہے کہ جس کے پاس ساڑھے سات تولے سونا یا باون تولے چاندی ہے' وہ اس لائن سے اوپر ہے اور زکوٰۃ کا ادا کنندہ ہے اور جس کے پاس اتنا سونا یا چاندی نہیں ہے' وہ اس لائن سے نیچے ہے اور زکوٰۃ کا وصول کنندہ ہے ۔(ملفوظاتِ ڈاکٹر اسرار احمدؒ صفحہ87)

انفاق فی سبیل اللہ کی مدّات

* اللہ کی رضا کے لیے مال خرچ کرنے کی دو مدّات ہیں' ایک مدیہ ہے کہ اللہ کی مخلوق میں سے جو صاحب ِاحتیاج ہیں' یعنی غرباء وفقراء' یتامیٰ ومساکین' بیوائیں اور ایسے لوگ جو کسی سبب سے معاشی جدّوجُہد میں پیچھے رہ گئے ہیں' ان کی مدد کی جائے' اور دوسری مدیہ ہے کہ اللہ کے دین کی نصرت کے لیے خرچ کیا جائے ۔یعنی اُس کے دین کی نشرواشاعت اور دعوت کے لیے صرف کیا جائے اور دین حق کے غلبہ و اقامت اور جہادوقتال فی سبیل اللہ کی ضروریات کی فراہمی پر صرف کیا جائے ۔(ایمان اور اس کے ثمرات :صفحہ 46'طبع اوّل :دسمبر 1997ء)

انفاق

* انفاق کی ایک مدّ اللہ کے دین کے لیے خرچ کرنا ۔یعنی دین کی دعوت وتبلیغ اور نشرواشاعت میں پیسہ لگانا' اقامت دِین کی جدّوجُہد کے لیے اپنا مال خرچ کرنا ۔ اگر قتال فی سبیل اللہ کا مرحلہ آجائے تو اس کے لیے سروسامان' اسلحہ وغیرہ کی فراہمی میں دل کھول کر پیسہ خرچ کرنا ۔(توحید عملی : صفحہ206'طبع اوّل :مارچ 1985ء)

صدقہ

* صدقہ صدق سے بنا ہے ۔دراصل یہ انسانیت کی صداقت کا ثبوت ہے کہ آپ کسی انسان کو بھوکا دیکھیں تو اُسے کھانے میں شریک کریں' اُسے کسی تکلیف میں دیکھیں تو اگر آپ اس کی تکلیف کا ازالہ کرسکتے ہوں تو ادھر متوجہ

ہوجائیں اور اس کی تکلیف رفع کریں ۔اگر کسی میں یہ رافت اور رحمت نہیں ہے تو وہ پھر حقیقی انسان ہی نہیں ہے۔ (اُمُّ المُسَبِّحات‘یعنی سورۃ الحدید: صفحہ182‘طبع اوّل :جون2005ء)

صالحین

* صالحین وہ ہیں کہ جو کثرتِ صدقہ وخیرات اور انفاق فی سبیل اللہ کے ذریعے سے دنیا اورمال کی محبّت کا ازالہ کریں ۔(اُمُّ المُسَبِّحات‘یعنی سورۃ الحدید: صفحہ227‘طبع اوّل :جون2005ء)

زکوٰۃ

* انفاق کی راہ پر چلانے کے لیے ابتدائی محرک زکوٰۃ سے فراہم ہوتا ہے۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداوّل : صفحہ61‘طبع دہم :اپریل2019ء)

انفاقِ مال

* جس رُخ پر اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ انسان کی شخصیت ترقی اور نشوونما پائے‘ اس کا ارتقاء ہو‘ اس کی تعمیر ہو‘ اس کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ مال کی محبّت ہے ۔ لہٰذا

93

اس مال کی محبّت کو دل سے کھرچنے کے لیے نسخہ انفاقِ مال ہے‘یعنی مال کا اللہ کی خوشنودی اور رضا کے حصول کے لیے خرچ کرنا۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداوّل : صفحہ326‘طبع دہم :اپریل2019ء)

انفاق فی سبیل اللہ

* تزکیہ نفس کے لیے درحقیقت سب سے مؤثر تدبیر یہی ہے کہ مال کو اللہ کی راہ میں لگاؤ اور خرچ کرو۔اسی کا نام انفاق فی سبیل اللہ ہے ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلددوم : صفحہ223‘طبع ہشتم :اپریل2019ء)

انفاق کا لفظ

* کسی کام میں اپنی جان‘اپنی صلاحیتوں اور قوتوں کو کھپانا اوراوقات کا صرف کرنا انفاق کا لفظ ان سب کو محیط ہے۔

(مطالعہ قرآن کا منتخب نصاب جلددوم :صفحہ223‘طبع ہشتم :اپریل2019ء)

94

انقلابی فکر

بعض حضرات کا غلط طرزِ عمل

* ہندوستان اورپاکستان دونوں ممالک میں بعض ایسے حضرات جو کچھ عرصہ دین کے حرکی تصوّر کی اساس پر اٹھنے والی تحریکوں سے وابستہ اور ان تصوّرات کے پُرجوش حامی رہے‘جب کسی عملی یا شخصی اختلاف کی بنا پر‘یا کسی

ذاتی سبب کے باعث علیحدہ ہوگئے یا خارج کردیے گئے تو اب رجعت ِقہقری کا مظاہرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اقامت ِدین کی جدّوجُہد کی فرضیت کا تصوّر ہی باطل ہے۔ کبھی کہتے ہیں کہ اسلامی انقلاب تو صرف دعوت وتبلیغ اور تذکیر وتلقین سے آتا ہے‘اس کے تصادم اور جہا دکا تصوّر فتورِ عقل کا مظہرہے۔ کبھی کہتے ہیں کہ بیعت صرف حکومت کی ہوسکتی ہے‘ جماعت کے قیام کے لیے کوئی دوسری صورت تو اختیار کی جاسکتی ہے‘بیعت سمع وطاعت فی المعروف کی نہیں۔اور کبھی اس سے بھی آگے بڑھ کر فرماتے ہیں کہ دین کی خدمت کا کام تو صرف انفرادی یازیادہ سے زیادہ اداروں کی صورت میں ہونا چاہیے‘ اس کے لیے کسی جماعت کے قیام کی سرے سے ضرورت ہی نہیں ہے ۔(اسلام کے انقلابی فکر کی تجدیدو تعمیل :صفحہ61‘طبع اوّل :دسمبر1994ء)

محدود مذہبی تصوّر

* محدود مذہبی تصوّر کی سیکولرازم کے ساتھ مطابقت اور موافقت ہی کا مظہر ہے کہ دین کے یہ جدید دانشور کبھی صلح حدیبیہ کو حق وباطل کے مابین ’’مستقل ‘‘مفاہمت اور مصالحت کے لیے دلیل بناتے ہیں‘اور کبھی یثاق مدینہ کوعصر حاضر کے سیکولر نظام ریاست وسیاست کے حق میں دلیل کے طورپر پیش کرتے ہیں۔اسی طرح کبھی رجم کی ’’وحشیانہ ‘‘ سزا کی نفی کے ذریعے جدیدذہنیت کی خدمت میں ہدیہ معذرت پیش کرتے ہیں تو کبھی پردے کے ’’مولویانہ تصوّر ‘‘کی مخالفت کے ذریعے مغربی تہذیب کے دلدادگان کو تقویت پہنچاتے ہیں۔ (اسلام کے انقلابی فکر کی تجدیدوتعمیل :صفحہ61‘طبع اوّل :دسمبر 1994ء)

اقدام اور تصادم

آج کے دورمیں کشمکش

* آج کے دور میں کشمکش جو شروع ہوگی‘وہ اس سے ہوگی کہ ’’میرے نزدیک ازروئے شریعت یہ کام غلط ہے‘ مَیں یہ نہیں کروں گا ‘‘۔ پس ! آپ نے جوں ہی یہ کیا وہیں کشمکش شروع ہوگئی ۔ (ملفوظاتِ ڈاکٹر اسرار احمدؒ صفحہ64)

نیکی کا حکم

* نیکی کا حکم ‘نیکی کی تلقین اوربدی سے روکنا‘ اس کو عام طور پر ٹھنڈے پیٹوں برداشت نہیں کیا جاتا ۔ (مقامِ عزیمت: صفحہ 11‘طبع اوّل:جنوری 1992ء)

چنگاری شعلہ بن کر بھڑکتی ہے

* جن لوگوں کی بنیادی تربیت اور خاندانی اثرات میں مذہب کا عنصر موجود ہوتا ہے تو چاہے اپنے ملک میں رہتے ہوئے اس کے آثار زیادہ ظاہر او رنمایاں ہوکر سامنے نہ آئیں‘لیکن جب وہ ایک مخالف ماحول میں پہنچتے ہیں تو اس ماحول میں ان کے اندر کی چنگاری شعلہ بن کر بھڑکتی ہے۔(علّامہ اقبال ‘قائداعظم اور نظریہ پاکستان : صفحہ17‘طبع اوّل :جولائی 2007ء)

استہزاء و تمسخر

* کسی بھی انقلابی دعوت کے نتیجے میں معاشرے کا پہلا ردّعمل استہزاء و تمسخر ہوتا ہے۔(خُطبات۔سیرت :صفحہ69‘طبع اوّل :مئی2017ء)

نظام کی تبدیلی کے لیے خون

* رائج الوقت نظام خون دیے بغیر نہیں بدلتا۔اگرکوئی یہ سمجھ بیٹھا ہے کہ دین بھی غالب ہوجائے اور خون کا ایک قطرہ بھی بہے تو یہ محض خام خیالی ہے۔ (خلافت کی حقیقت :195)

مزاحمت

* انقلاب کے معنی یہ ہیں کہ آپ نظام کو بدل دیں‘جبکہ نظام کے ساتھ برسراقتدار مراعات یافتہ طبقات کے مفادات وابستہ ہیں ۔اُن کی سرداریاں‘سیادتیں ہیں‘ چودھراہٹیں قائم ہیں ۔اگر آپ ان سب کو ختم کرنے کے درپے ہوگئے‘اگر یہ سارے آشیانے جس درخت کی شاخوں پر بنے ہوئے ہیں اگر آپ اس درخت کی جڑ کاٹنے لگ گئے‘ تو یہ نہیں ہوسکتا کہ اُن کی طرف سے مزاحمت نہ ہو وہ یقیناً اس کی شدید مزاحمت او رمخالفت کریں گے ۔ (سیرت۔خیرالانام علیہ الصلاۃ والسلام :صفحہ145)

نصرتِ الٰہی

* اللہ تعالیٰ نے ہردور میں اپنےپیغمبروں کو بھیج کر حق وباطل کا معرکہ برپا کرایا ہے۔ اُس کی سُنّت یہ ہے کہ باطل جب آخری حدتک پورا زور دکھا چکتا ہے اور بندگان خدا ایک ایک کرکے تمام مراحل استبداد سے صبر جمیل کے ساتھ گُزرتے ہوئے اپنے تمام وسائل راہِ خدا میں جھونک دیتے اور مقدور بھر تکالیف جھیل لیتے ہیں تو پھر نصرتِ الٰہی کی صبح طلوع ہوجاتی ہے ۔ (منہج۔انقلاب۔نبوی ﷺ :صفحہ7)

کشمکش کا آغاز

* آج کے دور میں کشمکش جو شروع ہوگی‘ وہ اس سے ہوگی کہ ’’میرے نزدیک ازروئے شریعت یہ کام غلط ہے‘میں یہ نہیں کروں گا ‘‘۔پس ! آپ نے جوں ہی یہ کیا وہیں کشمکش شروع ہوگئی ۔(منہج۔انقلاب۔نبوی ﷺ :صفحہ80)

حق کے راستے کی بڑی رکاوٹ

* جو بھی نظام باطل کسی جگہ قائم ہوتا ہے تو وہ نظام حق کے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ بن جاتا ہے۔ (منہج۔انقلاب نبوی ﷺ :صفحہ312‘طبع اوّل :جون1987ء)

تصادم

* نظام کو بدلنے کے لیے جو لوگ اُٹھیں ان کی طاقت اور ان کے اثرات اتنے زیادہ

ہو چکے ہوں کہ وہ یقین رکھتے ہوں کہ ہم تبدیلی برپا کردیں گے ۔یہ نہیں کہ تھوڑی سی طاقت کے ساتھ تصادم کا آغاز کردیں ،جس کا نتیجہ بدامنی کی صورت میں ظاہر ہو اور وہ لوگ ختم ہو کر رہ جائیں ۔ (منہج انقلاب نبوی ﷺ :صفحہ343)

مراعات یافتہ طبقہ

* مراعات یافتہ طبقہ کا ایک بڑا حصّہ ،جس کے موجودہ نظام باطل کے ساتھ مفادات وابستہ ہیں ' اس دعوت پر کان نہیں دھرے گا بلکہ ان کی تو کوشش یہ ہوگی کہ انقلاب اسلامی کا راستہ روکو ! نظام کہنہ کے پاسبانو ،یہ معرض انقلاب میں ہے ! ان کی تو آپس میں جتھہ بندیاں بنیں گی کہ آؤ ! اپنے مفادات کے تحفظ کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔(اُمُّ المُسَبِّحات ،یعنی سورۃ الحدید: صفحہ297 ،طبع اوّل :جون2005ء)

باطل سے ٹکراؤ

* دعوت وتربیت کے مرحلے میں دعوت دیتے رہو ،محنت کرتے رہو ،تربیت اور تزکیہ کرتے رہو اور اس دوران تمام تکلیفیں اور مصیبتیں پورے صبر کے ساتھ جھیلو اور برداشت کرو ۔ساتھ ساتھ اپنی تنظیم پر توجہ دو ،ساتھیوں کو منظّم کرو ۔اور جب تعداد کے اعتبار سے اور کیفیت وکمیت دونوں اعتبارات سے تیار ہو جاؤ کہ سیرت بھی پختہ ہو چکی ہو ' تربیت بھی ہو چکی ہو ،تزکیہ بھی ہو چکا ہو ،قول وفعل کا تضاد نہ رہا ہو ،انسان کا ظاہر وباطن ایک ہو چکا ہو ،منظّم ہو چکے ہوں ،ایک امیر کی دعوت پر کھڑے ہو کر لبیک کہیں اور اپنی جانوں کی قربانی دینے کے لیے تیار ہو جائیں ،اور اگر روکنے کا حکم دیا جائے تو رک جائیں تو پھر نظام باطل سے ٹکرا جائیں ۔(اُمُّ المُسَبِّحات ،یعنی سورۃ الحدید: صفحہ302 ،طبع اوّل :جون2005ء)

باطل ہونے کا تقاضا

* باطل ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ وہ حق کا راستہ روکے ،حق کے راستے میں موانع ومشکلات پیدا کرے ۔یہ دو اور دو چار کی طرح کا وہ اصول ہے جس سے کہیں کوئی استثناء نہیں ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلد اوّل :صفحہ109)

حق کی دعوت

* مخاطبین کی طرف سے جنہیں حق کی دعوت دی جارہی ہو ،استہزاء ،تمسخر اور مخالفت بھی ہوگی اور ایذا رسانی بھی ' اور وہ جان لینے کے درپے بھی ہوں گے اور گھر سے نکال باہر بھی کریں گے ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلد اوّل

:صفحہ109)

تحقیق و تفتیش

* دونوں چیزیں سامنے رکھیے کہ خبر لانے والے کے بارے میں بھی تحقیق و تفتیش۔ اور پھر جو ''خبر'' لائی گئی ہو' اس کے بارے میں بھی پوری چھان بین کرنی ضروری ہے۔ ان دونوں مرحلوں سے گزر کر پھر کوئی فیصلہ کیا جائے اور اس فیصلے کے مطابق پھر کوئی اقدام ہو۔ (مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلد اوّل :صفحہ471)

دین حق کے نفاذ کی جدّوجُہد

* جہاں بھی دین حق کے نفاذ کی جدّوجُہد کی جائے گی' کوئی نہ کوئی نظام وہاں پہلے سے موجود ہوگا۔ اُس باطل نظام کے ساتھ لوگوں کے مفادات وابستہ ہوں گے' سیادتیں اور چودھراہٹیں ہوں گی' لوگوں کے مالی مفادات ہوں گے۔ آپ جب اُس نظام کو ذرا سا چھیڑیں گے' اس کے خلاف ذرا آواز بلند کریں گے تو نمعلوم کس کس کے کن کن مفادات پر آنچ آئے گی ! چنانچہ وہ تمام قوتیں اپنے اس نظام کی مدافعت میں آپ کے خلاف متحد ہو جائیں گی ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلددوم :صفحہ110)

پہلی کشمکش

* اللہ کا بندہ بننے کے لیے پہلی کشمکش خود اپنے نفس کے ساتھ کرنی پڑے گی ۔(جماعت ِ شیخ الہند ؒ اور تنظیم اسلامی :صفحہ171' طبع ششم :اپریل2015ء)

اٹل قانون

* یہ ایک اٹل قانون ہے کہ مشرک کبھی دین حق کا غلبہ برداشت نہیں کر سکیں گے' تصادم ہو کر رہے گا ۔(جماعت ِ شیخ الہند ؒ اور تنظیم اسلامی :صفحہ188' طبع ششم :اپریل2015ء)

بندۂ مؤمن

بندۂ مؤمن کا تصوّرِ حیات

* بندۂ مؤمن کا تصوّرِ حیات یہ ہے کہ ہم اللہ کے پاس سے آئے ہیں اور اللہ ہی کے پاس واپس لوٹ جائیں گے' یہ دنیوی زندگی کا ایک سفر ہے' یہ ہرگز ہماری منزل نہیں ہے۔(ملفوظاتِ ڈاکٹر اسرار احمد ؒ' صفحہ194' طبع اوّل' دسمبر2015ء)

اللہ کا فضل

* جو کچھ تم کماؤ گے اسے اللہ کا فضل سمجھو' اسے اپنی محنت کا نتیجہ سمجھنا درست نہ ہوگا۔ محنت یقیناً تمہیں کرنی ہے' لیکن جو رزق اور روزی تمہیں عطا ہوئی ہے' یہ اللہ کا فضل ہے' ایک بندہ مؤمن کا نقطہ نظر یہی ہونا چاہیے ۔(انقلاب نبوی ﷺ کا اساسی منہاج:صفحہ55)

اللہ کے بندے

* جو لوگ اخلاص کے ساتھ اللہ کے بندے بن جائیں ‘ان پر شیاطین کا کوئی داؤ یا وار کارگر نہیں ہوسکتا ۔(ایجاد وابداع عالم:صفحہ43 ‘طبع اوّل :اگست1999ء)

بظاہر مترادف الفاظ

* ’’مؤمن ‘‘ اور ’’مسلم ‘‘ بظاہر مترادف الفاظ ہیں کہ ایک ہی شخص کے لیے دونوں الفاظ کا استعمال ہوسکتا ہے ‘لیکن ’’مسلم ‘‘ عام اصطلاح ہے اور ’’مؤمن‘‘ خاص ۔(جہادفی سبیل اللہ :صفحہ9 ‘طبع اوّل :اپریل2000ء)

مجرم

* اگر اللہ کے احکام ٹوٹ رہے ہوں ‘ان کی دھجیاں بکھر رہی ہوں ‘باطل کا ڈنکا بج رہا

ہو ‘ طاغوت کا بول بالا ہو او ربندہ مؤمن فقط ’’اللہ اللہ ‘‘کرنے میں لگا ہو اہو ‘تو اس سے بڑھ کر اور کوئی مجرم نہیں ۔

(جہادفی سبیل اللہ :صفحہ33 ‘طبع اوّل :اپریل2000ء)

مسلم کے معنی

* مسلم کے معنی ہی اللہ اوراُس کے رسول ﷺ کے آگے اپنے آزادانہ اختیار سے دستبرداری کے ہیں ۔ (اسلام میں عورت کا مقام :صفحہ26 ‘طبع اوّل :اپریل1984ء)

اللہ پر بھروسہ

* مؤمن کو صرف اللہ پر بھروسہ رکھنا چاہیے ‘اسباب ووسائل پر نہیں۔(خُطبات سیرت :صفحہ117 ‘طبع اوّل :مئی2017ء)

مؤمن صادق

* ایک مؤمن صادق تو منتظر ہوتا ہے کہ اب جو یہ جان ومال اللہ کی امانت کے طور پر اس کے پاس ہیں ‘کب اللہ انہیں وصول فرمالے اور وہ امانت کے اس بارِ گراں سے سبکدوش ہوجائے ۔(قرآن حکیم کی سُورتوں کے مضامین کا اجمالی تجزیہ :صفحہ89 ‘طبع اوّل :رمضان المبارک1398ھ)

کلام الٰہی

* حق وباطل کی کش مکش کی شدت او رمصائب ومشکلات اور ابتلا ء وآزمائش کے دور میں بندہ مؤمن کا اصل سہار اکلام الٰہی ہے۔(قرآن حکیم کی سُورتوں کے مضامین کا اجمالی تجزیہ :صفحہ130 ‘طبع اوّل :رمضان المبارک1398ھ)

مؤمن یا مسلم

* جس شخص کے دل میں ایمان ہے ‘عمل میں اسلام ہے ‘اسے آپ مومن کہہ لیں ‘مسلم کہہ لیں ‘کوئی فرق واقع نہیں ہوتا۔(حقیقتِ ایمان :صفحہ116‘طبع اوّل :فروری 2003ء)

بندہ مؤمن کا معاملہ

* بندہ مؤمن کا معاملہ اللہ کے ساتھ ’’بین الخوف والرجاء‘‘ والا رہنا چاہیے کہ اُس کی شانِ غفاری سے اُمید بھی ہو کہ اللہ بخش دے گا ‘لیکن اُس کی سزا کا اندیشہ اور خطرہ بھی رہے ۔اس طرح رویہ متوازن رہے گا ۔(اُمُّ المُسَبِّحات‘یعنی سورۃ الحدید:صفحہ166‘طبع اوّل :جون2005ء)

ملائکہ کا نزول

* ملائکہ کا نزول صرف انتقال کے وقت ہی نہیں ہوتا بلکہ مؤمنین صادقین ‘اللہ کے دوستوں اور اُس کے چاہنے والوں پر حیاتِ دنیوی کے دوران بھی مسلسل فرشتے اترتے ہیں ۔ (مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداوّل :صفحہ102)

بندۂ مؤمن

* کیسے ممکن ہے کہ ایک بندۂ مؤمن اللہ کو ماننے کے بعد اپنے گھر میں پاؤں پھیلا کر سوتا رہے اور اسے اس بات کی فکر نہ ہو کہ اللہ کا دین غالب ہے یا مغلوب۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلددوم :صفحہ18‘طبع ہشتم :اپریل2019ء)

اصل سہارا

*بندۂ مؤمن کے لیے اصل سہارا اللہ کی ذات ہے ‘اور خواہ کوئی ظاہری اور مادی سہارا موجود نہ ہو اور بظاہر ہر طرف سے مایوسی نظر آتی ہو‘ ایک بندہ مؤمن اللہ ہی پر توکّل کرتا ہے اور اس کی رحمت کی آس لگائے رکھتا ہے۔(قرآن حکیم اور ہم :صفحہ86‘طبع چہارم :ستمبر2015ء)

اللہ کا پسندیدہ بندہ

*جو بندہ اللہ کو پسند ہوتا ہے ‘اس کا (عمر کے)آخری دنو میں یہ حال ہوتا ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میں نے کچھ نہیں کیا عمر ضائع کردی ۔(جماعتِ شیخ الہندؒ اور تنظیم اسلامی :صفحہ374‘طبع ششم :اپریل2015ء)

اللہ کا بہت ہی محبوب بندہ

* اللہ تعالیٰ کو یہ پسند ہے کہ اُس کا بندہ اپنے اعمال کی قیمت خود نہ ڈالے۔اس لیے آخر میں اللہ کے محبوب بندوں کی

سچ مچ یہی حالت ہوجاتی ہے کہ وہ یہ بالیقین کہتے ہیں کہ مَیں نے کچھ نہیں کیا ۔حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ زخمی حالت میں ہیں۔ آخری وقت قریب آتاجارہا ہے ۔ اُس وقت ایک شخص نے تسلی کے تعریفی کلمات کہے تواس کے ہرہر جملہ کا جواب عنایت فرمایاکہ یہ جو تم نے کہا ہے کہ مَیں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہا اور آپ ﷺ دنیا سے جب رخصت ہوئے تو مجھ سے راضی تھے تو یہ اللہ کا احسان ہےجو اُس نے مجھ پر فرمایا اوراسی طرح(ماذکرتَ من صحبۃ ابی بکرؓ) ''جو تم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہنے کے بارے میں ذکر کیا کہ وہ مجھ سے خوش رہے اورجب انہوں نے وفات پائی تووہ مجھ سے راضی تھے' یہ بھی ''مَنٌّ' مَنَّ اللہ بِہٖ عَلَیَّ''اللہ کا احسان ہے جو اُس نے مجھ پر فرمایا ۔یعنی جو اچھائیاں تھیں وہ محض احسانِ الٰہی تھا' وہ میری قابلیت نہیں تھی ۔
پس ! جس پاکیزہ بندہ کی یہ حالت وفات کے وقت ہوجائے تو سمجھنا چاہیے کہ وہ اللہ کا بہت ہی محبوب (بندہ) ہے۔

(جماعتِ شیخ الہندؒ اور تنظیم اسلامی :صفحہ375'طبع ششم :اپریل2015ء)

بیعت

بیعت کا طریقہ

* تاریخ کی گواہی ہمارے سامنے موجود ہے کہ جہاں بھی کسی منظّم جدّوجُہد کے لیے جماعت سازی کی ضرورت پیش آئی 'وہاں ہمیشہ بیعت ہی کے طریقے کو اختیار کیا گیا 'خواہ معاملہ حکومت بنانے کا ہو 'یا اسلامی اصولوں کونظام حکومت میں دوبارہ رائج کرنے کا 'یاتزکیۂ نفوس اور اصلاحِ باطن کا مسئلہ ہو 'یا مسلمانوں کے علاقوں کو غیر مسلموں سے آزاد کرانے کی جدّوجُہد ہو 'ہر بارافراد کوجمع کرنے اور منظّم کرنے کے لیے صرف بیعت کا طریقہ اختیار کیا گیا ۔

(ملفوظاتِ ڈاکٹر اسرار احمدؒ'صفحہ56)

بیعت ِارشاد

* ایک شخص محسوس کرتا ہے کہ اسے کسی بزرگ رہنما کی ضرورت ہے جواسے ایک بہتر مسلمان بننے میں مدد دے 'اس مقصد کے تحت وہ کسی ایسے متقی شخص کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ کرنا چاہتا ہے جو خود اپنے نفس کا تزکیہ کرچکا ہو اور دوسروں کی اس راہ میں رہنمائی کرسکتا ہو 'یہ وابستگی بیعت کی صورت میں ہوتی ہے ۔یعنی مرید یاسالک کسی بزرگ سے یہ وعدہ کرتا ہے کہ آپ مجھ سے علم 'تجربے اور تقویٰ میں بہت آگے ہیں' لہٰذا آپ میری رہنمائی فرمائیں کہ مجھے کیا کرنا چاہیے اور کیا نہیں کرنا چاہیے' مَیں اس معاملے میں آپ کی اطاعت کروں گا اور آپ میرے اخلاق اورمیری روحانی ترقی کی نگرانی فرمائیں گے 'یہ وہ شے ہےجسے بیعت ِارشاد کہا جاتا ہے ۔(اسلامی نظم جماعت میں بیعت کی اہمیت :صفحہ 26'طبع اوّل :ستمبر1996ء)

بیعت

* اُمّت کی تیرہ سو سالہ تاریخ کی گواہی ہمارے سامنے موجود ہے کہ جہاں بھی کسی

منظّم جدّوجُہد کے لیے جماعت سازی کی ضرورت پیش آئی ‘وہاں ہمیشہ بیعت ہی کے طریقے کو اختیار کیا گیا ۔خواہ معاملہ حکومت بنانے کا ہو ‘یا اسلامی اصولوں کو نظام حکومت میں دوبارہ رائج کرنے کا ہو ‘تزکیہ نفوس اور اصلاح باطن کا مسئلہ ہو ‘یا مسلمانوں کے علاقوں کو غیر مسلموں سے آزاد کرانے کی جدّوجُہد ہو ‘ہر بار افراد کو جمع کرنے اور منظّم کرنے کے لیے صرف بیعت کا طریقہ اختیار کیا گیا ۔(اسلامی نظم جماعت میں بیعت کی اہمیت :صفحہ 27‘طبع اوّل :ستمبر1996ء)* سمع وطاعت (Listen and Obey)کانام ہی بیعت ہے ۔واضح رہے کہ بیعت ’’بیع ‘‘ سے ہے ‘یعنی اپنے آپ کو بیچ دینا‘کسی کے حوالے کردینا کہ جو حکم دیں گے وہ مَیں مانوں گا۔(قرآن حکیم اور ہم :صفحہ391‘طبع چہارم :ستمبر2015ء)* تجدید واحیائے دین کے لیے کام کرنے کا جو طریقہ سُنّت ِنبوی ؐ اور تعامل سلف صالحین سے ثابت ہے وہ بیعت کا نظام ہے ۔ اس کے علاوہ جو طریقے اختیار کیے جاتے ہیں ‘ وہ اسوۂ رسول اور سُنّت سے ہٹے ہوئے ہیں ۔(رسول اکرم ﷺ اور ہم :صفحہ326‘طبع دوم :جولائی2014ء)* مَیں نے جو جماعت تنظیم اسلامی کے نام سے قائم کی ہے ‘ اس کی بنیاد بیعت پر رکھی ہے ۔میں ہر اُس شخص سے تبادلہ خیال اور افہام و تفہیم کے لیے ہر وقت تیار ہوں جو کتاب و سُنّت کے دلائل سے ثابت کردے کہ اس مقصد کے لیے بیعت کے علاوہ بھی کسی دوسرے طریقہ کار کے لیے قرآن وحدیث سے رہنمائی ملتی ہے۔(اصلاح معاشرہ کا قرآنی تصوّر :صفحہ159‘طبع اوّل :نومبر2018ء)* صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے حضور ﷺ کو کسی بھی موقع پر بیعت لینے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ لیکن بایں ہمہ آپ ؐ نے بیعتیں لیں تاکہ اُمّت کو معلوم ہوجائے کہ اسلامی نظم جماعت کی بنیاد بیعت ہے ۔(رسول اکرم ﷺ اور ہم :صفحہ322‘طبع دوم :جولائی2014ء)

بیعت ِجہاد

* اللہ کے دین کی تبلیغ ودعوت ‘دین کی نشرواشاعت ‘شہادت علی الناس اوراقامت دین جیسے عظیم فرائض کی ادائیگی اور اس کے لیے سمع واطاعت پر مبنی جماعت کے قیام اور ہجرت وجہاد کا مرحلہ درپیش ہو تو اس کے لیے بھی ایسے شخص کے ہاتھ پر جو اس کام کا عزم لے کر اُٹھا ہو ‘شخصی بیعت ہوگی اور یہ بیعت ’’بیعت جہاد ‘‘ کہلائے گی۔

(دینی فرائض کا جامع تصوّر: صفحہ 28)

شخصی بیعت

* ہم نے تنظیم اسلامی قائم کی ہے ‘جس کا نظم شخصی بیعت کی بنیاد پر قائم ہے۔(قرآن حکیم اور ہم :صفحہ393‘طبع چہارم

:ستمبر2015ء)

سُنّت کا تقاضا

* انقلابِ محمدی ﷺ کی جدّوجُہد کے لیے جوہیئت ِ اجتماعیہ وجود میں آئے ‘وہ بیعت ہی کے اصول پر قائم ہو ۔یہی سُنّت کا تقاضا ہے۔(منہج انقلاب نبوی ﷺ :صفحہ205‘طبع اوّل :جون1987ء)

اجتماعیت کی بنیاد

* اجتماعیت کی بلند ترین اور نمایاں ترین صورت حکومت کا قیام ہے ‘وہ بھی بیعت کی بنیاد پر قائم ہوتی رہی ۔اس کی خفی ترین صورت سلسلہ ارشاد واصلاح ہے ‘ اس کے لیے بھی بیعت کا نظام رائج ہے ۔ کبھی حکومت کے خلاف بغاوت کی تحریک اُٹھی تو وہ بھی بیعت کی بنیاد پر اُٹھی ۔چنانچہ اجتماعیت درحقیقت جس شے کا نام ہے وہ اسلام میں بیعت ہی کی بنیاد پر وجود میں آتی ہے ۔(حزب اللہ کے اوصاف :صفحہ177‘طبع اوّل :جون2006ء)

106

امیر تنظیم کی بیعت

* امیر تنظیم اسلامی کی بیعت مطلق نہیں ہے ‘شریعت کے دائرے کے اندراندر ہے۔ امیر تنظیم شریعت کے کسی حکم کے خلاف حکم نہیں دے سکتا ‘البتہ اس دائرے کے اندر اندر جو حکم دے گا ‘وہ واجب التعمیل ہے ۔(رسول اکرم ﷺ اور ہم :صفحہ513‘طبع دوم :جولائی2014ء)

خواتین کی تنظیم میشمو

لیت * خواتین کی تنظیم میں شمولیت اور بیعت اس لیے ضروری ہے کہ اس سے ان میں ایک تنظیم اوراجتماعیت کا شعور اور مسؤلیت وذمہ داری کا احساس پیدا ہوتا ہے۔(ملفوظاتِ ڈاکٹر اسرار احمدؒ‘صفحہ81)

107

برزخ

شہداء

* شہداء کو اللہ جس نوع کی حیات عطا فرماتا ہے اور برزخی زندگی میں بھی جس طور سے انہیں رزق مہیّا فرماتا ہے اس تک ہمارے فہم وادراک کی رسائی نہیں ہے ‘اس دنیا میں رہتے ہوئے ہم اس کی کیفیت کو نہیں جان سکتے ۔(اہل ایمان کو پیشگی تنبیہہ:صفحہ14‘طبع اوّل :جولائی 2003ء)

عالم ِبرزخ

* موت خاتمے کا نام نہیں ہے ‘نہ کسی مؤمن کے لیے ‘نہ کافر کے لیے ۔اِدھر آنکھ بند ہوتی ہے تو دوسرے عالم میں

کھل جاتی ہے ۔یہ عالم ِبرزخ ہے ‘جس کا تسلسل قیامت تک رہے گا۔ (اہل ِایمان کو پیشگی تنبیہہ: صفحہ16‘طبع اوّل :جولائی 2003ء
)* ابوجہل یا ابولہب کے ساتھ عالم ِبرزخ میں جو معاملہ ہورہا ہے وہ کچھ اور ہے‘ اور کوئی مسلمان عالم ِبرزخ میں جس کیفیت سے گزررہا ہے وہ کچھ اور ہے ‘کوئی مؤمن صالح وہاں کسی اور کیفیت میں ہوگا ‘شہداء کا کچھ اور عالم ہوگا اور صدیقین کی شان کچھ اور ہوگی ‘انبیاء ورُسل کا مرتبہ ومقام کچھ اور ہوگا اور سیّد المرسلین ‘سیّد الاوّلین والآخرین ﷺ اس عالم ِبرزخ میں جس شان میں ہوں گے وہ ہمارے فہم اور تصوّر سے ماوراء ہے بلکہ وراء الورا‘ثم وراء الوراء ہے ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلددوم :صفحہ304‘طبع ہشتم :اپریل2019ء)

برزخی حیات

* جب ہم شہداء کی برزخی زندگی کا کوئی تصوّر قائم نہیں کرسکتے اوراس نوعیت کا تعین نہیں کرسکتے ‘جیسا کہ قرآن نے صاف طور پر کہہ دیا ہے: {وَلٰكِنْ لَّا

تَشْعُرُوْنَ} کہ تمہیں اس کا شعور حاصل نہیں ہے تو نبی اکرم ﷺ کی برزخی حیات کے بارے میں تصوّر کرنا ہمارے لیے قطعاً ممکن نہیں ہے۔یہ چیز ہمارے فہم وشعور اور تخیل وادراک کی گرفت میں آنے والی ہے ہی نہیں ۔اس معاملے میں بحث کرنا ہی دراصل اپنی حدود سے تجاوز کرنا ہے ۔(اہل ِایمان کو پیشگی تنبیہہ: صفحہ16‘طبع اوّل :جولائی 2003ء)

ارفع واعلیٰ حیات

* یہ کہنا کہ حضور ﷺ بالکل اسی طرح زندہ ہیں جیسے کہ اس دنیا میں زندہ تھے ‘ایک اعتبار سے شاید آپ ؐ کی توہین قرار پائے ‘ اس لیے کہ یہ دنیا کی زندگی تو بہت سی احتیاجات کے ساتھ ہے ‘ اس میں طرح طرح کی تحدیدیں ہیں ‘عالم برزخ میں نبی اکرم ﷺ کو جو حیات حاصل ہے وہ یقیناً اس سے کہیں اعلیٰ ‘کہیں ارفع ہے‘ جو ہمارے فہم اورہماری سوچ سے بہت بلند اور بالا ہے ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلددوم :صفحہ304‘طبع ہشتم :اپریل2019ء)

پاکستان

پاکستان کا قیام

* پاکستان کا قیام ہرگز ایک معمولی واقعہ نہ تھا ‘دنیا کے نقشے پر اس طرح اچانک اوربالکل غیر متوقع طور پر وقت کی عظیم ترین مسلمان مملکت کارونما ہوجانا یقیناً مشیت ِایزدی اور حکمت ِخداوندی میں کسی بڑی تدبیر کے سلسلے کی کڑی تھا ۔(اسلام اورپاکستان:تاریخی ‘سیاسی ‘علمی اورثقافتی پس منظر ‘صفحہ23)

برصغیر کے مسلمانوں کو جمع کرنے والا نعرہ

* پورے برصغیر کے مسلمانوں کو ازدرّہ خیبر تا راس کماری اورازمکران تا چٹاگانگ مسلم لیگ کے جھنڈے تلے جمع کرنے والا نعرہ بہر صورت ''پاکستان کا مطلب کیا ؟ لاالہ الا اللہ ''ہی تھا۔ (استحکامِ پاکستان: صفحہ 62،طبع اوّل ،مارچ 1986ء)

ہمارا وطن

* یہ ہمارا وطن ہے اورنہ صرف یہ کہ اس وقت ہم اس میں آباد ہیں بلکہ ہماری آئندہ نسلوں کا مستقبل بھی اسی سے وابستہ ہے ۔(استحکامِ پاکستان: صفحہ 69،طبع اوّل ،مارچ 1986ء)

پاکستان کی باعزّت بقا اوراستحکام

* ہرپاکستانی کے لیے لازم ہے کہ وہ پاکستان کی باعزّت بقا اور اس کے استحکام کے مسئلے پر پوری سنجیدگی کے ساتھ سوچ بچار کرے۔(استحکامِ پاکستان ،صفحہ 70،طبع اوّل ،مارچ 1986ء)

مشرقی پاکستان

* مشرقی پاکستان مغربی پاکستان سے علیحدہ ہوجاتا لیکن اپنے نام کو برقرار رکھتا تو

صدمہ تو اِس صورت میں بھی ہوتا لیکن اکہرا۔اورجب اس نے اپنا نام تک بدل ڈالا تو یہ دوہرے صدمے والی بات ہوئی ۔(استحکامِ پاکستان: صفحہ 71،طبع اوّل ،مارچ 1986ء)

پاکستان کا عالم وجود میں ظہور

* پاکستان کا عالم وجود میں ظہور بھی ایک خالص معجزہ کی حیثیت سے ہوا تھا اوراس کا اب تک قائم رہنا بھی معجزات ہی کے تسلسل کا مرہونِ منت ہے ۔(استحکامِ پاکستان ،صفحہ119،طبع اوّل ،مارچ 1986ء)

پاکستان کی بقاواستحکام

* پاکستان کی بقاواستحکام کے لیے ایک ایسی مخلص قیادت ضروری ہے ،جس کے اپنے قول وفعل میں تضاد نظرنہ آئے اورجس کے خلوص واخلاص پر عوام اعتماد کرسکیں ۔(استحکامِ پاکستان ،صفحہ177،طبع اوّل ،مارچ 1986ء)

اسلام کے عالمی غلبہ کا نقطہ آغاز

* گمانِ غالب یہی ہے کہ اسلام کے عالمی غلبے کا نقطہ آغاز یہی سرزمین بنے گی ،جس کا نام ''پاکستان'' ہے۔ (ملفوظاتِ ڈاکٹر اسرار احمدؒ،صفحہ182،طبع اوّل ،دسمبر 2015ء)

سیاسی طور پر نابالغ

* ہم نے پاکستان میں وہ کام نہیں کیا جس کا ہم نے اللہ سے وعدہ کرکے پاکستان لیا تھاتواس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم سیاسی عدم استحکام کا شکار ہوگئے ۔ہم نے ثابت کیا ہے کہ ہم سیاسی طور پر نابالغ ہیں ،کیونکہ ہمارے سیاستدان یہاں کی حکومت کو سنبھال ہی نہیں سکے ۔ (توبہ کی عظمت اورتاثیر: صفحہ 46،طبع اوّل :نومبر 2011ء)

کرپشن

* کرپشن نے پورے معاشرے کو کھوکھلا کردیا ہے ۔(توبہ کی عظمت اور تاثیر :صفحہ 47‘طبع اوّل :نومبر 2011ء)

قرضوں کی معافی

* اربوں کے قرضے معاف کیے جارہے ہیں ‘یہ کسی کے باپ کی دولت تھی جو معاف کردی گئی ؟ (توبہ کی عظمت اور تاثیر :صفحہ 47‘طبع اوّل :نومبر 2011ء)

ڈیم بنانے کا فیصلہ

* ہم نے تین دریا بھارت کو دے دیے تھے ‘باقی جو دوہیں ان کے اوپر وہ کتنے ڈیم بناچکا ہے او رکتنے مزید بنارہا ہے ۔ وہ تو اگلاکام یہ کررہا ہے کہ دریائے سندھ کاپانی بھی ایک سرنگ (tunnel)کے ذریعے سے ایک پہاڑکو چیر کرلاناچاہتا ہے تاکہ اسے بھی وہ اپنے استعمال میں لے آئے۔تم آپس میں ڈیم کے لیے لڑتے رہو اور جب تم ڈیم بنانے کا فیصلہ کروگے تواس وقت ڈیم کے لیے پانی کہاں سے آئے گا؟ اوراگرڈیم نہیں بنے گا تووہ پانی کہاں ہوگا جس سے سندھ سیراب ہوگا ؟(توبہ کی عظمت اورتاثیر:صفحہ 47‘طبع اوّل :نومبر 2011ء)

پاکستان کا دستور‘منافقت کا پلندہ

* پاکستان کا دستور منافقت کا پلندہ ہے۔اگرچہ اس میں پورا اسلام موجودہے ‘لیکن اسلامی دفعات کے مؤثر ہونے میں بہت سے چوردروازے حائل ہیں ۔جیسے منافق مسلمان تو ہوتا تھا ‘لیکن اس میں ایمان نہیں ہوتا تھا‘اسی طرح ہمارے دستور میں اسلام موجود ہے لیکن ایمان نہیں ہے۔(توبہ کی عظمت اورتاثیر:صفحہ 55‘طبع اوّل :نومبر 2011ء)

اسلامی نظریاتی کونسل

* کونسل آف اسلامک آئیڈیالوجی (اسلامی نظریاتی کونسل) پر اربوں روپیہ خرچ ہواہے‘علماء کرام بڑی بڑی تنخواہیں لے رہے ہیں اور انہیں فائیوسٹار ہوٹلز کے اندر ٹھہرایا جاتا رہا ہے ۔یہ بھی یادرہے کہ اس کونسل میں تمام فرقوں کے علماء دیوبندی‘ بریلوی ‘اہل حدیث اورشیعہ سب شامل ہیں۔انہوں نے بہت کام کیا ہے ‘اس میں کوئی شک نہیں ‘لیکن ساری رپورٹیں وفاقی حکومت کی الماریوں کے اندر جاکر جمع

ہوگئیں اور آج تک کوئی ایک رپورٹ بھی دستور کا حصّہ بنناتوکجا پارلیمنٹ میں ہی نہیں آئی ۔یہ ہیں چوردروازے ! (توبہ کی عظمت اورتاثیر:صفحہ 56‘طبع اوّل :نومبر 2011ء)

ایٹمی طاقت

* ہم اللہ کی رحمت سے ایٹمی طاقت بن گئے ہیں ‘پاکستان نے جب ایٹمی دھماکے کیے تو شاہ عبداللہ نے نوازشریف سے کہا تھاکہ یہ ایٹم بم صرف آپ کا نہیں ہے بلکہ یہ پوری اُمّت ِ مسلمہ کا ہے۔ (توبہ کی عظمت اور تاثیر: صفحہ 73‘طبع اوّل :نومبر 2011ء)

گھناؤنا کردار

* پاکستان بہت بڑا ملک ہے ‘یہ پورے عالم اسلام میں واحد ملک ہےجس کے پاس ایٹمی ہتھیار بھی ہیں ‘لیکن ہمارے سابق صدرنے نام نہاد دہشت گردی کے خلاف جنگ میں امریکہ سے تعاون کرکے نہایت گھناؤنا کردارادا کیا۔ (ایک یادگار انٹرویو: صفحہ28‘طبع اوّل :اگست2014ء)

کمانڈو صدر

* امریکی صد رکے ایک فون پر ہمارا کمانڈو صدر اُس کے آگے بچھ گیا‘تو اورکسی کی کیابات کریں گے ۔ (ایک یادگار انٹرویو: صفحہ28‘طبع اوّل :اگست2014ء)

پاکستان

* پاکستان کا بننا بھی درست تھا اور اس کا قائم رہنا بھی ضروری ہے۔یہاں اگر بگاڑپیدا ہوا ہے تو ہماری اپنی غلطیوں سے ہوا ہے ‘ہمیں آخر دم تک اس کی اصلاح کی کوشش کرنی چاہیے ۔(مذہبی جماعتوں کے باہمی تعاون.... صفحہ22‘طبع اوّل :اکتوبر1996ء)

اشارات

* میرے مشاہدے میں کچھ اشارات ہیں کہ اب غلبہ اسلام کا آغاز پاکستان اوراس سے ملحق سرزمین افغانستان سے ہوگا ۔اگرچہ موجودہ حالات بڑے تباہ کن ہیں ‘

افسوس ناک ہیں ‘افغانستان میں طالبان کی قائم کردہ اسلامی حکومت کا خاتمہ کردیا گیا ہے ‘جہاد ِکشمیر پر ریورس گیئر لگ چکا ہے ۔(ختم نبوت کے دو مفہوم: صفحہ39‘طبع اوّل : ستمبر2002ء)

پاکستان سے کوئی بڑا کام

* میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ ان شاء اللہ العزیزاسی خطہ ارضی سے غلبہ اسلام کا آغاز ہوگا ‘اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے چار پانچ سوسال سے اس کی تمہید کی ہے اور اللہ تعالیٰ کی مشیت میں پاکستان سے کوئی بڑا کام لینا مقصود ہے ۔(ختم نبوت کے دو مفہوم: صفحہ40‘طبع اوّل : ستمبر2002ء)

عدلیہ

* ہماری خیانتیں ‘بدعنوانیاں ‘جانبداریاں ‘ہمارا بِک جانا اور سیاسی لوگوں کا آلہ کار بن جاناوغیرہ ‘یہ وہ چیزیں ہیں کہ

جنہوں نے عدلیہ کا بیڑہ غرق کیا ہوا ہے۔(عظمت ِ مصطفی ﷺ :صفحہ9،طبع اوّل :جولائی 2001ء)

صوبہ سندھ

* ہندوستان میں انگریزوں کے ہاتھوں سب سے آخر میں جو صوبہ فتح ہوا وہ سندھ تھا اور سندھی مسلمانوں نے انگریز کی حکومت کو ذہناً تسلیم نہیں کیا ،لہٰذا وہاں ''حُر تحریک'' کے نام سے ایک بہت بڑی تحریک شروع ہوئی۔(علّامہ اقبال ،قائداعظم اور نظریہ پاکستان :صفحہ6 ،طبع اوّل :جولائی 2007ء)

پاکستان کا قیام

* پاکستان کا قیام اصل میں اللہ تعالیٰ کی حکمت عملی ،اس کی مشیت اور اس کی تدبیر سے ہوا ہے۔ (علّامہ اقبال ،قائداعظم اور نظریہ پاکستان :صفحہ32 ،طبع اوّل :جولائی 2007ء)

اللہ تعالیٰ کی خاص حکمت کا نتیجہ

*پنجاب میں ''احرار'' ایک بہت بڑی عوامی طاقت تھی ۔ جیسے مقررین اور خطیب اس

نےپیدا کیے ،آج تک کسی اور جماعت نےپیدا نہیں کیے ۔ وہ بھی قیام پاکستان کے خلاف تھی ۔سرحد میں سرحدی گاندھی کی خدائی خدمت گار تحریک جو بڑی عوامی تحریک تھی ،پاکستان کی دشمن تھی ۔سب سے بڑھ کر یہ کہ قیام پاکستان کے وقت انگلستان میں لیبر پارٹی کی حکومت تھی جواکھنڈ ہندوستان کی حامی تھی ۔ وزیراعظم لارڈاٹیلی قائداعظم سے شدید نفرت کرتا تھا اور وائسرائے لارڈ ماؤنٹ بیٹن گاندھی کا چیلا تھا۔ اس سب کے باوجود پاکستان کا وجود میں آنا اللہ تعالیٰ کی خاص حکمت کا نتیجہ تھا۔(علّامہ اقبال ،قائداعظم اور نظریہ پاکستان :صفحہ34 ،طبع اوّل :جولائی 2007ء)

قائد اعظم کا تصوّرِ پاکستان

* ۱۹۳۷ء سے ۱۹۴۷ء تک قائداعظم نے اسلام کا جو راگ الاپا ہے ،اس پر ان کے ایک سو اقتباسات موجود ہیں ۔ ان دس سالوں کے دوران انہوں نے اپنی تقاریر میں برملا کہا ہے کہ ہمارا قانون ،ہمارا نظام ،بلکہ ہماری ہر شے اسلام کے مطابق ہوگی۔ ان کے علاوہ ان کی تقاریر کے چالیس اقتباسات اور بھی ہیں جو ان کی پاکستان بننے کے بعد کی تقاریر سے ماخوذ ہیں ،جن میں انہوں نے اسلام ہی کی بات کی ہے ۔(علّامہ اقبال ،قائداعظم اور نظریہ پاکستان :صفحہ36،طبع اوّل :جولائی 2007ء)

قراردادِ مقاصد

* قائداعظم نے پاکستان بنایا اور ان کے دست ِ راست لیاقت علی خان نے ان کے انتقال کے چند ہی ماہ بعد دستور ساز اسمبلی سے قراردادِ مقاصد منظور کرا کے پاکستان میں نظام خلافت کی بنیاد قائم کردی ،جو اَب ہمارے دستور کا آرٹیکل 2A ہے ۔اس میں تسلیم کیا گیا کہ حاکمیت اعلیٰ اللہ تعالیٰ کی ہے ۔(علّامہ اقبال ،قائداعظم اور نظریہ پاکستان :صفحہ42 ،طبع

اوّل :جولائی 2007ء)

اسلامی نظریاتی کونسل

* اسلامی نظریاتی کونسل پر کروڑوں روپیہ صرف ہوا اوران لوگوں نے بڑی محنت سے اچھی سے اچھی رپورٹیں تیار کیں ،لیکن وہ رپورٹیں مختلف وزارتوں کے دفاتر میں

جاکر dump ہوگئیں ،کوئی وزارت ِمالیات کی الماریوں میں ہیں ،کوئی وزارت ِ داخلہ کی الماریوں میں ہیں اور آج تک کسی ایک پر بھی کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔(علّامہ اقبال ،قائداعظم اور نظریہ پاکستان :صفحہ50 ،طبع اوّل :جولائی 2007ء)

ہندو کے دل کا ناسور

* کوئی ہندو کتنا ہی روادار ہو ،کتنی ہی میٹھی میٹھی باتیں کرے ،لیکن اس کے دل کا ناسور یہی ہے کہ پاکستان تو بھارت ماتا کے ٹکڑے کرکے بنایا گیا ہے ۔(علّامہ اقبال ،قائداعظم اور نظریہ پاکستان :صفحہ53 ،طبع اوّل :جولائی 2007ء)

وطن کی محبّت

* وطن سے محبّت اپنی جگہ ایک مطلوب اور قابل قدر جذبہ ہے۔(حقیقت واقسام شرک :صفحہ106 ،طبع اوّل :اکتوبر 2008ء)

ہماری نااہلی

* اللہ تعالیٰ نے تو ہمیں دوخطوں پر مشتمل پاکستان عطافرمایا تھا ،یہ سراسر ہماری نااہلی تھی کہ ہم اسے دولخت کر بیٹھے ۔ (اسلام کے انقلابی فکر کی تجدیدو تعمیل :صفحہ57)

محض اللہ کا فضل وکرم

* پاکستان محض اللہ کے فضل وکرم ہی سے قائم ہے ،ورنہ ؎

ہم نے تو جہنّم کی بہت کی تدبیر
لیکن تری رحمت نے گوارا نہ کیا !

کے مصداق ہم نے تو اسے برباد کرنے میں اپنی جانب سے کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی ۔(اسلام کے انقلابی فکر کی تجدیدو تعمیل :صفحہ57 ،طبع اوّل :دسمبر 1994ء)

آسمان سے لکھا ہوا تو نہیں

* کمشنریاں نئی بن گئیں ،ضلعے نئے بن گئے ،تحصیلیں اب ضلع بن گئیں ،لیکن صوبوں کو ہاتھ نہیں لگانا ۔یہ کوئی آسمان سے لکھا ہوا تو نہیں آیا کہ آپ کو ان صوبوں کو لازماً برقراررکھنا ہے۔ (بصائر :صفحہ34 ،طبع اوّل :مارچ 2006ء)

صوبوں کی تقسیم

* ہم صوبوں کو تقسیم کررہے ہیں اور نہ ہی انہیں اختیارات دے رہے ہیں ۔سارے اختیارات اپنے ہاتھ میں رکھناچاہتے ہیں۔اگر ہم چھوٹے صوبے بناتے اور انہیں خودمختاری دیتے تو کسی بھی صوبہ میں احساس محرومی پیدا نہ ہوتا ۔(بصائر:صفحہ34 ،طبع اوّل :مارچ2006ء)

اقتدار کے ستون

* پاکستان میں اقتدا رکے دو مستقل ستونوں کی حیثیت فوج اورسول بیوروکریسی کو حاصل ہے ۔رہے نام نہاد سیاستدان جن کی غالب اکثریت وڈیروں اور جاگیرداروں پر مشتمل ہے تو وہ اس اقلیم سیاست کے دوسرے درجے کے شہری ہیں جولیبل بدل بدل کر مختلف سیاسی جماعتوں کی صورت اختیار کرتے رہتے ہیں ۔(بصائر:صفحہ126 ،طبع اوّل :مارچ2006ء)

جمعیت علماء اسلام

* یہ اندازہ قطعاً مبالغہ پر مبنی نہیں ہے کہ آئندہ پاکستان کی سیاست کے میدان میں جمعیت علماء اسلام نہایت مؤثر رول ادا کرے گی ۔(پاکستان کی سیاست کا پہلا عوامی وہنگامی دور:صفحہ19 ،طبع اوّل :ستمبر1996ء)

پاکستان کا قیام

* پاکستان کا قیام دین کے احیاء اور اسلام کی نشاۃِ ثانیہ اور پورے عالم ارضی میں غلبہ اسلام کی خدائی سکیم کی ایک کڑی ضرور ہے ۔اس بنا پر ہمیں اس کا بقا ووجود بھی عزیز ہے اوراس میں انتشار اورانارکی کسی صورت گوارا نہیں۔ (پاکستان کی سیاست کا پہلا عوامی وہنگامی دور:صفحہ40 ،طبع اوّل :ستمبر1996ء)

پاکستان کا تحفظ وبقا

* اللہ تعالیٰ ہی کو پاکستان کا تحفظ وبقا مطلوب ہے ۔(پاکستان کی سیاست کا پہلا عوامی وہنگامی دور :صفحہ45 ،طبع اوّل :ستمبر 1996ء)

چڑھتے سورج کے پجاری

* بد قسمتی سے ہمارے یہاں ایسے لوگوں کی کمی نہیں ہے جو ایک طرف تو ہر چڑھتے سورج کی پرستش کو اپنا فرض عین سمجھتے ہیں اور دوسری طرف ہر اُس شخص کو جو کسی وقت کسی طرح برسراقتدار آجائے قوت واقتدار کے نشے میں مست کرکے اس کے ذریعے اپنا اُلّو سیدھا کرنے میں بھی یدطولیٰ رکھتے ہیں ۔ایسے لوگ سروسز میں بھی کثرت سے ہیں اور پرانے زمینداروں اور نئے صنعت کاروں میں بھی ۔(پاکستان کی سیاست کا پہلا عوامی وہنگامی دور:صفحہ59 ،طبع اوّل :ستمبر1996ء)

حالات کا تقاضا

* حالات متقاضی ہیں کہ ملّت ِاسلامیہ پاکستان کا ہرفرد اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کرکے ان کو ادا کرنے کے لیے سرگرم عمل ہوجائے ۔(پاکستان کی سیاست کا پہلا عوامی وہنگامی دور: صفحہ68 ‘طبع اوّل: ستمبر1996ء)

مجرم قوم

* عربوں کے بعد سب سے بڑی مجرم قوم ہم مسلمانانِ پاکستان ہیں ۔اس وقت پاکستان ننگے سیکولرازم کی طرف جارہاہے ‘حتیٰ کہ قومی شناختی کارڈ پر مذہب کا خانہ تک درج نہ ہوسکا‘ اس لیے کہ یہ بات عیسائیوں کو پسند نہ تھی ‘یہاں تک کہ مذہب کا خانہ ختم کرانے کے لیے پوپ صاحب بھی بول پڑے ۔یہ سب اس ملک میں ہورہا ہے جو اسلام ہی کے نام پر معرض وجود میں آیا تھا۔(خلافت کی حقیقت: صفحہ57‘طبع اوّل: اکتوبر1996ء)

پاکستان کی بقا اور استحکام

* پاکستان کی بقا اور استحکام صرف اور صرف اسلام سے وابستہ ہے ‘ہمارے پاس اسلام کے سوا اس ملک کی بقا اور استحکام کے لیے کوئی اور بنیاد سرے سے موجود نہیں ہے۔ (منہج ِانقلاب ِنبوی ﷺ :صفحہ10‘طبع اوّل :جون1987ء)

ریاست اور حکومت کا فرق

* پاکستان ایک ریاست ہے ۔اس ریاست کو چلانے والی ایک حکومت ہے جو اس ریاست کا ایک انتظامی ادارہ ہے ۔یہ حکومت بدلتی رہتی ہے ‘آج کسی کی ہے توکل اور کسی کی۔ کبھی سول حکومت ہے تو کبھی فوجی ‘کبھی ایوب صاحب کی تھی ‘کبھی یحییٰ صاحب ‘پھر بھٹو صاحب آئے اور ان کے بعد مسند ِاقتدار پر جنرل ضیاء الحق صاحب متمکن ہوئے ۔ پس ! حکومت تو آنی جانی شے ہے ۔جس شے کو دوام ہے ‘جو چیز تسلسل کی حامل ہے ‘وہ تو درحقیقت ریاست ہے ‘لہٰذا کسی بھی ملک کے رہنے والوں کی اصل وفاداری ریاست سے ہوتی ہے ‘حکومت سے نہیں ۔(منہج انقلاب ِنبوی ﷺ :صفحہ347‘طبع اوّل :جون1987ء)

ظلم وستم کی داستانیں

* کراچی میں مسلمانوں نے مسلمانوں کے ساتھ ظلم وستم کی جو داستانیں رقم کی ہیں وہ کوئی درندہ بھی نہیں کرسکتا۔(اُمُّ المُسَبِّحات‘یعنی سورۃ الحدید: صفحہ177‘طبع اوّل :جون2005ء)

مضبوط اور خوشحال پاکستان

* پاکستان بننے کے بعد کبھی بھی مولانا ابو الکلام آزاد کی زبان سے ‘نہ جلوت میں نہ خلوت میں ‘کوئی بدخواہی کی بات نہیں نکلی ‘بلکہ وہ برملا کہا کرتے تھے کہ :

''اب پاکستان کولازماً باقی رہنا چاہیے ‘اسے مضبوط اورخوشحال ہونا چاہیے۔یہی بات اس کے لیے اورہندوستانی مسلمانوں کے لیے مفید اوربہتر ہے ۔''(جماعت ِ شیخ الہندؒ اور تنظیم اسلامی :صفحہ275‘طبع ششم :اپریل2015ء)

توبہ

توبہ کی حقیقت

* توبہ کی اصل حقیقت تو انسان کے اندر اپنی غلطی پر ندامت کاپیدا ہوجانا ہے ۔(ملفوظاتِ ڈاکٹر اسرار احمدؒ‘صفحہ224‘طبع اوّل ‘دسمبر2015ء)

رحمت ومغفرت کے دروازے

* ایک مومن کو کبھی بھی مایوس نہیں ہونا چاہیے ‘گناہ کی معافی کے لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت ومغفرت کے دروازے لوگوں کے لیے ہر وقت کھلے ہوئے ہیں ‘بشرطیکہ وہ اس کی جناب میں پورے لوازم وشرائط کے ساتھ توبہ کریں ۔(بندۂ مؤمن کی شخصیت کے خدوخال :صفحہ 28‘طبع اوّل:ستمبر1999ء)

توبہ

* انسان توبہ توبہ کہتا رہے اور اس کا عمل وہی رہے جوپہلے تھا تویہ توبہ نہیں ہے ‘یہ تو اپنے آپ کو دھوکہ دینا ہے ۔(بندۂ مؤمن کی شخصیت کے خدوخال :صفحہ 28‘طبع اوّل:ستمبر1999ء)

توبہ کرنے والا

* بچے تختی لکھنے کے بعد اسے دھوتے ہیں تووہ اس طرح صاف ہوجاتی ہے جیسے کبھی اس پر کچھ لکھاہی نہ گیا ہو۔یہی حال توبہ کرنے والا کا ہے کہ جب انسان توبہ کرلیتا ہے تووہ ایسے پاک صاف ہوجاتا ہے ‘جیسے اس نے پہلے وہ گناہ کبھی کیا ہی نہ ہو ۔(توبہ کی عظمت اورتاثیر:صفحہ 21‘طبع اوّل :نومبر2011ء)

اجتماعی توبہ کا طریقہ کار

* اجتماعی توبہ کا طریق کاریہ ہے کہ پہلے افراد انفرادی طورپر توبہ کریں اور صحیح توبہ

کریں۔ صحیح توبہ یہ ہے کہ ہماری زندگی میں جوحرام شے ہے ‘اسے فوراً نکال باہر کریں۔ اس معاشرے میں رہتے ہوئے ہم اسلامی احکام اوراسلامی تعلیمات پر امکانی حدتک عمل پیرا ہوں ۔ (توبہ کی عظمت اور تاثیر:صفحہ 36‘طبع اوّل :نومبر 2011ء)

غفلتیں

* ہماری غفلتیں ہیں جو حجاب بنی ہوئی ہیں ۔اپنی غفلتوں کا پردہ چاک کیجیے اور آج اللہ کی جناب میں توبہ کیجیے ! وہ ہر

آن ‘ہر لحظہ تمہاری دعا کو سننے والا ہے ‘وہ ہمیشہ ہی قریب رہتا ہے اور رمضان میں تو اس عموم میں خصوص پیدا ہوجاتا ہے ۔(عظمت ِصیام وقیام رمضان المبارک :صفحہ38‘طبع اوّل :مارچ1991ء)

ہمارے مسائل کا حل

* میرے نزدیک ہمارے مسائل کا حل صرف توبہ میں ہے ‘انفرادی توبہ یہ ہے کہ اپنے کردار سے خلاف ِشریعت کاموں کو نکال دیا جائے اور دوسری ہے اجتماعی توبہ ۔(بصائر :صفحہ37 ‘طبع اوّل :مارچ2006ء)

اجتماعی توبہ

* دنیا میں کسی قوم کے اللہ کے عذاب سے بچنے کی واحد صورت ’’اجتماعی توبہ ‘‘ ہے ۔(مسلمان اُمتوں کا ماضی ‘حال اور مستقبل :صفحہ155‘طبع اوّل :اکتوبر1993ء)

حسنات

* حقیقی توبہ انسان کے گناہ کے اثرات کو زائل ہی نہیںکرتی ‘ ان کو ’حسنات ‘ میں بدل دیتی ہے ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب :صفحہ45‘طبع اوّل :مارچ1978ء)

تنہائی میں استغفار

* تنہائی میں اگر آپ اپنے کسی ساتھی کی زیادتی پر جو اُس نے آپ پر کی ہو ‘اللہ سے استغفار کریں گے توآپ کا دل میل سے بالکل صاف ہوجائے گا ۔(حزب اللہ کے اوصاف :صفحہ334‘طبع اوّل :جون2006ء)

تجدید ایمان

* ہر گناہ کے بعد جب انسان توبہ کرتا ہے تووہ تجدید ایمان ہے ۔(اُمُّ المُسَبِّحات‘یعنی سورۃ الحدید :صفحہ213‘طبع اوّل :جون2005ء)

ہم معنی الفاظ

* درحقیقت تجدید ایمان ‘توبہ اور تجدید عہد ہم معنی الفاظ ہیں ۔(اُمُّ المُسَبِّحات‘یعنی سورۃ الحدید :صفحہ213‘طبع اوّل :جون2005ء)

توبہ کی شرطِ لازم

* عمل صالح توبہ کی شرط ِلازم ہے ۔انسان توبہ توبہ کہتا رہے اور اس کا عمل وہی رہے جو پہلے تھا تو یہ توبہ نہیں ہے ‘یہ تو اپنے آپ کو دھوکہ دینا ہے ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلد اوّل :صفحہ361‘طبع دہم :اپریل2019ء)

توبہ کی قبولیت کی شرائط

* کم ازکم تین شرطیں پوری ہوں تووہ خالص توبہ ہوگی ۔اگر حقوق اللہ کے ضمن میں کوتاہی ہوئی ہے تو(۱) شدید پشیمانی ہو (۲) مصمم ارادہ ہو کہ میں آئندہ اس کا ارتکاب نہیں کرو ں گا اور(۳)انسان اس گناہ کے کام کو فی الواقع چھوڑ

دے۔ اور اگر حقوق العباد کا معاملہ ہے تو مزید ایک شرط یہ ہوگی کہ یا تو اس شخص سے جس کی حق تلفی کی ہے ‘معافی حاصل کرے یا اپنے کسی عمل سے اس کے نقصان کی تلافی کرے۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداوّل:صفحہ396‘طبع دہم :اپریل2019ء)

تنظیم اسلامی اور تحریک ِخلافت

جماعتی زندگی

* جماعتی زندگی ایک برکت ہے ‘اس سے نیکی وبھلائی کا ماحول پید اہوتا ہے اور دوسرے ساتھیوں کو اچھے کاموں اورنیکیوں میں آگے بڑھتے دیکھ کر اپنا حوصلہ بھی بڑھتا ہے۔ (ملفوظاتِ ڈاکٹر اسرار احمدؒ‘صفحہ78)

تنظیم اسلامی اور تحریک ِخلافت

* تنظیم اسلامی اور تحریک ِخلافت اصلاً ایک ہی کام کے دوگوشے یا دومرحلے ہیں اور اس تمام ترکام کا ہدف ایک ہی ہے ‘یعنی دین حق کا غلبہ واقامت ۔چنانچہ فی الاصل کام دو ہی ہیں جو ایک دوسرے کے متوازی ہیں ۔ایک ہے رجوع الی القرآن کی دعوت ‘جس کے لیے مرکزی انجمن سرگرم عمل ہے اوردوسرا ہے اقامت ِدین کی جدّوجُہد ‘جس کی خاطر تنظیم اسلامی اور تحریک ِخلافت برسرِ عمل ہیں ۔(قرآن حکیم کی قوت ِتسخیر:صفحہ 15‘طبع اوّل:اکتوبر1998ء)

اللہ کا شکر

* ہم نے اُسوۂ رسول ﷺ کی روشنی میں ’’تنظیم اسلامی ‘‘ سمع وطاعت کی بیعت کی بنیاد پر بنائی ہے۔اگرچہ ہم بہت کچے ہیں ‘تعداد کے لحاظ سے بھی قافلہ بہت ہی چھوٹا ہے او راب تک جو ساتھی ملے ہیںوہ معیارِ مطلوب سے بہت نیچے ہیں‘ لیکن میں اس پر بھی اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں ۔(اسوۂ رسول ﷺ :صفحہ 94‘طبع اوّل :دسمبر1983ء)

انقلابی جماعت

* تنظیم اسلامی ایک انقلابی جماعت ہے جو مسلکی وگروہی تعصبات سے بلند تر رہتے

ہوئے نفاذِ دین کے لیے جدّوجُہد کررہی ہے ۔(مذہبی جماعتوں کے باہمی تعاون:صفحہ3‘طبع اوّل :اکتوبر1996ء)

جماعت کی اہمیت

* دین میں جماعت کو لازم قراردیا گیا ہے اور اقامت ِدین اوردعوت ِدین کے لیے ترتیب یہ رکھی گئی ہے کہ پہلے ایک منظّم جماعت ہو ‘پھر خدا کی راہ میں سعی وجہد کی جائے اوریہی وجہ ہے کہ جماعت کے بغیر زندگی کو جاہلیت کی زندگی اور جماعت سے علیحدہ ہوکر رہنے کو اسلام سے علیحدگی کا ہم معنی قراردیا گیا ہے ۔(عزم تنظیم:صفحہ66‘طبع اوّل :جون1991ء)

تنظیم اسلامی اور تحریک خلافت

* ہماری ایک تنظیم اسلامی ہے اورایک تحریک خلافت ہے ۔بعض لوگ اس میں ذرا اُلجھ جاتے ہیں کہ یہ دو تنظیمیں کیوں ہیں ؟ تو مثال کے طور پر دیکھیے کہ ایک تحریک پاکستان تھی ،لیکن جو جماعت اس کی علم بردار تھی ،اس کانام مسلم لیگ تھا ۔اسی طرح ہماری ایک تحریک خلافت ہے اور جوجماعت اس کی علم بردار ہے ،اُس کا نام تنظیم اسلامی ہے ۔ (علّامہ اقبال ،قائداعظم اور نظریہ پاکستان :صفحہ60 ،طبع اوّل :جولائی 2007ء)

حزب اللہ

* تنظیم کے بغیر انقلابی جدّوجُہد تودور کی بات ہے کوئی اصلاحی ،رفاہی ،فلاحی ،تعلیمی اور سماجی نوع کے اجتماعی کام بھی انجام نہیں پاسکتے ، اسی لیے اسلامی انقلابی جماعت کو قرآن نے ''حزب اللہ '' قراردیا ہے اور اس کے لیے ''اُمّت '' کا لفظ بھی استعمال فرمایا ہے۔(اصلاح معاشرہ کاقرآنی تصوّر :صفحہ153 ،طبع اوّل :نومبر2018ء)

تنظیم اسلامی

* جیسے تحریک پاکستان کے لیے جدّوجہد کرنے والی جماعت کا نام ''مسلم لیگ '' تھا ، ایسے ہی ''تحریک ِخلافت پاکستان '' کے لیے عملی کوشش کرنے والی جماعت کانام ''تنظیم اسلامی'' ہے۔(خلافت کی حقیقت :صفحہ8،طبع اوّل :اکتوبر 1996ء)

زبانِ خلق

* ہمیں اللہ کا شکراداکرناچاہیے کہ آج بیسیوں ادارے معرض وجود میں آچکے ہیں جو خلافت ہی کانام لے رہے ہیں ،ورنہ اب سے چندسال قبل تو خلافت کانام تک لینے والاکوئی نہیں تھا ،گویا مشیت ِایزدی کا ظہور ''زبانِ خلق '' کی صورت میں ہورہا ہے۔(خلافت کی حقیقت :صفحہ71 ،طبع اوّل :اکتوبر1996ء)

حاکمیت اور خلافت

* حاکمیت اورخلافت کے ظاہری ڈھانچے بظاہر ایک جیسے ہوتے ہیں ،ان میں کوئی فرق نظر نہیں آتا ۔کہنے کو فرعون ونمرود بھی بادشاہ ہیں اور داؤد وسلیمان علیہما السلام بھی بادشاہ ۔لیکن نمرواور فرعون درحقیقت خدائی کے دعوے دارہیں ،لہٰذا مشرک اور کافرہیں ،جب کہ داؤد اور سلیمان علیہما السلام ظاہری اعتبار سے تو بادشاہ ہیں لیکن حقیقت میں خلیفہ ہیں ۔ (خلافت کی حقیقت :صفحہ78 ،طبع اوّل :اکتوبر1996ء)

جماعت سازی

* قومی سطح پر جماعت بنالینا بڑا آسان کام ہے ۔رفاہی کام کے لیے جماعت بنانا بھی آسان ہے ۔ اسی طرح علمی کام کے لیے جماعت بنالینا بھی بہت آسان ہے ۔لیکن نظریاتی سطح پر ،انقلاب برپا کرنے کے لیے جماعت بنانا انتہائی

مشکل کام ہے ۔ اس سے زیادہ مشکل اور کوئی کام نہیں ۔(سیرت ِ خیرالانام علیہ الصلوۃ والسلام :صفحہ94‘طبع اوّل :اکتوبر2013ء)

غلبۂ دین

* تنظیم اسلامی غلبہ دین یا باالفاظِ دیگراسلامی انقلاب کے لیے اُسی منہج پر عمل پیرا ہے جو سیرت مطہرہ علی صاحبھاالصلوۃ والسلام سے ہمارے سامنے آتا ہے ۔(سیرت ِ خیرالانام علیہ الصلوۃ والسلام :صفحہ240‘طبع اوّل :اکتوبر 2013ء)

نظم کا تقاضا

* نظم کا تقاضا یہ ہو گا کہ یہ نہ سمجھے کہ عذر کا پیش کردینا ہی بس آخری تقاضا تھا جو پورا ہوگیا ‘بلکہ انسان کو ذہناً تیار ہونا چاہیے کہ اگر عذر قبول ہوگا تو ٹھیک ہے ‘ورنہ مجھے ہر دوسرے کام پر اس کام کو ترجیح دینی ہے ۔(حزب اللہ کے اوصاف :صفحہ296‘طبع اوّل :جون2006ء)

اجتماعی کام

* تنظیم کے بغیر کوئی اجتماعی کام نہیں ہوسکتا ‘چاہے وہ خیر کے لیے ہوچاہے شر کے لیے ہو۔ (قرآن حکیم اورہم :صفحہ446‘طبع چہارم :ستمبر2015ء)

نظم جماعت

* جماعت کے بغیر زندگی بسر کرنا خلاف ِسُنّت زندگی ہے ۔کوئی اپنی زندگی میں بڑے سے بڑا سُنّت کا پرچارک بنا ہو ا ہواورخودکو متبع سُنّت سمجھتا ہو ‘اگر وہ نظم جماعت کے بغیر زندگی بسر کررہا ہے تو اس کی پوری زندگی خلاف ِسُنّت ہے ۔(رسول اکرم ﷺ اور ہم :صفحہ334‘طبع دوم :جولائی2014ء)

جماعتی زندگی

* جہاں تک جماعتی زندگی کا تعلّق ہے ‘ اس کے بارے میں میرا احساس یہ ہے کہ جس طرح یہ مَردوں کے لیے ضروری ہے ‘ اسی طرح خواتین کے لیے بھی ضروری ہے ۔ اس لیے کہ جماعتی زندگی میں ایک برکت ہے ۔ اس سے نیکی وبھلائی کا ماحول پیدا ہوتا ہے اور دوسرے ساتھیوں کو اچھے کاموں اورنیکیوں میں آگے بڑھتے دیکھ کر اپنا حوصلہ بھی بڑھتا ہے ۔(مسلمان خواتین کے دینی فرائض :صفحہ30‘طبع :نومبر2017ء)

تفرقہ

تفرقہ کیا ہے؟

* ایک لفظ ہے تفرقہ یا تفریق اور ایک ہے اختلاف ‘ان دونوں میں زمین وآسمان کا فرق ہے ۔اختلاف بالکل نیک

نیتی سے بھی ہوسکتا ہے' اختلاف جزوی ہوتا ہے ۔ جبکہ تفرقہ یہ ہے کہ ایک دوسرے سے کٹ جائیں 'آپس میں پھٹ جائیں 'ایک دوسرے سے علیحدہ ہوجائیں۔(توحید عملی :صفحہ78'طبع اوّل :مارچ 1985ء)

باہم تصادم

* یقیناً کوئی خفیہ ہاتھ ہے جوکہ ایک طرف مسلمانوں کے اندر شیعہ اور سُنّی کوباہم لڑانا چاہتا ہے تودوسری طرف عالم اِسلام میں مسیحیوں اور مسلمانوں کو لڑانا چاہتا ہے ۔(عیسائیت اوراسلام :صفحہ 8'طبع اوّل:اکتوبر 1995ء)

اختلاف اور تفرقہ

* اُمّت کے اتحاد اور وحدت کو پارہ پارہ کرنے والا عمل تفرقہ ہے ۔اختلاف اور تفرقے میں بڑ افرق ہے ۔اختلاف دین کے دائرے میں رہے تو کوئی مضائقہ نہیں' لیکن رائے 'قیاس اور تعبیر کے اختلافات کی بنیادپر علیحدہ علیحدہ باقاعدہ فرقے بنالینا دینی نقطہ نظر سے بالکل غلط اورتباہ کن ہے ۔(قرب الٰہی کے دومراتب:صفحہ 64'طبع اوّل :جون 1988ء)

فرقہ واریت

* فرقہ واریت کے عفریت کا قلع قمع کرنے کے لیے ہمارے پاس واحدتلوار قرآن مجید ہے اوریہی ہماری ذہنی ہم آہنگی اورباہمی قرب اوروابستگی کا واحد ذریعہ ہے۔(قرآن کے نام پر اُٹھنے والی تحریکات:صفحہ 5'طبع اوّل :جنوری2018ء)

تفرقے کا اصل سبب

* ہمارے آپس کے اختلافات 'خانہ جنگی اور تفرقے کا اصل سبب قرآن مجید سے دور ہوجانا ہی ہے۔(اصلاح معاشرہ کاقرآنی تصوّر:صفحہ79'طبع اوّل :نومبر2018ء)

تفرقہ کی وجہ

* تفرقہ کی وجہ آپس کی ضدم ضدا ہے کہ یہ کیوں آگے بڑھ جائے 'میں کیوں پیچھے رہ جاؤں؟ اس میں کیا سرخاب کا پر ہے ؟ہماری سیادت وقیادت مسلّمہ ہے 'لوگ آکر ہمارے ہاتھ چومتے ہیں اور ہماری جوتیاں سیدھی کرتے ہیں ۔یہ کہاں سے آگیادین کا نام لینے والااور دین کا علم بردار؟ یہ ہے اصل مسئلہ !(حزب اللہ کے اوصاف :صفحہ36'طبع اوّل :جون2006ء)

جداگانہ تشخص

* ہمارااالمیہ ہے کہ اُمّت میں جو دعوت بھی اُٹھی ' اس کے داعی نے ابتداءً توتفرقے کی مذمت کرتے ہوئے خالصتاً اسلام کی دعوت دی 'لیکن بعد میں دعوت قبول کرنے والوں نے ایک فرقے کی شکل اختیار کرلی او رمسلمانوں سے جدا ہوگئے اور ان کا ایک علیحدہ تشخص قائم ہوگیا۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداوّل :صفحہ107'طبع دہم :اپریل2019ء)

تعلیم و تربیت

بندۂ مؤمن کا کام

٭ ایک بندۂ مؤمن کا کام یہ ہے کہ اپنا سب کچھ راہِ حق میں لاکر ڈال دے ‘اپنی قوت وصلاحیت ‘اپنی توانائیاں ‘اپنا مال اوراپنی جان اس کام کے لیے وقف کردے ‘اس میں کھپادے ۔ تو جیساکہ کہا گیا ہے کہ ’’السعی منا والاتمام من اللہ ‘‘کوشش کرنا ہمارے ذمہ ہے ‘کسی کام کی تکمیل کردینا ہمارے بس میں نہیں ہے‘اس کام کو تکمیل تک پہنچانا سراسر اللہ کے اذن اوراس کے فیصلہ پر منحصر ہے ۔اوراللہ کا اذن اورفیصلہ اُس کی حکمت کے ساتھ ہی ہوتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے ہرکام کے لیے ایک اجل معیّن کررکھی ہے۔ہم نہیں جانتے کہ اُس نے اپنے دین کی نشأۃِ ثانیہ اوراس کے غلبہ واظہار کے دورِثانی کے لیے کون ساوقت مقررفرمایا ہوا ہے۔ہم کو نہیں معلوم کہ دین حق کے بالفعل قائم اور نافذ ہونے تک ابھی اللہ تعالیٰ کتنے قافلوں کو اُٹھائے ‘جو کچھ دورتک چلیں ‘چند کٹھن منازل طے کریں ‘اورپھر تھک ہارکررہ جائیں۔پھر کوئی دوسرا قافلہ ایک عزم نو کے ساتھ مترتب ہو اورآگے بڑھے اوراس جدّوجُہد کو کسی خاص حدتک لے جائے ‘ہم اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ البتہ ہم یہ جان گئے ہیں اوریہ جان لینا ہی ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم مسئول ہیں عزم مصمم کرنے پر ‘ اورہم مسئول ہیں سعی وجُہد پر ‘ہم مسئول ہیں اپنی سی کرگزرنے پر۔اس راہ کے کسی ایک مرحلے کی تکمیل بھی ہمارے بس میں نہیں ہے‘ یہ صرف اللہ تعالیٰ کی تائید وتوفیق اوراُس کی حکمت پر منحصر ہے۔(روداد تنظیم اسلامی حصّہ اوّل)

ربّ کی رضا پر راضی رہنا

٭ ہم پر جو بھی مصیبت آتی ہے ‘وہ اللہ ہی کی مرضی اور اجازت سے آتی ہے ‘اس کے

اذن کے بغیر کائنات میں ایک پتّا بھی نہیں ہل سکتا ‘وہ ہمارا کارساز اورپروردگار ہے ‘ اگر اس کی مشیت ہو کہ ہمیں کوئی تکلیف آئے تو سرآنکھوں پر۔(ملفوظاتِ ڈاکٹر اسرار احمدؒ صفحہ119)

زبان کا غلط استعمال

٭ انسانی تعلّقات میں نفرت اوردشمنی کابیج بونے اور پھر اس کو نشوونما دینے اوردلوں میں زہر گھولنے میں زبان کے

غلط استعمال کا بڑا دخل ہوتا ہے ۔(ملفوظاتِ ڈاکٹر اسرار احمدؒ،صفحہ 187،طبع اوّل ،دسمبر 2015ء)

دینی فرائض کی ادائیگی

زمیں آپ کو نصیحت کرتا ہوںکہ اپنے دینی فرائض اور فرض عبادات کو ان ہی شرائط کے ساتھ ادا کرنے کی فکر کیا کیجیے جو قرآن و سُنّت میں بیان ہوئی ہیں ۔(ملفوظاتِ ڈاکٹر اسرار احمدؒ،صفحہ 240،طبع اوّل ،دسمبر 2015ء)

میری نصیحت

* میں آپ کو نصیحت کرتا ہو ں کہ تلاوت قرآن مجید کو اپنا شعار بنائیے ،کسی مستند ترجمہ اور تفسیر کی مدد سے اس کا مطالعہ بھی کیجیے اور اس پر غور وتدبر بھی ۔حدیث شریف ، سیرت ِمطہرہ اور سیرت صحابہؓ کے مطالعہ کو بھی اپنے معمولات میں شامل کیجیے۔(ملفوظاتِ ڈاکٹر اسرار احمدؒ،صفحہ 240،طبع اوّل ،دسمبر 2015ء)

نمازِ تہجد

* میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ نوافل ، خاص طور پر تہجد کا اہتمام کرنے کی کوشش کیجیے۔(ملفوظاتِ ڈاکٹر اسرار احمدؒ ،صفحہ 240،طبع اوّل ،دسمبر 2015ء)

رازق اللہ ہے

* اللہ تعالیٰ رازق ہے ،تمہارا رزق اُس کے ذمے ہے ،وہ رزق تمہیں بہر طور پہنچائے گا۔(اسلام کامعاشرتی اورسماجی نظام :صفحہ 39،طبع اوّل :جون 2000ء)

باہم محبّت

* رشتہ میں چاشنی اور باہم محبّت واُلفت درکار ہے ،اگر وہ موجود نہیں ہے تو ایسا گھر اس دنیا میں جہنّم کا نمونہ بن جاتا ہے ۔(عائلی زندگی کے بنیادی اُصول:صفحہ 6،طبع اوّل:ستمبر 1999ء)

اوّلاد کے ساتھ بے جا لاڈ پیار

* اوّلاد کے ساتھ بے جا لاڈ پیار اور بے جا نرمی کا معاملہ ہو تو اس کے بے راہ اور آوارہ ہوجانے کا خطرہ ہے ۔(عائلی زندگی کے بنیادی اُصول:صفحہ 31،طبع اوّل:ستمبر 1999ء)

بے کار بحث و تمحیص

* بعض لوگ اپنے جذبات سے مغلوب ہو کر لوگوں سے بے کار بحث و تمحیص میں اُلجھ جاتے ہیں ،حالانکہ اس طرح کے بحث ومباحثہ کا حاصل کچھ نہیں ہوتا ۔(بندۂ مؤمن کی شخصیت کے خدوخال:صفحہ 11،طبع اوّل:ستمبر 1999ء)

میانہ روی

* میانہ روی اختیار کرنا بھی شخصیت کی پختگی اور بالغ نظری کی علامت ہے ۔(بندۂ مؤمن کی شخصیت کے خدوخال :صفحہ 15‘طبع اوّل:ستمبر1999ء)

خبر کی تحقیق

* خبر لانے والے کے بارے میں بھی تحقیق و تفشیش اور پھر جو خبر لائی گئی ہو ‘اس کے بارے میں بھی پوری چھان بین کرنی ضروری ہے ۔ان دونوں مراحل سے گزر کر پھر کوئی فیصلہ کیا جائے اور اس فیصلے کے مطابق پھر کوئی اقدام ہو ۔(مسلمانوں کی سیاسی وملی زندگی کے رہنما اُصول:صفحہ 29‘طبع اوّل :اپریل 2001ء)

علم کی روشنی

* مسلمانوں نے سپین میں علم کی روشنی پھیلائی تو وہاں تمام یورپ سے لوگ تعلیم

حاصل کرنے آنے لگے ‘باقی پورا براعظم تو اُس وقت جہالت کے گھٹاٹوپ اندھیروں میں گھرا ہوا تھا۔جس طرح آج آپ کے نوجوان تعلیم حاصل کرنے یورپ اورامریکہ جاتے ہیں ‘اسی طرح اُس وقت لوگ قرطبہ اورغرناطہ کی یونیورسٹیوں میں آتے تھے۔(عیسائیت اوراسلام :صفحہ 18‘طبع اوّل:اکتوبر1995ء)

فکر ‘عقیدہ اور نظریات

* جب آپ کا فکر درست ہوجائے گا تو عمل بھی درست ہوجائے گا۔اگر فکر‘عقیدہ اور نظریات غلط ہیں تو اعمال بھی غلط ہوں گے ۔(عیسائیت اوراسلام :صفحہ 46‘طبع اوّل:اکتوبر1995ء)

درگزر کرنا

* قدرت رکھنے کے باوجود معاف کردینے سے انسان کو ناقابل بیان لذت محسوس ہوتی ہے ۔(عیسائیت اوراسلام :صفحہ 56‘طبع اوّل:اکتوبر1995ء)

استقامتِ عملی

* انسان نے جس ذات کو مالک مان لیا ہے ‘اُس کے ہرہر اشارے پر حرکت کرے‘ اس کی ہر مرضی کو پورا کرنے کے لیے ساری قوت صرف کردے‘ اُس کا ہر حکم اس کے لیے واجب التعمیل ہو ‘اُس کے اشارے پر سب کچھ نچھاور کرنے پر دل وجان سے آمادہ ہو۔اس سے آگے انسان کی غیرت و حمیت کا تقاضا ہے کہ جو کچھ مالک کو پسند ہے اسے دنیا میں پھیلانے ‘رائج کرنے اورغالب کرنے کے لیے تن من دھن کی بازی لگادے ‘جو اُسے پسند نہیں ہے ‘بندہ بھی اسے ناپسند کرے اورہمیشہ اس سے نبرد آزما بھی رہے اوردنیا سے اس کانام ونشان مٹانے کے لیے جان اور مال نچھاور کردے ۔یہ ہے استقامتِ عملی۔(حظِ عظیم :صفحہ 7‘طبع اوّل :اگست 1997ء)

حکمت

* فطرت ِسلیمہ اور عقل صحیحہ دونوں کے امتزاج سے جو چیز حاصل ہوتی ہے ‘اس کا نام ’’حکمت ‘‘ ہے۔ (سورۃ الفاتحہ :صفحہ 16‘طبع اوّل:دسمبر 1997ء)

انسان کا مقصد ِتخلیق

* کوئی شے جس مقصد کے لیے بنائی گئی ہو وہ اگر اس مقصد ہی کو پورا نہ کرے تو ظاہر ہے کہ وہ بے کار قرار پائے گی اور ہم اسے کوڑے کرکٹ کے ڈھیر پر پھینک دیں گے۔ لہٰذا جب انسان کی تخلیق ہوئی ہی بندگی کے لیے ہے تو اگر وہ بندگی کی روش کو اختیار نہ کرے یا اسے تج دے اور ترک کردے تو معلوم ہوا کہ اس کے وجود کا اب کم ازکم انسانی سطح پر کوئی مقصد نہیں رہا ‘اور اس کی زندگی محض حیوانی سطح کی زندگی ہے یا شاید اس سے بھی کم تر ! (سورۃ الفاتحہ :صفحہ 28‘طبع اوّل :دسمبر 1997ء)

اخلاص

* عبادت کی قبولیت کی شرط ِلازم اخلاص ہے ‘یعنی اللہ کی بندگی پورے خلوص و اخلاص کے ساتھ ہونی چاہیے ‘اس میں کوئی ریاکاری نہ ہو اور اللہ کی رضا کے سوا کوئی اور چیز مطلوب و مقصود کے ذریعے میں نہ آجائے ۔ مطلوب صرف اللہ کی رضا اور اُخروی فلاح و نجات ہو ۔ (سورۃ الفاتحہ :صفحہ 30‘طبع اوّل :دسمبر 1997ء)

دنیا کی سب سے بڑی نعمت

* ہمارا نعمتوں کا تصوّر دولت ‘شہرت ‘اقتدار ‘جائیداد‘اوّلاد ‘صحت وغیرہ تک محدود ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے کوئی شے بھی نعمت نہیں ہے ‘نعمت صرف ایک ہے اور وہ ہدایت ہے ۔ہدایت ہوگی تو دولت بھی نعمت ہے ‘صحت بھی نعمت ہے‘ ہدایت کی بنا پر آپ دولت اور صحت سے نیکیاں کمائیں گے ۔اور اگر ہدایت نہیں ہے تو اسی صحت کی بنیاد پر بدمعاشیاں کریں گے ۔تو ظاہر ہے کہ ایسی صحت نعمت نہیں بلکہ زحمت ہے ۔ہدایت ہے تو زندگی نعمت ہے ‘زندگی کا ایک ایک لمحہ نعمت ہے۔

ہدایت نہیں ہے تو زندگی لعنت ہے۔ہدایت ہے تو اوّلاد نعمت ہے ‘اسے آپ دین کے کام میں لائیں گے اور صدقہ جاریہ بنائیں گے ۔ہدایت نہیں ہے تو اوّلاد لعنت ہے جو آپ کے لیے عذاب کا باعث بنے گی۔آپ نے حرام کے ذریعے سے جو کچھ کماکر جمع کیا ہے ‘اس کو اللوں تللوں میں اُڑائے گی اور ان کی بدمعاشیوں کا حساب آپ کے کھاتے میں جمع ہوتا رہے گا ۔(دنیا کی عظیم ترین نعمت ‘قرآن حکیم :صفحہ 12‘طبع اوّل:نومبر 2000ء)

ماضی سے منقطع

* انگریز کے مسلط کردہ نظام تعلیم نے ہمیں اپنی ماضی سے بالکل کاٹ کر رکھ دیا ہے ۔(عظمت ِقرآن :صفحہ 23‘طبع اوّل:جنوری 1992ء)

ہمارے کرنے کے کام

* اس وقت ہمار ے جو حالا ت ہیں ‘ان میں جگانے کی ضرورت ہے ‘ہوش میں آنے کی ضرورت ہے۔بھانت بھانت کی بولیاں بولی جارہی ہیں کہ وہ ہونا چاہیے ‘یہ کرنا چاہیے ‘اس طرح کام ہونا چاہیے۔میں ان میں سے کسی کی تردید یا تضحیک نہیں کررہا ہوں ‘ٹھیک ہے ‘اسلحہ بھی فراہم کرنا ہوگا ۔اس کے لیے حکم ربانی ہے :{وَاَعِدُّوْا لَھُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ}(الانفال:٦٠)کہ جس قدر ممکن ہوجمع کیاجائے۔پھر ہمیں اپنی خارجہ پالیسی پر بھی نظر کرناہوگی‘دوست ودشمن کی تمیز کرنا ہوگی‘یہ سارے کام کرنے ہوں گے۔دعاکریں کہ جن لوگوں کے ہاتھ میں اس وقت ملک کی زمام کار ہے ‘ اللہ تعالیٰ انہیں صحیح رائے پر پہنچنے کی توفیق عطافرمائے۔(عظمت ِقرآن :صفحہ 29‘طبع اوّل:جنوری 1992ء)

معاوضے پر کام کرنے والا

* معاوضے پر کام کرنے والامدرس و معلّم ہوسکتا ہے ‘داعی و مبلغ ہرگز نہیں ہوسکتا ۔(دعوت الی اللہ :صفحہ 11‘طبع اوّل :مارچ 1975ء)

نیک اعمال اکارت

* رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی اور حکم عدولی اور آپ ﷺ کی رائے کو پس پشت ڈال دینا تو بڑی دُور کی بات ہے ‘جس کے معصیت ہونے میں کوئی کلام نہیں ‘محض سوئے ادب کہ رسول اللہ ﷺ کی آواز پراپنی آواز کو بلند کردیا جائے ‘تواس پر کیسی دھمکی دی گئی ہے اور کیسی زبردست تنبیہہ کی گئی ہے کہ حضور ﷺ کے معاملے میں ایسی بے احتیاطی برتنے کے سبب سے اب تک کے تمام کیے کرائے پر پانی پھرجائے گا‘تمہاری سب نیکیاں برباد ہوجائیں گی اور تمہیں معلوم تک نہ ہوگا کہ تم نے اس بے ادبی او ر بے احتیاطی سے کیا کچھ کھودیا اورتم کیسے عظیم نقصان اور خسارے سے دوچار ہوگئے ۔(نبی اکرم ﷺ سے ہمارے تعلّق کی بنیادیں :صفحہ 10‘طبع اوّل :مارچ 1974ء)

علم ِحقیقی کا لازمی نتیجہ

* علم ِحقیقی کا لازمی نتیجہ یہ ہونا چاہیے کہ عمل بھی درست ہوجائے اورانسان بہترین اخلاق سے مزین ہوجائے او رگھٹیا اعمال وافعال کا خاتمہ ہوجائے ۔(راہِ نجات سورۃ العصر کی روشنی میں :صفحہ 49‘طبع اوّل :ستمبر 1973ء)

اللہ کی محبّت

* جن لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی محبّت گھر چکی ہو ‘اُن کو ان کا جذبہ محبّت رات کو سونے نہیں دیتا ‘ وہ رات کو

باربار اٹھتے ہیں ‘اپنے رب کے حضور دست بستہ کھڑے ہوتے ہیں یا اپنے رب کے سامنے سجدہ ریز رہتے ہیں ۔(بندۂ مؤمن کی شخصیت کے خدوخال :صفحہ 13‘طبع اوّل: ستمبر1999ء)

ذلّت ورسوائی کے اسباب

* ہم اس وقت جن اسباب کی بناپر دنیا میں ذلیل ورسوا اورپامال ہورہے ہیں ‘ ہمارا کوئی وقار نہیں ہے ‘کوئی باعزّت مقام ہمیں حاصل نہیں ہے تواس کا اصل سبب

یہی ہے کہ ہمارا کردار پست ہوچکا ہے اورہم ‘اِلا ماشاء اللہ‘ بنیادی اخلاقیات سے بھی تہی دست ہوچکے ہیں ۔(اُسوۂ رسول ﷺ :صفحہ 32‘طبع اوّل :دسمبر1983ء)

ہجرت

* جوکسی اصول کی خاطر ایک دوست اورایک بھائی سے نہ کٹ سکا ‘وہ اللہ اوراس کے دین کے لیے اپنا وطن کیسے چھوڑدے گا ؟جوایک پیسے میں امین ثابت نہ ہو ‘کیا وہ لاکھ روپے میں امین ثابت ہوگا؟جو چھوٹا سا وعدہ پورا نہ کرسکے ‘کیاوہ بڑے سے بڑے وعدے پورے کرے گا ؟یہ باتیں ناممکنات میں سے ہیں ۔(اسوۂ رسول ﷺ :صفحہ 91‘طبع اوّل :دسمبر 1983ء)

ماحول کا اثر

* ماحول کا انسان کی زندگی پر گہرا اثرہوتا ہے ‘نیکو کار کی صحبت انسان کو اچھائی کی طرف لے جاتی ہے‘ جبکہ بروں کی صحبت انسان کو برائی کے گڑھے میں دھکیل دیتی ہے۔(توبہ کی عظمت اورتاثیر:صفحہ 33‘طبع اوّل :نومبر2011ء)

روزوشب کے معمولات

* روزوشب کے معمولات کو اداکرتے ہوئے قدم قدم پر آنحضور ﷺ سے دعا ثابت ہے ۔آئینے میں اپنی صورت دیکھی ہے تو ساتھ ہی دعا زبان پر آجاتی ہے‘ جوتے پہن رہے ہیں تو دعا ہے ‘سواری پر داہنا پاؤں آگے بڑھاکر چڑھ رہے ہیں تو دعا ہے ‘اتررہے ہیں تو دعا ہے ‘گھر سے نکلے ہیں تو دعا ہے ۔گویا کہ زندگی کے ہرہر کام کو انجام دیتے ہوئے دعا کی صورت میں اللہ کاذکر جاری رہتا ہے ۔اس سے معمولات میں قطعاً کوئی خلل واقع نہیں ہوتا ‘انسان اپنی زندگی کی مصروفیات میں مشغول رہتے ہوئے بھی ذہن اورقلب کا رشتہ اللہ کے ساتھ برقراررکھ سکتاہے ۔(جہاد سے گریزکی سزا نفاق:صفحہ 42‘طبع اوّل :دسمبر 2002ء)

حاصل جمع

* جب اللہ کی اطاعت اور اللہ کی محبّت دونوں کو جمع کریں گے تو اس کا جو حاصل جمع ہوگا اس کا نام ''عبادت'' ہے۔ عبادت صرف اللہ کی ہے ‘رسول کی نہیں ہے۔ اور جب رسول ﷺ کی اطاعت اور رسول کی محبّت کو جمع کریں گے تو اس کے حاصل جمع کو عبادت نہیں کہا جائے گا بلکہ ''اتباع'' کہا جائے گا۔(حُبِّ رسول ؐ اور اس کے تقاضے: صفحہ 3 ‘اکتوبر 1991ء)

عبادت کا مفہوم

* بندگی کے معنی ہیں ہمہ وقت ‘ہمہ تن اور ہمہ وجوہ اطاعت۔ لیکن محض بندگی یا غلامی ''عبادت'' نہیں ہے جب تک کہ اس میں پرستش شامل نہ ہو۔ پرستش میں محبّت کا جذبہ ہوتا ہے۔ زر پرست وہ ہے جس کو مال سے انتہائی محبّت ہو۔ وطن پرست ‘قوم پرست اور شہرت پرست جیسے الفاظ ہمارے ہاں کثرت سے مستعمل ہیں۔ پرستش اور پرستاری ہمارے جانے پہچانے الفاظ ہیں۔ ''پرستار'' ہم بولتے ہیں ''انتہائی محبّت کرنے والے'' کے معنی و مفہوم میں۔ چنانچہ عبادت کا مفہوم ہوگا اللہ کی بندگی اور اس کی پرستش۔(دینی فرائض کا جامع تصوّر: صفحہ 12)

جہاد مع النفس

* اپنے نفس کو اللہ کا مطیع بنانے کے لیے کشاکش کرنی ہوگی‘ کیونکہ نفس تو کسی اور طرف زور لگاتا رہتا ہے۔ از روئے الفاظِ قرآنی {اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ} (یوسف:۵۳) وہ حرام کی طرف بڑھنا چاہتا ہے ‘آپ کو اسے روکنا ہوگا۔ اس کے اندر خواہشات کا سرکش گھوڑا ہے ‘آپ کو اسے لگام دینی ہوگی۔(دینی فرائض کا جامع تصوّر: صفحہ 29)

رات کا جاگنا

* قرآن تو ویسے ہی نور ہے ‘یہ دلوں کی تاریکیاں دور کر کے انہیں منور کرنے کی

صلاحیت رکھتا ہے اور رات کا جاگنا نفس کو کچلنے میں بہت مؤثر ہے۔(رسول انقلاب ﷺ کا طریق انقلاب: صفحہ 39 ‘طبع اوّل : ستمبر 2004ء)

ایمان کے منافی کیفیت

* رسول اللہ ﷺ کے حکم کو ردّ کر دینا اور آپ ؐ کی نافرمانی کرنا تو بہت دور کی بات ہے‘ جو کھلم کھلا بغاوت ہے ‘لیکن طرزِ عمل اگر یہ ہو کہ رسول ؐ کا حکم بھی مان لیا اور اس پر عمل بھی کر لیا ‘لیکن طبیعت میں کسی انقباض ‘ناگواری اور تنگی کا احساس ہو تو یہ کیفیت بھی ایمان کے منافی ہے۔ (اطاعت کا قرآنی تصوّر: صفحہ 17 ‘طبع اوّل : اکتوبر 1995ء)

خود کو بدلنا

* لوگ نعرے لگانے کو تیار ہیں ‘کسی کو کافر کہلانا ہو تو نعرے لگادیں گے ‘کسی کے خلاف کوئی مہم اٹھانی ہو تو اٹھادیں گے ‘مگر خود اپنے آپ کو بدلنے کے تیار نہیں ہیں ۔(ختم نبوت کے دو مفہوم: صفحہ 43‘طبع اوّل : ستمبر 2002ء)

شمع باطن

* غلط ماحول اور غلط تعلیم و تربیت کے اثرات سے انسان کی شمع باطن کی روشنی دھندلا جاتی ہے اور اس کے اعمال بد کے سبب سے اس کا آئینہ قلب مکدر ہو جاتا ہے۔(مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق: صفحہ 11‘طبع اوّل :جنوری 1969ء)

دادی اماں کی اَرتھی کو آگ

* پچھلے دنوں اخبار میں ایک کالم چھپا تھا ۔ کالم نگار لکھتا ہے کہ میرے ایک دوست اپنے دوست کی والدہ کے انتقال پر تعزیت کے لیے گئے ۔وہ دوست بہت رو رہے تھے اور وہ انہیں دلاسہ دے رہے تھے کہ اب صبر کرو۔اُس نے کہا کہ میں صرف اپنی والدہ کے انتقال پر نہیں رو رہا ہوں ‘بلکہ مَیں تو اس بات پر رو رہا ہوں کہ میری آٹھ سال کی بچی نے مجھ سے یہ کہا کہ اباجان ! ہم اپنی دادی اماں کی اَرتھی کو آگ کب لگائیں گے؟ یہ ہے آپ کی نئی نسل جو ہندوستانی فلمیں دیکھ کر ان کی تہذیب اور تمدن سے آشنا ہو رہی ہے ۔ (علّامہ اقبال ‘قائداعظم اور نظریۂ پاکستان :صفحہ 46)

تخلیقی کام

* جب بھی کوئی تخلیقی کام ہوا ہے تو وہ فاقوں کے ساتھ ہوا ہے ۔یہ نہیں کہ بڑے بڑے تحقیقی اداروں کی طرف سے تنخواہیں مل رہی ہیں ‘اس طرح کوئی تخلیقی کام نہیں ہوا کرتا۔ہاں ! تحقیقی کام ہو جاتے ہیں کہ کوئی پرانا مخطوطہ لے کر اس کی ایڈیٹنگ کر دی اور اس کی احادیث کی تخریج کر دی تو ڈاکٹریٹ کی ڈگری لے لی ۔دنیا میں جہاں بھی تخلیقی کام ہوئے ہیں ‘وہ فقر و فاقہ کے ساتھ ہوئے ہیں ۔(جہاد فی سبیل اللہ : صفحہ 39 ‘طبع اوّل : اپریل 2000ء)

رزق کی کشادگی و تنگی

* ہمارا روز مرہ کا مشاہدہ ہے کہ انسان سونے میں ہاتھ ڈالتا ہے اور وہ راکھ بن جاتا ہے‘ حالانکہ ذہانت و فطانت بھی ہے اور محنت و احتیاط بھی ۔ اس کے برعکس ایک وہ شخص ہے جو مٹی میں ہاتھ ڈالتا ہے تو وہ سونا بن جاتی ہے ۔ پس ! معلوم ہوا کہ رزق کی بہم رسانی ‘اس کی کشادگی او رتنگی من جانب اللہ تعالیٰ ہوتی ہے۔(اسلام میں عورت کا مقام :صفحہ 21 ‘طبع اوّل : اپریل 1984ء)

اجازت لینے کا حکم

* باہر سے کسی کو کیا معلوم کہ گھر والے کس حال میں ہیں ! اجازت لینے کا طریقہ ازروئے قرآن (بآوازِ بلند) السلام علیکم کہنا ہے ۔نبی اکرم ﷺ نے تعلیم دی ہے کہ تین مرتبہ سلام بھیجنے یا دستک دینے پر کوئی جواب نہ ملے تو واپس

چلے جاؤ ۔ لہٰذا اس میں دستک دینا بھی شامل ہوگیا۔مرداور عورت دونوں کے لیے اجازت لینا ضروری ہے ‘البتہ عورت صرف دستک دے گی ۔(اسلام میں عورت کا مقام :صفحہ78 ‘طبع اوّل :اپریل 1984ء)

لڑکیوں کی تعلیم

* میرے خیال میں لڑکیوں کے لیے ادب ‘فلسفہ ‘سائیکالوجی ایسے علوم ہیں ‘جن سے

بہترین نسلوں کو وجود میں لانا ممکن ہے۔(اسلام میں عورت کا مقام :صفحہ119 ‘طبع اوّل :اپریل 1984ء)

خواتین کے لیے علیحدہ شعبہ تعلیم

* خواتین کے لیے علیحدہ شعبہ تعلیم قائم کرنا ضروری ہے تاکہ پردے کی عظمتوں کے ساتھ علم مثالی معراجِ کمال سے خواتین میں منتقل ہوجائے۔(اسلام میں عورت کا مقام :صفحہ119 ‘طبع اوّل :اپریل 1984ء)

خواتین اساتذہ

* پرائمری لیول تک ‘جہاں بچے بچیاں ہنوز کم سنی کے دور میں ہوں ‘خواتین اساتذہ اپنی محبتوں سے لبریز طرزِ عمل سے بہترین نتائج برآمد کرسکتی ہیں ۔اس لیول کے بعد لڑکوں کے لیے مرد او ر لڑکیوں کے صرف خواتین اساتذہ کے شعبوں کا منتقل کردینا ناگزیر ہوجاتا ہے ۔اس طرح دین کی پابندی کے ساتھ معیاری کردار بھی حاصل ہوسکتا ہے۔ (اسلام میں عورت کا مقام :صفحہ119 ‘طبع اوّل :اپریل 1984ء)

جہاد بالنفس

* سب سے پہلا اور سب سے بڑا جہاد ’’مجاھدہ مع النفس‘‘ ہے ‘جس نے اس منزل کو سر نہیں کیا اور وہ آگے بڑھنے کی کوشش کررہا ہے تو میرے نزدیک اس کے لیے ہلکے سے ہلکا لفظ ’’حماقت‘‘ ہے۔ (جہادبالقرآن اور اُس کے پانچ محاذ: صفحہ15)

علم کی تدوینِ نو

* توحید کی بنیاد پر جب تک پورے علم کی تدوین نو نہیں ہوگی ‘تمام علوم کو جب تک مسلمان نہیں بنایاجائے گا ‘ہماری نئی نسل کے اذہان کو اسلام کے سانچے میں ڈھالنا ممکن نہیں ۔ (جہادبالقرآن اور اُس کے پانچ محاذ: صفحہ29 ‘طبع اوّل :جولائی 1984ء)

نفسانیت اور شہوانیت

* حقیقت یہ ہے کہ نفسانیت اورشہوانیت توہمارے نفس کے اندر ہی ہیں ۔شیطان ان

نفسانی خواہشات وداعیات کو بھڑکاتاہے ‘انہیں مشتعل کرتا ہے ‘ اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کرتا ۔ (جہادبالقرآن اور اُس کے پانچ محاذ: صفحہ88 ‘طبع اوّل :جولائی 1984ء)

دکھاوے کی نماز

* ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے ‘لیکن جب وہ محسوس کرتا ہے کہ کوئی مجھے دیکھ رہا ہے تو وہ اپنی نماز لمبی کردیتا ہے ‘سجدہ طویل کردیتا ہے ‘تو حضور ﷺ کے فرمان کی روسے یہ شرک ہے ۔بظاہر تو وہ وہی نماز پڑھ رہا ہے ‘ اس میں وہی قیام ہے ‘وہی رکوع ہے ‘ وہی سجود ہے ‘ اس نے وہی سورۃ الفاتحہ پڑھی ہے ‘وہی ’’سبحان ربی الاعلیٰ‘‘ اور وہی ’’سبحان ربی العظیم ‘‘کہا ہے ۔اپنی طرف سے اُس نے کوئی اضافہ نہیں کیا ہے ‘ سوائے اس کے کہ ذرا نماز کا دورانیہ بڑھ گیا ہے ‘اگر پہلے دس سیکنڈ کا سجدہ ہورہا تھا تو اب پندرہ سیکنڈ کا ہوگیا ‘لیکن تجزیہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ایک سجدے کے دو مسجود ہوگئے ۔دس سیکنڈ کا سجدہ تو اللہ کے لیے تھا ‘لیکن بقیہ پانچ سیکنڈ کا سجدہ اُس شخص کے لیے ہے جسے وہ دکھارہا ہے اور یہی شرک ہے ۔(حقیقت واقسامِ شرک :صفحہ13 ‘طبع اوّل :اکتوبر2008ء)

علم

* علم توچاہے حاضر کا ہو ‘چاہے غیب کا ہو ‘وہ سب اللہ ہی کا دیا ہوا ہے۔(حقیقت واقسامِ شرک :صفحہ73 ‘طبع اوّل :اکتوبر 2008ء)

نظامِ تعلیم

* نظامِ تعلیم کے پورے ڈھانچے کو ازسرِنو اسلامی خطوط پر استوار کیاجائے ۔(پاکستان کی سیاست کا پہلا عوامی وہنگامی دور :صفحہ56 ‘طبع اوّل :ستمبر1996ء)

محتاط رہنا

* ہمار اپورا وجود ‘ہماری آنکھیں ‘ہمارے کان ‘ہماری زبان ‘ ان سب کے استعمال میں ہمیں محتاط رہنا ہوگا ۔ (اُمّت مسلمہ کے لیے سہ نکاتی لائحہ عمل :صفحہ11)

حلیم

* اردو میں جاہل اَن پڑھ کو کہتے ہیں ۔عربی میں جذبات اور خواہشات سے مغلوب کو جاہل کہتے ہیں ۔اس کے مقابلے کا لفظ ہے حلیم ۔ حلیم اس شخص کو کہا جاتا ہے جو ٹھنڈے دل ودماغ سے کام لیتا ہے ‘غوروفکر کرتا ہے ‘تحمل کرتا ہے ‘بردباری اختیار کرتا ہے اور عقل کی رہنمائی میں کوئی فیصلہ کرتا ہے ۔(توحید عملی :صفحہ45 ‘طبع اوّل :مارچ 1985ء)

کامل

* کوئی شخص یہ کبھی نہیں کہہ سکتا کہ میں آج ’کامل ‘‘ہوگیا ہوں ۔جس دن اس نے یہ کہا وہ دن اس کی بربادی کا ہے ۔(توحید عملی :صفحہ191 ‘طبع اوّل :مارچ 1985ء)

سوچ سمجھ کر

* غُصّہ آئے تو معاف کرو ۔ہاں سوچ سمجھ کر ' cool mindendness کے تحت اگر کوئی سخت قدم بھی اٹھانا پڑے تو اٹھانا ہوگا ۔(توحید عملی :صفحہ198'طبع اوّل :مارچ 1985ء)

سو باتوں کی ایک بات

* سو باتوں کی ایک بات کہ اگر دل میں جم جائے تو انسان کی زندگی کا نقشہ یکسر بدل کر رہ جائے او روہ بجائے اس دُنیا کی چمک دمک سے مرعوب ومبہوت ہونے اور اس میں گم ہوکر رہ جانے کے 'اللہ ہی کو اپنا محبوب ومطلوب اور آخرت ہی کو اپنی منزل مقصود جانتے ہوئے اس دنیا سے ایسے گزرجائے جیسا کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ : ((کُنْ فِی الدُّنْیَا کَاَنَّکَ غَرِیْبٌ اَوْ عَابِرُ سَبِیْل))دنیا میں ایسے رہو جیسے اجنبی یا راہ چلتا مسافر ۔اللہ ہمیں اس کی ہدایت وتوفیق عطا فرمائے ۔(قرآن حکیم کی سُورتوں کے مضامین کا اجمالی تجزیہ :صفحہ135'طبع اوّل :رمضان المبارک1398ھ)

نظامِ فکر کی اساس

* توحید محض ایک عقیدہ نہیں ہے بلکہ ایک پورے نظام فکر کی اساس ہے 'جس سے ایک صالح تمدن وجود میں آتا ہے اور ایک صحت مند معاشرت 'منصفانہ معیشت اور عادلانہ حکومت کی داغ بیل پڑتی ہے ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب :صفحہ55'طبع اوّل :مارچ1978ء)

شخصیت پرستی

* اللہ ہم سب کو شخصیت پرستی سے محفوظ رکھے ۔(اصلاحِ معاشرہ کاقرآنی تصوّر :صفحہ142'طبع اوّل :نومبر2018ء)

قلوب کا زنگ

* انسان کے قلب کے زنگ آلود ہونے سے مرادیہ ہے کہ اس میں کبر وعجب ڈیرہ ڈال لے ' اس میں حب دنیا براجمان ہوجائے 'اس میں حسد اپنے پنجے گاڑلے 'نیز قلب اسی نوع کے مفاسد کی آماجگاہ بن جائے توان تمام روگوں سے دل کو صیقل کرنے کے دوذرائع ہیں : ایک موت کی بکثرت یاد اور دوسرا تلاوتِ قرآن ۔(اصلاح معاشرہ کاقرآنی تصوّر :صفحہ145'طبع اوّل :نومبر2018ء)

تکبر

* اس میں کوئی شک نہیں کہ انسان کو قبولِ حق سے روکنے والی رکاوٹوں میں سب سے بڑی رکاوٹ تکبر ہی ہے۔(قلب قرآن سورہ یٰس کی مختصر تشریح :صفحہ36'طبع اوّل :مئی 2017ء)

انسانی فطرت

* انسانی فطرت اندھی بہری نہیں ہے۔وہ حق کو فوری طور پر پہچان لیتی ہے او راس کی بے لاگ گواہی بھی دیتی ہے ‘مگر بسا اوقات انسان ضد ‘انا ‘تعصب یا کسی اور وجہ سے اس کا اعتراف نہیں کرتا اورجانتے بوجھتے اپنی فطرت کی گواہی کو پس پشت

ڈال دیتا ہے۔ (قلب ِقرآن سورہ یٰس ؑ کی مختصر تشریح : صفحہ44‘طبع اوّل : مئی 2017ء)

تعلیم وتذکیر

* تعلیم کا تعلّق انسان کو ایسی چیزیں سکھانے سے ہے جو اسے پہلے سے معلوم نہ ہوں‘ جبکہ تذکیر ان حقائق کی یادتازہ کرنے کا عمل ہے جن سے انسان کی فطرت پہلے سے واقف ہے۔(قلب ِقرآن سورہ یٰس ؑ کی مختصر تشریح : صفحہ49‘طبع اوّل : مئی 2017ء)

تبلیغی جماعت

* جو کام پہلے صوفیائے کرام ڈیرہ زن قسم کی اپنی خانقاہوں او رتربیت گاہوں کے ذریعے کیا کرتے تھے ‘ وہی کام اب تبلیغی جماعت گھوم پھر کر کر رہی ہے ۔(حقیقت ِایمان : صفحہ201‘طبع اوّل :فروری 2003ء)

بنیادپرست

* ہمیں کسی معذرت کے بغیر ڈٹ کر کہنا چاہیے کہ ہم fundamentalists ہیں‘ مگر اس اصطلاح کا ترجمہ ’’بنیاد پرست ‘‘ غلط ہے۔پرستش تو ہم اللہ کے سوا کسی کی نہیں کرسکتے ۔چنانچہ ہم اپنی بنیادوں کی پرستش تو نہیں کرتے ‘لیکن ہم ان کو برقرار بھی رکھیں گے اور ان کا پرچار بھی کریں گے ۔(خلافت کی حقیقت : صفحہ71‘طبع اوّل :اکتوبر1996ء)

ہماری عادت

* ہماری یہ عادت ہے کہ جس سے نفرت ہوجائے ‘ اُس کی ہر بات کو غلط کہتے ہیں اور جس سے محبّت ہو اس کی ہر بات درست قراردیتے ہیں ‘یہ روش صحیح نہیں ہے۔(سیرت ِخیرالانام علیھا الصلوۃ والسلام : صفحہ52‘طبع اوّل :اکتوبر2013ء)

اللہ کی امانت

* یہ ہاتھ پاؤں ‘یہ آنکھیں ‘یہ دماغ سب کچھ میرے پاس اللہ کی امانت ہے ۔ اُس نے

مجھے کوئی گھر دے دیا ہے تو وہ بھی اس کی امانت ہے‘ اوّلا دی ہے تو وہ بھی اُسی کی امانت ہے ۔چنانچہ ملکیت تامّہ اُسی کے لیے ہے۔ہم مالک ومختار نہیں ہیں کہ جو چاہیں کرتے پھریں ۔(سیرت ِخیرالانام علیھا الصلوۃ والسلام : صفحہ96‘طبع اوّل :اکتوبر2013ء)

سرمایہ دار کا موقف

* سرمایہ دار کا موقف یہ ہوتا ہے کہ یہ میرا مال ہے ‘میں اسے جیسے چاہوں تصرف

میں لاؤں ‘خواہ اس سے سودی کاروبار کروں یا کسی کو سود پر قرضہ دوں ۔اس لیے کہ وہ اپنے آپ کو سرمائے کا مالک سمجھتا ہے ۔اگر آپ اپنے آپ کو امین سمجھیں گے تو آپ کا نقطہ نظر یکسر مختلف ہوگا ۔پھر آپ اپنا ہاتھ بھی وہیں استعمال کریں گے جہاں اللہ کی اجازت ہے ۔آپ اپنے پاؤں سے بھی اسی راستے پر چلنا چاہیں گے ‘جس پر اللہ چاہتا ہے کہ آپ چلیں ۔آپ کا مال وہیں خرچ ہوگا ‘جہاں اللہ چاہتا ہے کہ آپ خرچ کریں ۔(سیرت۔ خیرالانام علیھا الصلوۃ والسلام :صفحہ96‘طبع اوّل :اکتوبر2013ء)

تزکیہ

* انسان کے معنوی وجود کی نشوونما اور ترقی میں بہت سی چیزیں رکاوٹ بنتی ہیں ۔تزکیہ یہ ہے کہ اُن رکاوٹوں کو دور کردیا جائے ‘تاکہ اُس کی نشوونما صحیح طور سے ہوسکے۔(سیرت۔ خیرالانام علیھا الصلوۃ والسلام :صفحہ108‘طبع اوّل :اکتوبر2013ء)

تزکیہ کا نسخہ

* قرآن حکیم تزکیہ کا جو نسخہ بتاتا ہے ‘وہ چار چیزوں پر مشتمل ہے :(1)قرآن اور نماز (2)صلوٰۃ تہجد ‘قیام اللیل (3)روزہ (4)انفاق فی سبیل اللہ ۔(سیرت۔ خیرالانام علیھا الصلوۃ والسلام :صفحہ109‘طبع اوّل :اکتوبر2013ء)

افراد کا تزکیہ

* ضروری ہے کہ افراد کا تزکیہ ہو ۔اگر تزکیہ نہیں ہوا یعنی آپ کے ارادے ‘اُمنگیں‘

نیتیں خالص نہیں ہیں ‘تو آپ کو جو علم حاصل ہوگا وہ آپ کو غلط رُخ پر لے جائے گا ۔(سیرت۔ خیرالانام علیھا الصلوۃ والسلام :صفحہ147‘طبع اوّل :اکتوبر2013ء)

تزکیہ کا عمل

* انسان کی شخصیت میں جو اوصاف پروان چڑھنے چاہئیں ‘ان کی نشوونما اور ترقی میں سب سے بڑی رکاوٹ مال کی محبّت اور دنیا کی محبّت ہے ۔یہ نجاست ہے جو دل سے نکلے گی تو جو صلاحیتیں بالقوہ انسان کے باطن میں موجود ہیں وہ پروان چڑھیں گی۔ تو یہ ہے حقیقت میں تزکیہ کا عمل ۔(منہج انقلاب نبوی ﷺ :صفحہ76‘طبع اوّل :جون1987ء)

اندھا بہرا

* مخالفت ‘دشمنی اور بغض وعناد انسان کو اندھا بہرا کردیتا ہے ۔(حزب اللہ کے اوصاف :صفحہ59‘طبع اوّل :جون2006ء)

رفیق

* رفیق اصل میں وہی کہلائیں گے جو باہم ایک دوسرے کے لیے نرم ہوں ‘جن کے دلوں میں ایک دوسرے کے لیے نرم گوشے ہوں ‘جو ایک دوسرے کی تکلیف پر تڑپ اُٹھیں ‘ایک دوسرے کے درد کو اپنے اندر محسوس کریں۔(حزب اللہ کے اوصاف :صفحہ73‘طبع اوّل :جون2006ء)

سجدوں کے آثار

* سجدوں کے آثار کسی معیّن نشان تک محدود نہیں ہیں ‘لیکن اس معیّن نشان کو اس سے زبردستی خارج کرنے کی بھی کوئی ضرورت نہیں ہے ۔ سجدوں کے اثرات بہت وسیع مفہوم کے حامل ہیں۔یوں کہنا چاہیے کہ ان کے چہرے ان کی باطنی کیفیات کی غمازی کررہے ہوتے ہیں ۔(حزب اللہ کے اوصاف :صفحہ83‘طبع اوّل :جون2006ء)

حسد

* حسد اس طرح پیدا ہوتا ہے کہ اللہ نے اسے یہ شے کیوں دے دی ؟حسد مال ودولت پر بھی ہوتا ہے اور اس بات پر بھی کہ فلاں کو یہ رتبہ کیوں مل گیا ۔ لیکن جب یہ خیال ہو کہ یہ اللہ کا فضل ہے جو اس پر ہوا ہے ‘اللہ نے اسے چن لیا ہے ‘یہ اس کی دین ہے تو پھر حسد پیدا نہیں ہوگا ۔(حزب اللہ کے اوصاف :صفحہ113‘طبع اوّل :جون2006ء)

توکّل علی اللہ

* توکّل صرف اللہ پر ہو ‘توکّل سازوسامان اور اسباب ووسائل وذرائع پر نہ ہو ‘توکّل اپنے زورِبازو پر نہ ہو ‘توکّل اپنی ذہانت وفطانت پر نہ ہو۔(حزب اللہ کے اوصاف :صفحہ119‘طبع اوّل :جون2006ء)

دولت کا استعمال

* اگر اللہ دولت دیتا ہے تو اسے استعمال کرو ‘لیکن دولت کو اپنے دل میں مت داخل ہونے دو ۔اس دولت کو بھی اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ بناؤ‘اسے انفاق فی سبیل اللہ اور ادائے حقوق میں صرف کردو۔(حزب اللہ کے اوصاف :صفحہ120‘طبع اوّل :جون2006ء)

غُصّہ

* غُصّہ میں فیصلہ مت کرو ‘غصے میں اقدام مت کرو ۔غُصّہ آئے تو اسے پینے کی کوشش کرواورایسے میں مغفرت اور عفوکی زیادہ سے زیادہ کوشش کرو۔(حزب اللہ کے اوصاف :صفحہ125‘طبع اوّل :جون2006ء)

طریق تربیت

*جو طریق تربیت وتزکیہ محمد رسول اللہ ﷺ نے اختیار فرمایا ہمیں حتی الامکان اسے اختیار کرنا ہے۔ (حزب اللہ کے اوصاف :صفحہ203)

چھ کام جن سے روکا گیا ہے

* جن چھ کاموں سے خاص طور پر روکا گیا ہے وہ یہ ہیں : تمسخر واستہزاء ‘عیب جوئی کرنا’ ایک دوسرے کو برے ناموں سے پکارنا ‘سوءِ ظن پیدا کرنا ‘کسی کی برائی تلاش کرنے کے لیے اس کی ٹوہ میں لگے رہنا اور غیبت کرنا۔(حزب اللہ کے اوصاف :صفحہ267‘طبع اوّل :جون2006ء)

غیبت

* غیبت یہ ہے کہ اپنے کسی بھائی کی کسی برائی یا عیب کاذکر اس کی عدم موجودگی میں کرنا۔ (حزب اللہ کے اوصاف :صفحہ269‘طبع اوّل :جون2006ء)

تشویش

* تشویش کو روکنے کے لیے اصولاً اس بات کوجان لیں کہ ہر شخص کا معاملہ اللہ کے ساتھ ہے ۔ہر شخص اپنا بنارہا ہے یا بگاڑرہا ہے ‘اپنے لیے کمائی کررہا ہے یا اپنے لیے وبال جمع کررہا ہے ۔ لہٰذا اس معاملے میں ہم کیوں خواہ مخواہ تشویش میں مبتلا ہوں۔ اگرخیر ہے تو وہ ظاہر ہوجائے گی ۔کوئی کوتاہی رہ گئی ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے تلافی کا معاملہ پیدا کردے گا اور اگر شر ہے تو شرکا تو دور رہنا ہی بہتر ہے ۔(حزب اللہ کے اوصاف :صفحہ313‘طبع اوّل :جون2006ء)

توفیق

* اصل میں توفیق اللہ کی طرف سے ملتی ہے اور اس کا بھی اس نے قاعدہ بنایا ہے کہ جس کا ارادہ ہوگا اسی کو توفیق ملے گی ‘جس کا ارادہ نہیں ہے اللہ تعالیٰ اسے زبردستی توفیق دے تو کائنات کا سارا نظم ہی درہم برہم ہوجائے گا ۔

(حزب اللہ کے اوصاف :صفحہ309‘طبع اوّل :جون2006ء)

ہمدردی

ایک سلیم الفطرت انسان کے دل میں کسی کو تکلیف اور مصیبت میں دیکھ کر جو احساس

ہوتا ہے اور وہ اس کے درد کو اپنے اندر محسوس کرتا ہے ‘اُسی کو ہم رافت یا ہمدردی کہتے ہیں ۔ (اُمُّ المُسَبِّحات‘یعنی سورۃ الحدید:صفحہ125‘طبع اوّل :جون2005ء)

تربیت اور تزکیہ کے بغیر

* اگر اپنی تربیت اور اپنا تزکیہ کیے بغیر میدان میں آجاؤ تو وہی کچھ ہوگا جو آج جہاد کے نام پر ہورہا ہے ۔اس طرح جہاد بدنام بھی ہوگا اور فساد کی شکل اختیار کرے گا ۔(اُمُّ المُسَبِّحات‘یعنی سورۃ الحدید:صفحہ304‘طبع اوّل :جون2005ء)

رافت

* رافت اس کیفیت کا نام ہے جس کے تحت کسی کے دکھ اوردرد کو انسان اپنے دل میں محسوس کرتا ہے ۔اس کے لیے فارسی کا لفظ ’’ہمدردی ‘‘ مستعمل ہے جو اس مفہوم کو بہت خوبصورتی سے ادا کرتا ہے ۔(اُمُّ المُسَبِّحات‘یعنی سورۃ

الحدید:صفحہ335‘طبع اوّل :جون2005ء)

ہمدرد

٭ جیسے ایک جماعت کے لوگ ہم جماعت اور ایک زمانے کے لوگ ہم عصر کہلاتے ہیں‘ اسی طرح ہمدرد کا مطلب ہے جن کا درد باہم مشترک ہے ‘یعنی ایک دوسرے کے درد کو محسوس کرنے والے لوگ ہمدرد ہیں ۔(اُمُّ المُسَبِّحات‘یعنی

سورۃ الحدید:صفحہ335‘طبع اوّل :جون2005ء)

مشفق

٭ آپ کا مشفق وہ ہے جسے آپ کے بارے میں اندیشے رہیں کہ آپ کو کہیں کوئی گزند‘ کوئی تکلیف اور کوئی نقصان نہ پہنچ جائے ۔(اُمُّ المُسَبِّحات‘یعنی سورۃ الحدید:صفحہ336‘طبع اوّل :جون2005ء)

رھبان

٭ رھبان سے مراد وہ شخص ہے ‘جس کے اندر بہت ہی زیادہ خشیت ِالٰہی ہو ۔(اُمُّ المُسَبِّحات‘یعنی سورۃ الحدید

:صفحہ337‘طبع اوّل :جون2005ء)

نفس کے خلاف مجاہدہ

٭ اپنے نفس کے خلاف مجاہدہ یہ بھی ہے کہ حرام سے اس کو بچالو۔(اُمُّ المُسَبِّحات‘یعنی سورۃ الحدید :صفحہ340‘طبع اوّل

:جون2005ء)

فطرت کا عام اصول

٭ یہ فطرت کا عام اصول ہے کہ کوئی شے نہ ماحول سے متاثر ہوئے بغیر رہ سکتی ہے ‘نہ اسے متاثر کیے بغیر۔برف میں جو خنکی ہے وہ اپنے ماحول میں لازماً سرایت کرے گی او رآگ کی حرارت اپنے ماحول کو لازماً گرم کردے گی ۔یہی معاملہ اخلاقیات کے میدان میں ہے ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداوّل :صفحہ38‘طبع دہم :اپریل2019ء)

بُری نیت

٭ اگر ایک شخص نے ایک اچھا عمل کیا‘لیکن اس کے پیچھے کوئی بُری نیت تھی تو اُس کا عمل بھی بُرا شمار ہوگا او راس کا نتیجہ بھی بُرا نکلے گا ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداوّل :صفحہ52‘طبع دہم :اپریل2019ء)

انسانوں میں بُعد اور دُوری

٭ جہاں کہیں بھی انسانوں کو دوسروں میں خود پسندی ‘عُجب ‘تکبر اور غرور کے آثار محسوس ہوں گے وہاں انسانوں

میں بُعد اور دُوری ہوگی ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداوّل :صفحہ106‘طبع دہم :اپریل2019ء)

اوّلوالالباب

* اوّلوالالباب وہ لوگ ہیں جو عقل سے کام لیتے ہیں ‘جن کی عقل پر جذبات وشہوات اور تعصبات کے پردے نہیں پڑے ہوتے ‘جو تفکر وتدبر کرتے ہیں او رجن کا شعور بیدار ہوتا ہے۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداوّل :صفحہ160‘طبع دہم :اپریل2019ء)

تزکیہ

* کسی شے کی نشوونما میں جو رکاوٹ ہو ‘ اس کودور کردینا تزکیہ ہے ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداوّل :صفحہ325‘طبع دہم :اپریل2019ء)

میانہ روی

* میانہ روی اختیار کرنا بھی شخصیت کی پختگی اور بالغ نظری کی علامت ہے ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداوّل :صفحہ350‘طبع دہم :اپریل2019ء)

لغو اور بے کار کام

* اس کا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا کہ اللہ کے محبوب بندے کوئی لغو اور بے کار کام کریں۔ اگر اتفاقاً بھی کسی لغو کام پر ان کا گزر ہوجائے تووہ باعزّت طور پراپنا دامن بچاتے ہوئے گزرجاتے ہیں ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداوّل :صفحہ363‘طبع دہم :اپریل2019ء)

مسلم خاندان کے سربراہ کی ذمہ داری

* خاندان کے سربراہ کے مؤمن و مسلم ہونے کا نتیجہ یہ نکلنا چاہیے کہ اللہ نے اپنی مخلوق میں سے جن کو بطورِ امانت اس کے حوالے کیا ہے وہ ان کے صحیح حقوق کی ادائیگی کی فکر کرے ۔اس امانت کا حق اس طرح اداہوگا کہ ان کی بہتر سے بہتر دینی تربیت کی کوشش کرے تاکہ وہ صحیح رُخ پر پروان چڑھیں ۔ لیکن اگر اسے اس ذمہ داری کا احساس نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ ایک مسلمان خاندان کا سربراہ اپنی ذمہ داری بحیثیت ایک مسلمان ادا نہیں کررہا۔(مطالعہ قرآن حکیم کا نصاب جلداوّل:صفحہ389‘طبع دہم :اپریل2019ء)

ماتحتوں کے سیرت وکردار کی فکر

* اگر کوئی کسی دفتر میں افسر ہے توجواُس کے ماتحت ہیں وہ گویا ایک گلہ ہے جس کا وہ نگہبان ہے ۔اس کو اپنی حیثیت کے تناسب سے اپنے ماتحتوں کے دین وایمان

اوران کی سیرت وکردار کے بارے میں فکر مندرہنا چاہیے کہ یہ چیزیں صحیح رُخ پر رہیں ‘کیونکہ وہ ذمہ دار اور مسئول ہے۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداوّل :صفحہ391‘طبع دہم :اپریل2019ء)

اوّلاد سے بے جا لاڈپیار

* اوّلاد کی تربیت میں بسا اوقات لاڈپیار حائل ہوجاتاہے جواوّلاد کے بگاڑ کا سبب بن جاتاہے۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداوّل :صفحہ390‘طبع دہم :اپریل2019ء)

دوانتہائیں

* اسراف اورتبذیر دونوں قابل مذمت ہیں ‘لیکن ان کے مابین فرق ہے ۔اسراف انسان کااپنی کسی جائز ضرورت کو پورا کرنے میں ضرورت سے زائد خرچ کرناہے‘مثلاً خوراک ہماری ضرورت ہے ‘لیکن ضرورت سے آگے بڑھ کر انواع واقسام کے کھانوں کو دسترخوان کی زینت کا معمول بنالینا اسراف کے ذیل میں آئے گا ۔کپڑے پہننا اورتن ڈھانپنا ہماری ضرورت ہے ‘لیکن بیس بیس اورتیس تیس جوڑوں سے الماریاں بھری ہوئی ہوں تو یہ اسراف ہے ۔ اسراف کی ضد ہے بخل‘ یعنی اللہ تعالیٰ نے کشادگی دے رکھی ہے ‘آسودگی اور خوشحالی ہے ‘لیکن انسان دولت کو سینت سینت کر رکھ رہا ہے ‘دوسروں پر تو کیا خرچ کرے گا ‘خوداپنی جائز ضرورتوں میں بھی بخل سے کام لیتا ہے ۔یہ انسان کے ذاتی اور نجی اخراجات کی دوانتہائیں ہیں۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداوّل:صفحہ420‘طبع دہم :اپریل2019ء)

تبذیر

* تبذیر اس خرچ کو کہا جاتا ہے ‘جس کی سرے سے کوئی حقیقی ضرورت ہوتی ہی نہیں۔ صرف نمود ونمائش کے لیے ‘لوگوں پراپنی دولت کا رُعب گانٹھنے کے لیے اوراپنی

دولت مندی کی دھونس جمانے کے لیے دولت خرچ کی جاتی ہے ‘جیسے ہمارے اہل ثروت کے یہاں شادی کی تقاریب کے موقع پر ہوتا ہے۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداوّل :صفحہ420‘طبع دہم :اپریل2019ء)

فراخی وتنگی

* فراخی وتنگی میں بھی بندے کا امتحان مقصود ہوتا ہے۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداوّل:صفحہ422‘طبع دہم :اپریل2019ء)

جنسی جذبے کی آسودگی

* جس طرح پانی کے بہاؤ کے راستے میں رکاوٹ ہوتو وہ سیدھا راستہ چھوڑ کر اِدھر اُدھر سے اپنا راستہ بنالیتا ہے ‘ اسی طرح جنسی جذبے کی آسودگی کے جائز راستوں کو مشکل بنادیا جائے گا تووہ ناجائز راستے تلاش کرے گا۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداوّل:صفحہ424‘طبع دہم :اپریل2019ء)

مسخ فطرت

* پابندیوں اور قدغنوں کے باوجود اگر کوئی شخص گندگی میں مُنہ مارتا ہے ‘بدکاری میں ملوث ہوتا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کی فطرت مسخ ہوچکی ہے‘ اس کے اندر گندگی گھر کرچکی ہے۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداوّل: صفحہ429‘طبع دہم :اپریل2019ء)

عیب جوئی

* جب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں تو کسی دوسرے مسلمان کو عیب لگانا گویا خود اپنے آپ کو عیب لگانا ہے ۔

(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداوّل: صفحہ452‘طبع دہم :اپریل2019ء)

رشتہ محبّت والفت

* ملّت ِاسلامیہ کے استحکام کے لیے جس قدر مسلمانوں میں سے ہر فرد کا سیرت وکردار

کے اعتبار سے پختہ ہونا ضروری ہے ‘اسی قدراُن کے مابین رشتہ محبّت والفت کی استواری بھی لازمی ہے ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداوّل: صفحہ452‘طبع دہم :اپریل2019ء)

تمسخر واستہزاء

* باہم ایک دوسرے کا تمسخر واستہزاء بسااوقات رنجش کا سبب بن جاتاہے اور دوستیاں ٹوٹ جاتی ہیں ۔ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک مذاق کسی دوست سے دس مرتبہ کیا گیا اور وہ برداشت کرگیا ‘لیکن کسی وقت اس کا موڈآف ہوتا ہے توایسے میں ہوسکتا ہے کہ وہی مذاق اس کی برداشت سے بالاترہوجائے اور وہ پھٹ پڑے اوریہ پھٹ پڑنا ہوسکتا ہے کہ دیرینہ سے دیرینہ دوستی کے رشتے کو منقطع کرنے کا باعث بن جائے۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداوّل: صفحہ479‘طبع دہم :اپریل2019ء)

بدگمانی

* تم نے بغیر کسی دلیل اور بغیر کسی بنیاد کے کسی مسلمان بھائی کے بارے میں کوئی برا خیال اپنے دل میں بٹھالیا ہے ‘کوئی رائے قائم کرلی ہے تویہ گناہ ہے ۔اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کی پکڑ ہوگی اور تمہیں اس پر سزا بھگتنی پڑے گی ۔

(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداوّل: صفحہ482‘طبع دہم :اپریل2019ء)

تحقیق وتفتیش کی اجازت

* کسی خاندان میں آپ اپنی اوّلاد کا رشتہ کرنا چاہتے ہیں ‘یا کسی خاندان سے آپ کے بیٹے بیٹی کے لیے رشتہ آیا ہے تو آپ صحیح معلومات حاصل کرنے کے لیے تجسس یا بالفاظ ِدیگر تحقیق وتفتیش کرسکتے ہیں۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداوّل: صفحہ483‘طبع دہم :اپریل2019ء)

مجاہدہ مع النفس

* آپ اپنے نفس کے ساتھ کشمکش کریں ' اسے اللہ اوراس کے رسول ﷺ کا مطیع

بنائیں تو یہ مجاہدہ مع النفس ہے 'یہ اپنے اندر کا جہاد ہے۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداوّل :صفحہ505'طبع دہم :اپریل2019ء

جہاد کا نقطہ آغاز

* ایک بندۂ مؤمن کے لیے جہاد فی سبیل اللہ کا نقطہ آغاز خوداپنے نفس کے ساتھ مجاہدہ ہے۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلددوم :صفحہ18)

نفس سے کشاکش

* باہر کے دشمنوں سے نبرد آزمائی اورمجاہدہ ومقاتلہ سے پہلے اپنے نفس سے کشاکش اوراسے احکام الٰہی کا پابندبنانے کی جدّوجُہد لازم اورناگزیرہے۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلددوم :صفحہ21'طبع ہشتم :اپریل2019ء)

صبر کے معنی

* صبریک طرفہ عمل ہے ۔صبر کے معنی ہیں اپنے آپ کو روک کر رکھنا 'تھام کر رکھنا ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلددوم :صفحہ229'طبع ہشتم :اپریل2019ء)

سچ

* سچ کڑوا ہوتا ہے ۔سچائی عام طورپر قابل قبول نہیں ہوتی ۔لہٰذاتکالیف آئیں گی ' ان کو جھیلنے کے لیے صبر کا بھرپور مادہ ہوناچاہیے۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلددوم :صفحہ230'طبع ہشتم :اپریل2019ء)

نفس کے خلاف مجاہدہ

* نفس کے خلاف مجاہدہ یہ بھی ہے کہ حرام سے اس کوبچالو۔فرض کیجیے اندرسے کسی حرام کی خواہش جنم لے رہی ہے تو اپنے نفس کو اس سے روکو۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلددوم :صفحہ642'طبع ہشتم :اپریل2019ء)

نفسانی خواہشات

* حقیقت یہ ہے کہ نفسانیت اور شہوانیت توہمارے نفس کے اندر ہی ہیں ۔شیطان ان

نفسانی خواہشات وداعیات کو بھڑکاتا ہے 'انہیں مشتعل کرتا ہے ' اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کرتا ۔ (قرآن حکیم اورہم :صفحہ487'طبع چہارم :ستمبر2015ء)

فکر کی تطہیر

* اگر کسی انسان کی فکرکی تطہیر ہوجائے اور غلط افکار و نظریات اورفاسد خیالات اس کے قلب وذہن سے پت

جھڑکے پتوں کی طرح جھڑتے چلے جائیں تو اعمالِ صالحہ اور اخلاقِ حسنہ کے برگ وبار بلا تکلف ازخود نمایاں ہوجائیں گے۔(رسول اکرم ﷺ اور ہم :صفحہ317،طبع دوم :جولائی2014ء)

روحانی تربیت

* آپ انقلاب کے ذریعے سے جو نظام قائم کرنا چاہتے ہیں اس میں اگر کوئی روحانیت کا پہلو بھی مطلوب ہے تو کارکنوں کی روحانی تربیت بھی کرنا پڑے گی۔ کارکنوں کی روحانی تربیت کے بغیر انقلاب کے اندر روحانیت کہاں سے آجائے گی ؟(رسول اکرم ﷺ اور ہم :صفحہ431،طبع دوم :جولائی2014ء)

علم کی تدوینِ نو

* توحید کی بنیاد پر جب تک پورے علم کی تدوین نو نہیں ہوگی ،تمام علوم کو جب تک مسلمان نہیں بنایا جائے گا ،ہماری نئی نسل کے اذہان کو اسلام کے سانچے میں ڈھالنا ممکن نہیں ۔(جماعت ِ شیخ الہند ؒ اور تنظیم اسلامی :صفحہ184،طبع ششم :اپریل2015ء)

باطنی انقلاب

* قرآن جب کسی کے اندر سرایت کرجاتا ہے تو اس کے اندر ایک انقلاب آجاتا ہے۔ اب وہ انسان بالکل بدلا ہوا انسان بن جاتا ہے ۔یہ باطنی انقلاب ہے ' اندر کی تبدیلی ہے ۔یہ باطنی انقلاب ،یہ اندر کی تبدیلی ایک عالمی انقلاب کا پیش خیمہ بنتی ہے۔(جماعت ِ شیخ الہند ؒ اور تنظیم اسلامی :صفحہ207،طبع ششم :اپریل2015ء)

انقلابی عمل کی دو سطحیں

* انقلاب کی دو سطحیں ہیں ،یا یوں کہہ لیں کہ جہاد کے دو levels ہیں ۔مجاہدہ مع النفس کے لیے ہمارا آلۂ جہاد قرآن ہے اور نظریاتی کشمکش اور تصادم کے لیے بھی ہماری تلوار قرآن ہے ۔(جماعت ِ شیخ الہند ؒ اور تنظیم اسلامی :صفحہ208،طبع ششم :اپریل2015ء)

صبر

* صبر معصیت پر بھی ہے کہ گناہ سے خود کو روکا جائے ۔صبر اطاعت پر بھی ہے کہ جو حکم بھی ملے اسے بجالایا جائے ۔مثلاً چاہے شدید سردی ہے اور گرم پانی میسّر نہیں ہے تو ٹھنڈے پانی سے وضو کرکے نماز پڑھی جائے ۔ اس لیے کہ نماز فرض ہے اور اس کے لیے وضو شرط ہے ۔پھر یہ کہ اسلام پر چلنے میں جو تکلیف اور مشکلات پیش آئیں انہیں برداشت کرنا بھی صبر ہے۔(مسلمان خواتین کے دینی فرائض :صفحہ12،طبع :نومبر2017ء)

اصلاح کا کام

* اصلاح کاکام پہلے اپنے آپ سے شروع کیا جائے ۔پھر گھر والوں کی اصلاح کی فکر کی جائے اوراس کے بعد دوسرے لوگوں پر دعوت وتبلیغ کا کام کیاجائے۔لیکن اگر کوئی شخص سات سمندر پارجاکر تبلیغ کررہا ہو ‘جبکہ اس کے اپنے گھر میں دین کا معاملہ تسلی بخش نہ ہو تو یہ درحقیقت غلط ترتیب ہے‘ جس کی وجہ سے وہ برکات ظاہر نہیں ہوتیں جونبی اکرم ﷺ اورصحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تبلیغ سے ظاہر ہوئیں۔(مسلمان خواتین کے دینی فرائض :صفحہ16‘طبع :نومبر2017ء)

تقویٰ

تقویٰ کی مشق

* ایک مقررہ وقت سے لے کر دوسرے مقررہ وقت تک آپ اگر اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیزیں پورے تیس دن اس لیے استعمال نہیں کررہے کہ اللہ نے اس کی اجازت نہیں دی‘تواس سے آپ کے اندر ایک مضبوط قوت ِ ارادی کے ساتھ یہ استطاعت اوراستعدادپیدا ہونی چاہیے کہ بقیہ گیارہ مہینوں میں بھی تقویٰ کی روش پر مستقیم رہیں ۔لہٰذا پورے رمضان کے روزے دراصل تقویٰ کی مشق ہیں ۔(عظمت ِصیام وقیام رمضان المبارک :صفحہ19‘طبع اوّل :مارچ1991ء)

اکل ِحلال

* اکل حلال ہے تو تقویٰ ہے‘یہ نہیں ہے تو تقویٰ نہیں ہے۔(عظمت ِصیام وقیام رمضان المبارک :صفحہ44‘طبع اوّل :مارچ1991ء)

قربانی کا ظاہر و باطن

* جانور کوذبح کرنا اورقربانی دینا ایک ظاہری عمل ہے ۔یہ ایک خول ہے ۔اس کا ایک باطن بھی ہے اور وہ ’’تقویٰ‘‘ ہے۔(عیدالاضحی اورفلسفہ قربانی:صفحہ40‘طبع اوّل :ستمبر1983ء)

روحِ تقویٰ

* جس طرح ہم نے دین کے دوسرے بہت سے حقائق کو محض رسموں میں تبدیل کرکے رکھ دیا ہے‘اسی طرح قربانی کی اصل روح بھی ہمارے دلوں سے غائب ہوچکی ہے اوراب اس کی حیثیت بعض کے نزدیک ایک رسم کی ہے اور اکثر کے

نزدیک اس سے بھی بڑھ کر ایک قومی تہوار کی ۔یہی وجہ ہے کہ اگرچہ ہرسال پندرہ بیس لاکھ سے بھی زائد کلمہ گو حج کرتے ہیں اوربلامبالغہ پورے کرۂ ارض پر ہر سال عیدالاضحی کے موقع پر کروڑوں جانوروں کی قربانی دی جاتی ہے ‘لیکن وہ روحِ تقویٰ کہیں نظر نہیں آتی ‘جس کی رسائی اللہ تک ہے ۔عیدالاضحی اورفلسفہ قربانی:صفحہ42‘طبع اوّل :ستمبر1983ء)

تقویٰ کے منافی صورتِ حال

* آپ نے متقیوں کی سی وضع قطع اختیار کرلی ہے' لیکن کاروبار میں آپ اسلام کے خلاف طریقے اختیار کررہے ہیں 'ناجائز اور حرام ذرائع اپنائے ہوئے ہیں توجان لیجیے کہ یہ صورت ِحال تقویٰ کے منا فی ہے۔(اُمّت ِمسلمہ کے لیے سہ نکاتی لائحہ عمل: صفحہ15'طبع اوّل :اکتوبر1990ء)

خشیت ِالٰہی

* اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی اصل اہمیت تویہی ہے کہ اُس کے غیب میں ہوتے ہوئے اُس سے ڈرا جائے۔قیامت کے دن جب غیب کے پردے اٹھ جائیں گے ' اس دن کا ڈرنا کسی کے لیے کچھ فائدہ مند نہیں ہوگا ۔(قلب ِقرآن سورہ یٰس کی مختصر تشریح: صفحہ51'طبع اوّل :مئی 2017ء)

دل کی نرمی

* چاہے کوئی شخص اپنے اوپر تقویٰ اور دینداری کے لاکھ لبادے اوڑھ لے'مسجدوں کو قالین بھی فراہم کردے اور بڑے بڑے چندے بھی دے 'لیکن جب تک وہ دل کی نرمی سے محروم ہے وہ کل کے کل خیر سے محروم ہے۔ (اُمُّ المُسَبِّحات'یعنی سورۃ الحدید: صفحہ182'طبع اوّل :جون2005ء)

تقویٰ کیا ہے؟

* تقویٰ نام اسی کا ہے کہ پہلے انسان کو اپنے نفس کے اوپر کنٹرول حاصل ہو اور پھر وہ

اسے اللہ کے سامنے جھکادے ۔(اُمُّ المُسَبِّحات'یعنی سورۃ الحدید: صفحہ337'طبع اوّل :جون2005ء)

تقویٰ کی اصل حقیقت

* انسان اپنی پوری زندگی میں پھونک پھونک کر قدم رکھے او راس کے قلب اور ذہن پر ہروقت یہ خیال مستولی رہے کہ میرے کسی قول اور میرے کسی عمل سے میرا خالق ومالک مجھ سے ناراض نہ ہوجائے اوراسے ہر وقت یہ فکر دامن گیر رہے کہ کوئی ایسا کام نہ کر بیٹھوں جو میرے رب کو پسند نہ ہو ۔یہ کیفیت 'یہ طرزِ عمل 'یہ رویّہ اوریہ اندازِ فکر تقویٰ کی اصل حقیقت ہے۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداوّل :صفحہ242'طبع دہم :اپریل2019ء)

تسبیح باری تعالیٰ

تسبیح باری تعالیٰ کا مفہوم

* تسبیح باری تعالیٰ کا مفہوم یہ ہے کہ اس بات کا اقرار واعتراف کیاجائے کہ اللہ ہر عیب سے'ہر نقص سے'ہر ضعف سے'ہر احتیاج سے منزہ وماوراء اور اعلیٰ وارفع ہے'گویا فی الجملہ ''اللہ پاک ہے۔''(ملفوظاتِ ڈاکٹر اسرار احمدؒ'صفحہ208'طبع

اوّل ‘دسمبر 2015ء)

تصوّرِ ذکر

* ہمارا تصوّرِ ذکر مروجہ تصوّرِ ذکر سے مختلف ہے۔ ہمارے نزدیک اصل ذکر ‘حقیقی ذکر‘ مجسم ذکر ‘مؤثر ترین ذکر قرآن مجید ہے ‘جس کو بھلادیا گیا ‘جس کو پس پشت ڈال دیا گیا ۔ ہماری فکری ‘ذہنی اور عملی کج روی اور بے راہ روی کا اصل سبب یہی ہے کہ ذکر اپنے اصل ہدف سے ہٹ گیا ہے ۔(قربِ الٰہی کے دو مراتب: صفحہ 33‘طبع اوّل :جون 1988ء)

ذکر الٰہی

* اپنے تمام اوقات کو ذکر الٰہی سے آباد رکھنے کی کوشش کرو ۔(انقلاب نبوی ﷺ کا اساسی منہاج: صفحہ 55)

اللہ تعالیٰ کی تسبیح

* قرآن مجید کے بعض مقامات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شے کو کوئی زبان بھی دے رکھی ہے ‘جس سے وہ اُس کی تسبیح کر رہی ہے ۔(اُمُّ المُسَبِّحات‘یعنی سورۃ الحدید :صفحہ24‘طبع اوّل :جون2005ء)

ذکر و فکر

* بد قسمتی سے ہمارا موجودہ المیہ یہ ہے کہ ہمارے یہاں دو حلقے جدا جدا ہو گئے ہیں۔ کچھ لوگ وہ ہیں جو ذکر کی لذت سے تو آشنا ہیں لیکن فکر کے میدان میں قدم نہیں رکھتے ‘جبکہ کچھ لوگ وہ ہیں جو غور و فکر کی وادی میں تو سرگرداں رہتے ہیں لیکن ذکر کی لذت سے محروم رہتے ہیں ‘گویا دونوں چیزیں علیحدہ علیحدہ ہو گئی ہیں ۔یہی وجہ ہے کہ مطلوبہ نتائج پیدا نہیں ہو رہے ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلد اوّل : صفحہ 164‘طبع دہم :اپریل 2019ء)

تسبیح کے معنی

* تسبیح کے لغوی معنی ہیں ’’کسی کو اُس کی اصل سطح پر برقرار رکھنا ‘‘۔چنانچہ اللہ کی تسبیح یہ ہے کہ اُس کا جو مقامِ بلند ہے ‘ اُس کی جو اعلیٰ و ارفع شان ہے ‘اُسے اس پر برقرار رکھا جائے ‘ او ر اُس کی ذات ِاقدس ‘صفات ِاکمل اور شانِ ارفع کے ساتھ کوئی ایسا تصوّر شامل نہ کیا جائے جو اُس کے شایانِ شان نہ ہو۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلد اوّل:صفحہ212‘طبع دہم :اپریل2019ء)

تعلّق مع اللہ

تصوف کی اصطلاحیں

* تعلّق مع اللہ اور تقرب الی اللہ دونوں تصوف کی اصطلاحیں ہیں ۔(ملفوظات ڈاکٹر اسرار احمدؒ صفحہ :32‘طبع اوّل ‘دسمبر 2015ء)

تعلّق مع اللہ کا مؤثر ترین ذریعہ

* تعلّق مع اللہ میں اضافے اور تقرب الی اللہ کا مؤثر ترین ذریعہ قرآن حکیم ہے ۔(ملفوظات ڈاکٹر اسرار احمدؒ صفحہ :32‘طبع اوّل ‘دسمبر 2015ء)

توحید

توحید کا خلاصہ

* کتاب اللہ کی تعلیم کا لب لباب توحید ہے ‘اور توحید کا خلاصہ یہ ہے کہ توکّل اللہ کے سوا اور کسی ہستی یا چیز پر نہ رہے ۔(تنظیم اسلامی کا تاریخی پس منظر: صفحہ 8‘طبع اوّل :فروری 1991ء)

غیب کے پردے

* غیب کے پردے اللہ تعالیٰ اٹھاتا ہے صرف انبیاء ورسل علیہم السلام کے لیے ۔البتہ کتنے اٹھاتا ہے ‘کتنی اس کی مشیت ہے ‘کس کو کتنا دکھاتا ہے ‘یہ وہ جانے اور اس کا رسول جانے جس نے دیکھا۔(حقیقت واقسامِ شرک :صفحہ 73 ‘طبع اوّل :اکتوبر 2008ء)

شفا صرف اور صرف اللہ کے ہاتھ میں

* جتنے کچھ اسباب ووسائل ہماری استطاعت میں ہیں ‘اُن سے استفادہ کریں اور عقیدہ یہ رکھیں کہ شفا صرف اور صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے ۔(حقیقت واقسامِ شرک :صفحہ 117 ‘طبع اوّل :اکتوبر 2008ء)

صرف اللہ کو پکارو

* پکارا جائے گا صرف اللہ کو ۔وہ مدد کے لیے چاہے جبرائیل کو بھیجے ‘میکائیل کو بھیجے یا کسی ولی اللہ کی روح کو بھیج دے ‘یہ اُسی کا کام ہے ‘ہمیں اجازت نہیں ہے کسی اور کو پکارنے کی ۔ (حقیقت واقسامِ شرک :صفحہ 118 ‘طبع اوّل :اکتوبر 2008ء)

توحید کی دعوت

* توحید کی دعوت مشرکین پر بہت بھاری اور گراں گزرتی ہے ۔(مطالباتِ دین :صفحہ 94 ‘طبع اوّل :جولائی 1975ء)

دعوت ِتوحید

* دعوت ِتوحید ان تمام بُتوں کو ' خواہ وہ مٹی او رپتھر کے ہوں 'خواہ مفادات 'قیادت اور سیادت کے ہوں 'توڑ پھوڑ کر اورلیا میٹ کرکے رکھ دیتی ہے۔ لہٰذا مشرکین پر یہ دعوت بہت بھاری ہے ۔ (توحید ِعملی :صفحہ107'طبع اوّل :مارچ 1985ء)

معرفت ِربّ

* جتنی اللہ کی معرفت بڑھے گی 'اتنی ہی اللہ کی حمد کی جاسکے گی ۔(حزب اللہ کے اوصاف :صفحہ231'طبع اوّل :جون2006ء)

اُمید و توکّل

* اپنا توکّل اللہ پر رکھو'اپنی گنتی پر نہ رکھو 'اپنے ساتھیوں سے زیادہ امیدیں وابستہ ہی نہ کرو 'امیدیں وابستہ کرو تو صرف اللہ کی ذات سے ۔(حزب اللہ کے اوصاف :صفحہ318'طبع اوّل :جون2006ء)

استقامت کے تقاضے

* استقامت کے تقاضے یہ ہیں کہ عقیدہ میں 'فکر میں 'سوچ میں 'نقطہ نظر میں اور بدلتے ہوئے حالات میں 'انسان کا دل بہر اعتبار اللہ کی ربوبیت وقدرت ِ مطلقہ پر جمارہے۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداوّل :صفحہ98'طبع دہم :اپریل2019ء)

توکّل علی اللہ

* اس عالم اسباب میں محنت وکوشش اپنی جگہ ضروری ہے اور امکانی حدتک اسباب ووسائل کی فراہمی اور ان کا استعمال بھی لازمی ہے 'لیکن توکّل صرف اور صرف اللہ کی ذات پر ہوگا۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداوّل :صفحہ237'طبع دہم :اپریل2019ء)

الرحمٰن

* اللہ تعالیٰ کانام نامی 'اسم گرامی ''الرحمٰن '' بہت ہی پیارا ہے ۔اس میں اللہ تعالیٰ کی

رحمت ایک ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کی طرح سامنے آتی ہے ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداوّل :صفحہ345'طبع دہم :اپریل2019ء) * رحمٰن وہ ہستی ہے جس کی رحمت ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کے مانند ہے ۔جس کی رحمت میں انتہائی جوش وخروش ہے ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداوّل :صفحہ130'طبع دہم :اپریل2019ء)

الحسیب

* اللہ تعالیٰ کا ایک صفاتی نام ''الحسیب '' بھی ہے ۔ وہ قیامت کے دن ہرانسان کی دُنیوی زندگی کے تمام اعمال ہی نہیں بلکہ اس کی نیتوں ' اس کے ارادوں او ر اس کے محرکات ِعمل کا بھی پورا حساب لے گا ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب

نصاب جلداوّل :صفحہ201‘طبع دہم :اپریل2019ء)

حدود مقرر کرنے کا اختیار

٭ حلال وحرام اورجائز وناجائز کی حدود مقرر کرنے کے مطلق اور قطعی اختیارات اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں ۔نبی بھی اگر کسی شے کو حلال یا حرام قراردیتا ہے توصرف اس صورت میں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا اشارہ ہو ‘خواہ وہ اشارہ وحی جلی کی صورت میں ہو اہو یاوحی خفی کے طور پر کیا گیا ہو۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداوّل:صفحہ380‘طبع دہم :اپریل2019ء)

اللہ کی پہچان

٭ اگراللہ کوپہچان لیاجائے ‘جیسا کہ پہچاننے کا حق ہے تو شرک کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔کون ہے جو گھٹیاکو اعلیٰ کے مقابلے میں قبول کرے گا۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلددوم :صفحہ39‘طبع ہشتم :اپریل2019ء)

جنّت اور دوزخ

جنّت میں خوشحالی

٭ ایک عام جنّتی کو جو خوشحالی ‘فارغ البالی اور آسودگی میسّر ہوگی ‘دنیا کا بڑے سے بڑا بادشاہ بھی اس کا تصوّر نہیں کرسکتا۔(قلب قرآن سورۂ یٰس کی مختصر تشریح :صفحہ125‘طبع اوّل :مئی 2017ء)

ہر خواہش کی تکمیل

٭ دنیا میں تو بڑی سے بڑی شخصیت کا ہاتھ بھی کہیں نہ کہیں پہنچ کر رک ہی جاتا ہے اور اس کی ہر مطلوبہ چیز اسے نہیں مل سکتی ‘لیکن جنّت میں اہل جنّت کی ہرخواہش بغیر کسی شرط واستثناء کے پوری کی جائے گی ۔(قلب قرآن سورۂ یٰس کی مختصر تشریح :صفحہ125‘طبع اوّل :مئی 2017ء)

ربّ کی خوشنودی

٭ جنّت کی وہ بادشاہی جس کا مقابلہ وموازنہ دنیا کی کسی بادشاہت سے نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن ان تمام نعمتوں سے اعلیٰ وارفع جو نعمت ہوگی وہ رب کی خوشنودی ہوگی ۔(قلب قرآن سورۂ یٰس کی مختصر تشریح :صفحہ125‘طبع اوّل :مئی 2017ء)

جنّت کی رعنائی

٭ جنّت اتنی اچھی جگہ ہے کہ انسان اس میں ہمیشہ کے لیے رہے گا ‘تب بھی اسے جنّت کی رعنائیوں ‘دل آویزیوں ‘لطافتوں اور دلچسپیوں میں کوئی کمی محسوس نہیں ہوگی‘ انسان اکتائے گا نہیں ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداوّل :صفحہ350‘طبع دہم :اپریل2019ء)

جہادو قتال فی سبیل اللہ

شہادت فی سبیل اللہ

* شہادت فی سبیل اللہ وہ سعادت ِ عظمیٰ اورچوٹی کا وہ عمل ہے کہ جس کے لیے انبیاء ورسل علیہم السلام تمنّا کیا کرتے تھے ۔(سانحہ کربلا: صفحہ 6‘طبع اوّل :اکتوبر 1983ء)

شہادتوں کے پھول

* اسلام کی تاریخ کا کون سادور ہے جو شہادتوں اورقربانیوں سے خالی ہو ؟ اسلام کے گلشن میں ہرچہار طرف یہ پھول کھلے ہوئے ہیں ۔(سانحہ کربلا: صفحہ 8‘طبع اوّل :اکتوبر 1983ء)

سانحہ کربلا

* واقعہ کربلا دردناک بھی ہے اورافسوس ناک بھی۔(سانحہ کربلا: صفحہ 25‘طبع اوّل :اکتوبر 1983ء)

عزم مصمم

* عوام اگر مرنے کے لیے آمادہ ہوجائیں تو پھر بڑی سے بڑی طاقت انہیں شکست نہیں دے سکتی ۔(تنظیم اسلامی کی دعوت :صفحہ 25‘طبع اوّل اکتوبر 1995ء)

قتال فی سبیل اللہ کا مرحلہ

* یہ بات ٹھیک ہے کہ جنگ ہر وقت نہیں ہوتی‘لیکن اگر دل میں حقیقی ایمان موجود ہے تو یہ تمنا موجود رہنی چاہیے کہ کاش میری زندگی میں وہ وقت آئے کہ خالصتاً قتال فی سبیل اللہ کا مرحلہ آئے اور میں اس میں اپنی گردن کٹاکر اللہ تعالیٰ کی جناب میں

سرخروا ورسبکدوش ہوجاؤں۔(مسلمانوں کی سیاسی وملی زندگی کے رہنما اُصول: صفحہ 71‘طبع اوّل :اپریل 2001ء)

ہجرت اور جہاد

* ہجرت کا مطلب ہے کسی شے کوترک کردینا ‘اور جہاد کا مفہوم ہے کسی شے کے لیے کوشش کرنا ۔چنانچہ یہ دونوں فرائض حقیقت کے اعتبار سے ایک ہی تصویر کے دورُخ ہیں ۔(اسلامی نظم جماعت میں بیعت کی اہمیت :صفحہ 7‘طبع اوّل :ستمبر 1996ء)* حرام شے کو چھوڑدینا ہجرت ہے اور اپنے نفس کو اس بات کے لیے تیار کرنا اوراسے مجبور کرنا کہ وہ حرام کو چھوڑدے ‘یہ جہاد ہے ۔(جہادفی سبیل اللہ :صفحہ50 ‘طبع اوّل :اپریل 2000ء)

جہاد مسلسل جدّوجُہد ہے

* ’’جہاد ‘‘دراصل اس جدّوجُہد کانام ہےجس میں ایک بندۂ مؤمن باطن میں اپنے نفس سے اس کو اللہ اوررسول ﷺ کا مطیع وفرمانبردار بنانے کے لیے کشمکش کرتا ہے ‘اور ظاہر میں دعوتِ حق کی تبلیغ کے لیے بھاگ دوڑ‘سعی

وکوشش اور اس کے قیام کے لیے محنت و مشقت بھی اسی جہاد میں شامل ہوتی ہے ۔(اُسوۂ رسول ﷺ :صفحہ 91،طبع اوّل :دسمبر 1983ء)

پنجہ آزمائی

* ہر نظام باطل کے ساتھ مراعات یافتہ طبقہ کے مفادات وابستہ ہوتے ہیں ۔ایسے طبقات کے ہاتھوں میں ملک کے معاملات کی زمام کار ہوتی ہے ۔تو کیا ایسے تمام طبقات کبھی یہ گوارا کریں گے کہ آپ وہ رائج نظام جس سے ان کے مفادات وابستہ ہیں ،ہٹا کر دین کا نظام مکمل طور پر قائم کردیں ؟ اس بات کو وہ لوگ ٹھنڈے پیٹوں ہرگز برداشت نہیں کریں گے ۔چنانچہ ان کے ساتھ لازماً پنجہ آزمائی کرنی پڑے گی۔(دینی فرائض کا جامع تصوّر :صفحہ 25)

دو مستقل اصطلاحیں

* ''جہادفی سبیل اللہ '' اور ''قتال فی سبیل اللہ '' قرآن مجید کی دو مستقل اصطلاحیں ہیں، جو قرآن کریم میں متعدد بار استعمال ہوئی ہیں ۔(جہادفی سبیل اللہ :صفحہ9 ،طبع اوّل :اپریل 2000ء)

جہاد اور قتال کو مترادف سمجھ لینے کا نتیجہ

*جہاد اور قتال کو مترادف سمجھ لینے کا نتیجہ یہ نکلا کہ خود جہاد کو فرضِ عین کی بجائے فرضِ کفایہ سمجھ لیا گیا ۔اس کے نتیجے میں جہاد کا تصوّر ہمارے دینی تصوّرات سے بحیثیت مجموعی خارج ہوگیا اور اس کی کوئی اہمیت نہ رہی ۔(جہادفی سبیل اللہ :صفحہ11 ،طبع اوّل :اپریل 2000ء)

کیا مسلمان کی ہر جنگ جہادفی سبیل اللہ ہے ؟

* جس چیز نے میرے نزدیک جلتی پر تیل کا کام کیا ہے اور پھر اس کی وجہ سے اصل بدنامی مسلمانوں کے حصے میں آئی ہے ،یہ مغالطہ ہے کہ مسلمان جب بھی جنگ کرے وہ جہادفی سبیل اللہ ہے ۔اس غلط فہمی کے بدترین نتائج نکلے اور اس نے جہادفی سبیل اللہ کی اصطلاح کو بُری طرح بدنام کیا ۔(جہادفی سبیل اللہ :صفحہ11 ،طبع اوّل :اپریل 2000ء)

جہادفی سبیل اللہ کی اوّلین منزل

*جہادفی سبیل اللہ کی اوّلین منزل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ شریعت کے اوامر ونواہی کا پابند ہونے کے لیے جہاد کیا جائے۔ اس کے لیے سب سے پہلے اپنے نفس امّارہ کے خلاف جہادضروری ہے ۔(جہادفی سبیل اللہ :صفحہ26 ،طبع اوّل :اپریل 2000ء)

جہادفی سبیل اللہ

* مسلمان کی صرف وہ جنگ قتال فی سبیل اللہ یا جہاد کی چوٹی کے اعتبار سے جہادفی

سبیل اللہ ہو سکتی ہے ‘جس کا مقصد صرف اللہ کے کلمہ کو سربلند کرنا ہو۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداوّل :صفحہ503‘طبع دہم :اپریل2019ء)

قتال فی سبیل اللہ

* قتال فی سبیل اللہ وہ جنگ ہے جو اللہ کے جھنڈے کی سربلندی کے لیے کی جائے ‘نہ کہ ہر مسلمان کی یا مسلمانوں کی حکومت کی ہر نوع کی جنگ جہاد وقتال فی سبیل اللہ قرار دی جائے گی ۔(جہاد بالقرآن اور اُس کے پانچ محاذ:صفحہ11 ‘طبع اوّل :جولائی 1984ء)

دونوں طرف مجاہد

* مشرک بھی مجاہد تھے ‘وہ مجاہد فی سبیل الشرک اور مجاہد فی سبیل الطاغوت تھے اور نبی اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحابؓ بھی مجاہد تھے اور وہ تھے مجاہد فی سبیل اللہ اور مجاہد فی التوحید۔یہ جہاد اور یہ کشمکش آپ کو ہر دور میں ملے گی ۔(جہاد بالقرآن اور اُس کے پانچ محاذ:صفحہ30 ‘طبع اوّل :جولائی 1984ء)

غزوۂ بدر

* اللہ تعالیٰ نے غزوۂ بدر کو یوم الفرقان قرار دیا ‘یعنی حق وباطل کے مابین تمیز والادن۔اس دن معلوم ہوگیا کہ اللہ کی نصرت وحمایت کس کے ساتھ ہے ! (ملفوظاتِ ڈاکٹر اسرار احمدؒ‘صفحہ200‘طبع اوّل ‘دسمبر2015ء)

ایک عظیم جنگ

* عیسائیوں کی روایات میں بھی اس دنیا کے خاتمے سے قبل ایک عظیم جنگ کا ذکر موجود ہے جو حق اور باطل کے مابین ہوگی ۔(بصائر:صفحہ95 ‘طبع اوّل :مارچ2006ء)

محمد بن قاسمؒ

* سرزمین پاک وہند پر اسلام کی ہدایت کا سورج جو پہلی مرتبہ طلوع ہوا تو اس کے

لانے والے محمد بن قاسمؒ تھے ‘جو ثقفی تھے ‘بنو ثقیف کے قبیلے سے تعلّق رکھتے تھے‘ جو طائف ہی کا ایک قبیلہ تھا ۔

(رسول کامل ﷺ :صفحہ42 ‘طبع اوّل :دسمبر1983ء)

جہاد کا محدود تصوّر

* جس طرح ہمارے تمام دینی تصوّرات محدود اور مسخ ہو چکے ہیں ‘اسی طرح جہاد کا لفظ بھی ہمارے ہاں بہت ہی محدود معنی استعمال ہو رہا ہے ‘بلکہ اکثر وبیشتر بہت غلط معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ (بصائر:صفحہ107 ‘طبع اوّل :مارچ2006ء)

غلبہ دین اور جہاد وقتال

* اللہ کا دین یقیناً غالب ہوگا ۔نبی اکرم ﷺ کا مقصدِ بعثت ہی غلبہ دین ہے ،لیکن اس کے لیے سرفروشی ،جانفشانی اور جہاد وقتال کے مراحل تو مؤمنین صادقین ہی کو طے کرنے ہیں۔ (خلافت کی حقیقت :صفحہ22،طبع اوّل :اکتوبر 1996ء)

فوزِ عظیم

* ایمان و عمل صالح کا حق ادا کرتے ہوئے جان جان آفرین کے سپرد کردینا ہی فوزِ عظیم ہے ۔ (خلافت کی حقیقت :صفحہ23،طبع اوّل :اکتوبر1996ء)

شہادت کی آرزو

* اگر اللہ کے راستے میں سب کچھ قربان کردینے کا جذبہ اور شہادت کی آرزو نہیں ہے تو گویا ابھی آپ راہِ انقلاب پر نہیں آئے ، خواہ آپ یہی سمجھ رہے ہوں کہ میں بڑا انقلابی کارکن ہوں۔ (سیرتِ خیرالانام علیھا الصلوۃ والسلام :صفحہ99،طبع اوّل :اکتوبر2013ء)

اللہ کے محبوب بندے

* اللہ کو محبوب اپنے وہ بندے ہیں جو لوہے کی طاقت کو ہاتھ میں لے کر اللہ کے دشمنوں کی سرکوبی کے لیے میدان میں آتے ہیں ۔وہ نہیں کہ جو ع ''تُو فقط اللہ ہو، اللہ ہو، اللہ ہو !'' کے مصداق اپنے گھروں میں بیٹھے ہوئے ضربیں لگاتے جائیں اور ساری

عمر ضربیں لگاتے ہوئے ہی گزاردیں ۔نہ زندگی میں باطل کے ساتھ کبھی پنجہ آزمائی کا موقع آئے نہ کبھی باطل کو للکارنے کا۔ (اُمُّ المُسَبِّحات ،یعنی سورۃ الحدید :صفحہ303،طبع اوّل :جون2005ء)

غلامی کا ادارہ

* اسلام نے اس بات کو سب سے بڑے گناہوں یعنی کبائر میں سے قرار دیا ہے کہ کسی آزاد انسان کو پکڑ کر غلام بنا لیا جائے ۔اسلام میں صرف اُن لوگوں کو غلام اور لونڈی بنایا گیا ہے جو خالص قتال فی سبیل اللہ کے نتیجہ میں محاذِ جنگ پر گرفتار ہوتے تھے۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلد اوّل :صفحہ332،طبع دہم :اپریل2019ء)

جان دینے کی آرزو

* نبی اکرم ﷺ نے اللہ کی راہ میں جان دینے کی آرزو رکھنے کو بھی ایمان کا ایک اہم ترین رکن قرار دیا ہے ۔یہ بات ٹھیک ہے کہ جنگ ہر وقت نہیں ہوتی ۔لیکن اگر دل میں حقیقی ایمان موجود ہے تو یہ تمنّا موجود رہنی چاہیے کہ کاش میری زندگی میں وہ وقت آئے کہ خالصتاً قتال فی سبیل اللہ کا مرحلہ آئے اور میں اس میں اپنی گردن کٹا کر اللہ تعالیٰ کی جناب میں سرخرو اور سبکدوش ہوجاؤں۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلد اوّل :صفحہ506،طبع دہم :اپریل2019ء)

تواصی بالحق

* تواصی بالحق اس شان کے ساتھ مطلوب ہے کہ خواہ اس کے ضمن میں انسان کو فقروفاقہ سے دوچارہونا پڑے‘خواہ جسمانی تکلیفیں برداشت کرنی پڑیں‘خواہ اس کا تقاضا ہو کہ انسان نقد جان ہتھیلی پر رکھ کر میدانِ جنگ میں حاضرہوجائے اوراپنی جان کا ہدیہ اس راہِ حق میں پیش کر دے ‘ اس کے پائے ثبات میں لغزش نہ آنے پائے ۔یہ انسان کے فی الواقع متقی ‘نیک اور صالح ہونے کے لیے ناگزیر ہے ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلددوم :صفحہ10‘طبع ہشتم :اپریل2019ء)

جہاد:فرضِ عین یا فرضِ کفایہ؟

* ’’جہاد‘‘ کے لفظ کو ہم نے انتہائی بدنام کردیا اوراس کے مقدّس تصوّر کو بہت بری طرح مجروح کیا گیا ۔اورتیسرا ظلم اس پر یہ ڈھایا گیا کہ جہاد کوفرائض دینی کی فہرست سے خارج کردیاگیاکہ یہ فرضِ عین نہیں ہے‘بلکہ فرضِ کفایہ ہے۔ (مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلددوم :صفحہ27‘طبع ہشتم :اپریل2019ء)

مطالعہ کا حاصل

* میرے مطالعہ کا حاصل یہی ہے کہ دین کے لیے جدّوجُہد ہم پر فرض ہے ۔(قرآن حکیم اورہم :صفحہ30‘طبع چہارم :ستمبر2015ء)

جہاد اورقتال

* جہاد کے بارے میں سب سے پہلا مغالطہ ذہنوں میں یہ بٹھادیا گیا اور اس کے نتائج بہت دوررس ہیں کہ جہاد کے معنی ’’جنگ ‘‘ ہیں ۔اس بارے میں میری رائے ہے کہ اغیار اوربیگانوں کی کارستانی کے ساتھ ساتھ یگانوں اور اپنوں کی بھی غلطیاں ہیں ۔ اپنوں کی بڑی اکثریت نے بھی جہاد کو ’’جنگ ‘‘ ہی قراردیا ‘جب کہ قرآن مجید مستقل طورپر دواصطلاحات استعمال کرتاہے ‘ایک ’’جہاد فی سبیل اللہ ‘‘ اوردوسری ’’قتال فی سبیل اللہ‘‘۔لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اکثروبیشتر ہمارے دینی لٹریچر میں جنگ کے تمام مدارج ومراحل کے لیے بطورِ عنوان لفظ جہاد استعمال ہوجاتا ہے اورجنگ کو ’’جہاد‘‘ ہی سے موسوم کیا جاتاہے ۔چنانچہ ہوتے ہوتے ہمارے ذہنوں میں جہاد اور قتال مترادف کی حیثیت سے جاگزیں ہوگئے اورعام طورپر یہ سمجھا جانے لگا کہ جہاد کے معنی جنگ ہیں ۔(جماعت ِ شیخ الہندؒ اور تنظیم اسلامی :صفحہ167‘طبع ششم :اپریل2015ء)

جہاد کی چوٹی

* ایمان اورجہاد لازم وملزوم ہیں اورجہاد کی چوٹی قتال ہے ۔(جماعت ِ شیخ الہندؒ اور تنظیم اسلامی :صفحہ196‘طبع ششم :اپریل2015ء)

خطبہ جمعہ

جمعہ کی اصل اہمیت

* جمعہ کی اصل اہمیت خطبہ جمعہ کی وجہ سے ہے ۔(انقلاب نبوی ﷺ کا اساسی منہاج: صفحہ 51)

حکمت جمعہ

* خطبہ جمعہ دراصل عوامی سطح پر تذکیر بالقرآن ہی کی ایک ہمہ گیر شکل ہے ۔یہ گویا تعلیم بالغاں کا ایک عظیم نظام ہے جو اُمّت میں رائج کیا گیا کہ کوئی نائب رسول منبر رسول ؐ پر کھڑا ہو اور قرآن حکیم کی آیات کے ذریعے تذکیر و نصیحت کا وہی فریضہ سرانجام دے جو درحقیقت انقلاب محمد ﷺ کی جڑ اور بنیاد ہی نہیں 'مرکز و محور بھی ہے ۔(انقلاب نبوی ﷺ کا اساسی منہاج: صفحہ 51)

خطبہ جمعہ

* جمعہ کو جس چیز نے ''جمعہ '' بنایا ہے وہ خطبہ جمعہ ہے اور خطبہ جمعہ کی غرض وغایت تذکیر بالقرآن ہے۔ (مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلددوم : صفحہ 181)

جمعہ میں حاضر وشمار

* جمعہ میں صرف وہی لوگ حاضر شمار ہوتے ہیں جو وقت پر آئیں اور مکمل خطبے کی سماعت کریں۔ (مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلددوم : صفحہ 182)

جمعہ کی حیثیت

* جمعہ اب ہمارے ہاں بس ایک رسم بن کر رہ گیا ہے اوراس کو رسم کی حیثیت سے ادا کرنے والے آج کثیر تعدادمیں موجود ہیں ۔لیکن ہماری کوتاہی کے باعث اس سے وہ مقصود حاصل نہیں ہورہا جو کہ اس مبارک عبادت سے حاصل ہونا چاہیے ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلددوم :صفحہ183'طبع ہشتم :اپریل2019ء)

حزب اللہ و حزب الشیطان

زندگیوں میں تبدیلی

* ہم اپنی زندگیوں میں تبدیلی لائیں ۔ معصیت کو ترک کریں ‘اپنی معاشرت اور معاش سے حرام چیزوں کو نکال باہر کریں ۔فرائض کی ادائیگی میں جو کوتاہی ہے اس کی تلافی کریں۔اس انفرادی توبہ کے بعد مل جل کر ایک حزب اللہ بنائیں ۔(علّامہ اقبال ‘قائداعظم اور نظریہ پاکستان :صفحہ58 ‘طبع اوّل :جولائی 2007ء)

شیطان ہمارا دشمن

* شیطان ہمیں ورغلاتا ہے ‘برے راستے کو مزین کرکے دکھاتا ہے ‘اس لیے کہ شیطان ہمارا دشمن ہے۔ (جہادفی سبیل اللہ :صفحہ29 ‘طبع اوّل :اپریل 2000ء)* شیطان آدم اور ذُرّیت ِ آدم کا ازلی دشمن ہے ۔اس کی چالوں سے پوری طرح ہوشیار وچوکس رہنے کی ضرورت ہے۔(قرآن حکیم کی سُورتوں کے مضامین کا اجمالی تجزیہ :صفحہ74‘طبع اوّل :رمضان المبارک1398ھ)

غیر مرئی شیطان

* ایک غیر مرئی شیطان (جن) تو ہر انسان کے ساتھ لگادیا گیا ہے جو اسے برائی پر اُکساتا رہتا ہے۔ (جہادفی سبیل اللہ :صفحہ29 ‘طبع اوّل :اپریل 2000ء)

گناہ کی دعوت

* شیطان کو اللہ کے بندوں پر کوئی اختیار حاصل نہیں ہے ‘وہ گناہ کی دعوت ضرور دیتا ہے لیکن اس کو قبول کرنا یا نہ کرنا سراسرانسان کے اپنے اختیار میں ہے۔(قرآن حکیم کی سُورتوں کے مضامین کا اجمالی تجزیہ :صفحہ115‘طبع اوّل :رمضان المبارک1398ھ)

شیطان کا معاملہ

شیطان کا معاملہ یہ نہیں ہے کہ وہ ایک ہی ہتھیار سے سب کو شکار کرناچاہے ۔وہ مختلف ذہنی سطح اور مختلف افتاد ِطبع کے لوگوں کو مختلف حربوں سے زیر کرنے کی کوشش کرتا ہے۔(اُمُّ المُسَبِّحات‘یعنی سورۃ الحدید :صفحہ321‘طبع اوّل :جون2005ء)

دو دعوتیں

* دنیا میں دونوں دعوتیں بیک وقت موجود رہتی او رچلتی ہیں ۔توحید اور ایمان کی دعوت بھی اور کفر وشرک کی دعوت بھی ۔قیامت تک یہ دعوتیں چلتی رہیں گی ۔داعیانِ حق بھی رہیں گے اورداعیانِ باطل بھی رہیں گے ۔(توحید ِعملی :صفحہ58‘طبع اوّل :مارچ 1985ء)

باطل کی دعوت

* باطل کی دعوت بہت منظّم اور ہمہ گیر ہے ۔اس کے داعیان بڑے عیار اور چالاک ہیں۔ پھر ذرائع ابلاغ پر ان کی

کُرفت بہت مضبوط ہے ‘جس کے ذریعے وہ معاشرے میں گمراہی پھیلا رہے ہیں ۔(توحید عملی :صفحہ58‘طبع اوّل :مارچ 1985ء)

روح کا آئینہ

* قلب دراصل روح کا آئینہ ہے ۔یہ روح کی طرف ہوجائے تو روح کے اثرات اور انواروبرکات پورے وجود پر چھاجاتے ہیں اور اگر قلب کا رخ نفس امارہ کی طرف ہوجائے تو پوری انسانی شخصیت حیوانیت کا نقشہ پیش کرتی ہے‘ بلکہ ہوسکتا ہے کہ انسان ایسا گھٹیا کردارپیش کرے اور اُس سے اس قدر برے اعمال صادرہوں کہ حیوانیت اور درندگی بھی شرماجائے ۔(سیرت ِ خیرالانام علیھا الصلوۃ والسلام :صفحہ26‘طبع اوّل :اکتوبر 2013ء)

خوش قسمت

* جو شخص خوش قسمت ہو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو روح کی طرف موڑدیتا ہے۔ وہ بھلائی ‘نیکی‘ ایمان‘ تقویٰ اور جہاد فی سبیل اللہ کی طرف راغب ہوجاتاہے‘ اور بدقسمت شخص کے قلب کا رُخ نفس امارہ کی طرف ہوجاتا ہے اور وہ حیوانیت کے راستے پر چل پڑتا ہے‘ قرآن کے نزدیک اس طرح کے لوگ حیوانوں سے بھی گئے گزرے ہیں ۔(سیرت ِ خیرالانام علیھا الصلوۃ والسلام :صفحہ27‘طبع اوّل :اکتوبر 2013ء)

حزب الشیطان

* دنیا میں شیطان کے ایجنٹ ہیں ‘یہ جنّوں میں سے بھی ہیں اور انسانوں میں سے بھی۔ یہ شیطان کی باقاعدہ پارٹی کا حصّہ ہیں ‘جسے قرآن حکیم میں ’’حزب الشیطان ‘‘کہا گیا ہے ۔ان کا کام حق کا راستہ روکنا اور شراور باطل کو فروغ دیناہے ۔(سیرت ِ خیرالانام علیھا الصلوۃ والسلام :صفحہ28‘طبع اوّل :اکتوبر 2013ء)

خوشنما دنیا

* ابلیس کو یہ اختیار نہیں کہ وہ آپ کو غلط راستے پر لے جائے ۔اُس کا طریقہ واردات یہ ہے کہ آپ کے سامنے دنیا کو خوشنما بنائے گا ‘بدی کو خوشنما بناکرپیش کرے گا ‘اس کے لیے بڑے اچھے اچھے الفاظ کا استعمال گھڑ کردے گا ۔

(سیرت ِ خیرالانام علیھا الصلوۃ والسلام :صفحہ30‘طبع اوّل :اکتوبر 2013ء)

گناہوں کو آراستہ کرنے کی مثال

* اس دور میں گناہوں کو آراستہ کرنے کی سب سے نمایاں مثال یہ ہے کہ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے یہ طے کیا ہے کہ prostitute(طوائف) کو prostitute نہ کہا جائے بلکہ sex workerکانام دیاجائے ۔اسی طرح عصمت فروشی کے بارے میں یہ نہ کہا جائے کہ یہ کوئی بری بات ہے ‘یہ بھی ایک ذریعہ معاش ہے۔ایک عالمی ادارے کی جانب سے ایسا فیصلہ اس لیے ہوا ہے کہ یہ ادارہ یہود کے شکنجے میں ہے ‘جو ساری دنیا میں پوری طرح شیطانیت اور

بے حیائی کو عام کرنا چاہتے ہیں ۔(سیرت۔ خیرالانام علیہ الصلوۃ والسلام :صفحہ31‘طبع اوّل :اکتوبر2013ء)

حزب اللہ

* جب تم اس معیار پر پورے اُتر جاؤگے کہ تمہاری ولایت ‘تمہارا دلی تعلّق اللہ سے ‘ اُس کے رسول ﷺ سے اوراہل ایمان سے ہوگا ‘تو پھر ہی تم وہ حزب اللہ بن سکوگے جو اللہ کے وعدے کے مطابق غالب آکر رہے گی ۔

(سیرت۔ خیرالانام علیہ :صفحہ101‘طبع اوّل :اکتوبر2013ء)

اللہ کا دشمن ‘ہمارا دشمن

* جواللہ کا دشمن ہےوہ ہمارادشمن ہے ‘جواللہ کے دین کا دشمن ہےوہ ہمارا دشمن ہے‘ چاہے وہ اپنے آپ کو مسلمان کہلاتا ہو‘چاہے وہ ہمار بھائی یا بیٹا ہو ‘خواہ وہ ہمارے عزیز رشتہ دار ہوں۔(حزب اللہ کے اوصاف :صفحہ71‘طبع اوّل :جون2006ء)

تکبر

* ابوجہل کے اعراض وانکار اور کفر وتکذیب کا سب سے بڑا سبب تکبر تھا ۔وہ نبی اکرم ﷺ کے سامنے نیچا ہونے کے لیے تیار نہیں تھا ۔اسی لیے اس نے تصدیق نہیں کی۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداوّل :صفحہ283‘طبع دہم :اپریل2019ء)

حکمِ الٰہی

اذنِ الٰہی

* اللہ کے اذن کے بغیر بھارت اورامریکہ سمیت دنیا کی کوئی طاقت ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی ۔ (رسول انقلاب ﷺ کا طریق انقلاب:صفحہ 7‘طبع اوّل : ستمبر2004ء)

سر تسلیم خم

* اللہ ہمارے بارے میں جو فیصلہ بھی کرے ہمیں قبول ہے ۔اس کی مرضی کے آگے سر تسلیم خم ہے۔(اہل ایمان کو پیشگی تنبیہ:صفحہ22‘طبع اوّل :جولائی 2003ء)

اللہ کا اِذن

* آگ کا وصف ذاتی او ر مستقل نہیں ' بلکہ اللہ کے اذن کے تابع ہے ۔آگ اُسی وقت جلائے گی جب اللہ کا اذن ہوگا 'اگر نہیں ہوگا تو نہیں جلائے گی ۔(حقیقت واقسام شرک :صفحہ55 'طبع اوّل :اکتوبر2008ء)

اللہ پر توکّل

* ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھ رہنے کے بجائے جتنے بھی اسباب ووسائل فراہم کرسکتے ہو کرو' لیکن تمہار اتوکّل ان اسباب ووسائل پر نہ ہو ۔یہ حقیقت ذہن نشین رہے کہ اسباب سے کچھ نہیں ہوگا 'بلکہ ہوگا وہی جو اللہ چاہے گا ۔(حقیقت واقسام شرک :صفحہ59 'طبع اوّل :اکتوبر2008ء)

ان شاء اللہ !

* جب بھی کسی کام کا ارادہ کریں تو مقدور بھر اسباب ووسائل بروئے کار لانے کے بعد زبان پر الفاظ ہوں ان شاء اللہ ! اوردل میں یہ پختہ یقین ہو کہ تمام اسباب

ووسائل اذنِ خداوندی کے محتاج ہیں اورنتیجہ وہی نکلے گا جو اللہ چاہے گا ۔(حقیقت واقسامِ شرک :صفحہ60 'طبع اوّل :اکتوبر 2008ء)

ماشاء اللہ !

* آپ کہیں گھر میں داخل ہوں اوروہاں آپ کو کوئی اچھا منظر نظر آئے ' بچے کھیل رہے ہوں 'گھر کے اندر خوشی کا ماحول ہو'ایک ہنستا بستا ہرابھرا گھر ہو تو فوراً زبان سے نکلنا چاہیے ماشاء اللہ !(حقیقت واقسامِ شرک :صفحہ64 'طبع اوّل :اکتوبر 2008ء)

علم حاضر

* علم حاضر بھی اللہ ہی کا عطا کردہ ہے 'ہمارا ذاتی نہیں ہے ۔آنکھ دیکھ رہی ہے تو اسے اللہ دکھارہا ہے تو دیکھ رہی ہے 'ورنہ آنکھ کے بس کا روگ نہیں ہے کہ دیکھ سکے ۔کان بھی سن رہے ہیں تو اللہ کے سنوانے سے سن رہے ہیں 'ورنہ کانوں کا ذاتی وصف نہیں ہے کہ وہ سن سکیں ۔(حقیقت واقسام شرک :صفحہ72 'طبع اوّل :اکتوبر2008ء)

خالق کا ارادہ

* ارادہ ہم بھی کرتے ہیں اور ارادہ اللہ کا بھی ہے ۔لیکن وہ {فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ} ہے کہ جوارادہ کرے 'اسے کر گزرنے والاہے 'جبکہ کسی او رکی یہ شان نہیں۔(حقیقت واقسامِ شرک :صفحہ75 'طبع اوّل :اکتوبر2008ء)

شفاعت

* اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر کوئی ہستی بھی کسی کے لیے شفاعت نہیں کرسکے گی ۔(حقیقت واقسامِ شرک :صفحہ83 'طبع اوّل

:اکتوبر2008ء)

جو اللہ چاہے

* کسی شخص سے کچھ مانگنا ہے تو اس عقیدے اوریقین کے ساتھ مانگو کہ وہ شخص تمہارے لیے صرف وہی کچھ کرسکے گا جو اللہ چاہے گا ۔یعنی اللہ ہی اُس کے دل

میں بات ڈالے گا کہ وہ تمہارے لیے وہ کام کرے ۔(حقیقت واقسام شرک :صفحہ116 ،طبع اوّل :اکتوبر2008ء)

شفا من جانب اللہ

* مریض کو دوا پلانا تورسول اللہ ﷺ کی سُنّت اورہدایت ہے ،لیکن توحیدیہ ہے کہ توکّل اور بھروسہ دواپر نہ ہو بلکہ اللہ تعالیٰ پر ہو کہ دوا میں تاثیر تب ہوگی اگر اللہ چاہے گا، شافی اصل میں دوا نہیں ہے بلکہ اللہ ہے ۔اللہ چاہے تو بغیر دوا کے بھی شفادے دیتا ہے ،وہ شافی بھی ہے اور کافی بھی ہے۔ (حقیقت واقسام شرک :صفحہ116)

واضح اجازت

* یہ قاعدہ ہے کہ رسول اپنی جگہ سے نہیں ہل سکتا ،وہ اپنے مستقر کو نہیں چھوڑسکتا ،جب تک کہ اللہ کی طرف سے واضح اجازت نہ آجائے ۔(رسول کامل ﷺ :صفحہ44 ،طبع اوّل :دسمبر1983ء)

بالاتر طاقت

* آدمی ایک ارادہ کرتا ہے کہ مجھے یہ کام یوں کرنا ہے ،مگر وہ اُس طور سے نہیں ہوپاتا۔ معلوم ہوا کہ کوئی بالاتر طاقت ہے ،جس کے ہاتھ میں کل اختیار ہے۔(سیرت خیرالانام علیہ الصلوۃ والسلام :صفحہ170 ،طبع اوّل :اکتوبر2013ء)

اللہ کا انتخاب

* اگر پہلے روز سے ادراک ہوجائے کہ یہ اللہ کا انتخاب ہے ،اللہ کی پسند ہے ،اللہ نے جس کو جوچاہا دے دیا تو پھر حسد نہیں ہوگا ۔(حزب اللہ کے اوصاف :صفحہ113 ،طبع اوّل :جون2006ء)

اذنِ الٰہی

* مطمئن رہو ،تمہیں اللہ کے اذن کے بغیر کوئی کچھ بھی ضرر نہیں پہنچا سکتا ۔(حزب اللہ کے اوصاف :صفحہ283 ،طبع اوّل :جون2006ء)

بادشاہِ حقیقی کا حکم

* اللہ تعالیٰ نے جن مخلوقات کو کچھ اختیار بخشا ہے ،جیسے جن وانس ،ان کا اپنا پورا وجود بھی اللہ کے قانون میں جکڑا

ہوا ہے ۔چنانچہ ہم اس بات پر قادر نہیں ہیں کہ اپنے جسم کے کسی حصے پر بالوں کی روئیدگی کو روک سکیں ۔ہمیں یہ اختیار حاصل نہیں ہے کہ جب چاہیں اپنے قلب کی حرکت کو روک دیں او رجب چاہیں اسے رواں کر دیں۔ اسی طرح ہم آنکھ سے سننے کا کام نہیں لے سکتے اور کان سے دیکھنے کا کام نہیں لے سکتے۔ معلوم ہوا کہ ہمارا اپنا وجود بھی ہمارے حکم کے تابع نہیں ہے ‘بلکہ اللہ تعالیٰ کے قوانین تکوینی و طبعی میں جکڑا ہوا ہے ۔گویا وہ بھی اسی بادشاہِ حقیقی کا حکم مان رہا ہے ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداوّل :صفحہ214‘طبع دہم :اپریل2019ء)

اذن خداوندی

* اگر تم ایک علیم اور حکیم اللہ کو مانتے ہو کہ وہ ہرچیز پر قدرت رکھتا ہے اور یہ بھی تسلیم کرتے ہو کہ وہی اس کائنات کا اصل حکمران ہے اور اس کے اذن کے بغیر ایک پتّا تک نہیں ہل سکتا ‘تو اس کا لازمی اور منطقی نتیجہ یہ ہے کہ کوئی مصیبت ‘کوئی تکلیف‘ کوئی نقصان ‘کوئی حادثہ ‘کوئی موت ‘کوئی افتاد اور کسی بھی قسم کے ناخوشگوار واقعات وحوادث اذنِ خداوندی کے بغیر وارد او رظہور پذیر نہیں ہوسکتے ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداوّل :صفحہ233‘طبع دہم :اپریل2019ء)

حسنِ سلوک

والدین کے ساتھ حسنِ سلوک

* والدین کے ساتھ حسنِ سلوک‘ ان کے ادب واحترام او رمعروف میں ان کی فرمانبرداری کے جو تاکیدی احکام قرآن وسُنّت نے دیے ہیں ‘اس کی کوئی نظیر آپ کو کسی بھی دوسرے مذہب یانظام فکر میں نہیں ملے گی ۔(اسلام میں عورت کا مقام :صفحہ27 ‘طبع اوّل :اپریل 1984ء)

ماں کا احترام

* اللہ اور رسول ﷺ کے بعد سب سے زیادہ احترام وتکریم کی مستحق ماں ہے ۔(اسلام میں عورت کا مقام :صفحہ29 ‘طبع اوّل :اپریل 1984ء)

والدین کا حق

* اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے بعد انسان سب سے زیادہ زیر بار احسان ہے اپنے والدین کا‘ جنہوں نے اسے پالا پوسا ‘اپنا پیٹ کاٹ کراسے کھلایا پلایا ‘اپنے آرام کو تج کر اس کے آرام کی فکر کی ‘اس کی تکلیف پر بے چین ہوتے رہے ۔پھر اُن میں بالخصوص والدہ کا حق بہت فائق ہے۔ (ملفوظاتِ ڈاکٹر اسرار احمدؒ‘صفحہ102)

بیٹی کا باپ ہونا

* نبی اکرم ﷺ نے یہ تعلیم دی ہے کہ بیٹی کا باپ ہونا ہرگز موجبِ عار نہیں ہے ‘بلکہ موجبِ سعادت ہے ۔ (اسلام میں عورت کا مقام :صفحہ34 ‘طبع اوّل :اپریل 1984ء)

حقوق وفرائض میں توازن

* جہاں زیادہ ذمہ داری ہوگی ‘وہاں اختیار بھی زیادہ ہوگا ۔چنانچہ حقوق اور فرائض

182

میں اگر توازن ہوگا تو وہ معاشرہ صحیح رہے گا ‘اور اگراس کے اندر عدم توازن راہ پاگیا تواسی کانام ظلم ‘عدوان ‘زیادتی اور ناانصافی ہے۔(اُمُّ المُسَبِّحات‘یعنی سورۃ الحدید: صفحہ282‘طبع اوّل :جون2005ء)

امن وسکون کا انحصار

* فیملی ایک منظّم ‘مستحکم اور متحد ادارہ ہو‘اس کے اندر نظم وضبط ہو۔اس لیے کہ پورے معاشرے کے امن وسکون کا انحصار اسی ادارے پر ہے ۔(اُمُّ المُسَبِّحات‘یعنی سورۃ الحدید: صفحہ283‘طبع اوّل :جون2005ء)

متوازن نظام

* انسان محتاج ہے کہ وہ ایک متوازن نظام کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے جو سب کا خالق ہے ۔(اُمُّ المُسَبِّحات‘یعنی سورۃ الحدید :صفحہ283‘طبع اوّل :جون2005ء)

183

خطباتِ قائداعظم

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات

* ’’اسلام ہمیں ایک مکمل ضابطہ حیات دیتاہے ۔یہ نہ صرف ایک مذہب ہے بلکہ اس میں قوانین ‘فلسفہ اور سیاست سب کچھ ہے ۔درحقیقت اس میں وہ سب کچھ موجودہے جس کی ایک آدمی کو صبح سے رات تک ضرورت ہوتی ہے ۔جب ہم اسلام کا نام لیتے ہیں تو ہم اسے ایک کامل (دین)کی حیثیت سے لیتے ہیں۔ہمارا کوئی غلط مقصد نہیں‘ بلکہ ہمارے اسلامی ضابطہ کی بنیاد آزادی ‘عدل ومساوات اوراخوت ہے ۔‘‘(گیا‘بہار کے مسلمانوسے خطاب {11جنوری 1938ء}

خطبات ِقائداعظم :صفحہ4‘طبع :ستمبر2007ء)

آپ متحدرہیں

* ’’ہمارے نبی کریم ﷺ نے اکیلے کام شروع کیا تھا۔یقیناًہم تناسب میں کم ہیں‘ لیکن یہ بات ہمارے لیے پریشانی کا باعث نہیں ہونی چاہیے ۔1300سال قبل ہمارے پیغمبر ﷺ نے اُس وقت اپنے عقیدے کی تبلیغ فرمائی جب ایک بھی مسلمان نہیں تھا ۔20سال کے عرصہ میں ہمارے نبی ﷺ نے نہ صرف عرب بلکہ مصر اوریورپ تک اپنا عقیدہ پھیلادیا‘ بلکہ انہیں اپنے زیر نگیں بھی کرلیا ۔اگر صرف ایک مسلمان یہ سب کچھ کرسکتا ہے تو نوکروڑ مسلمان کیوں نہیں کرسکتے ؟ اگر مسلمان نے کبھی شکست کھائی تو وہ دوسرے مسلمان ہی سے ۔میرا یہ کہنا ہے کہ اگر

آپ متحد رہیں تو دنیا کی کوئی طاقت آپ کو دبا نہیں سکتی ۔''(گیا ،بہار کے مسلمانوں سے خطاب {13جنوری 1938ء}خطبات ۔ قائدا عظم :صفحہ5،طبع : ستمبر2007ء)

اللہ تعالیٰ کا خلیفہ

* ''در حقیقت آدمی کو قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا خلیفہ کہا گیا ہے ۔ اگر آدمی کی یہ

صراحت (توصیف) کسی اہمیت کی حامل ہے تو ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم قرآن مجید پر عمل کریں ۔دوسرے انسانوں کے ساتھ ایسا ہی برتاؤ کریجیسا اللہ تعالیٰ اپنی انسانی مخلوق کے ساتھ کرتا ہے۔وسیع معنوں میں یہ فرض ،فرضِ محبّت وصبر ہے ۔میرا یقین ہیں کہ یہ فرض منفی نہیں بلکہ مثبت ہے ۔''(عید کا پیغام:انسان اللہ تعالیٰ کا خلیفہ {بمبئی 13نومبر1939ء }خطبات ۔ قائدا عظم :صفحہ7،طبع : ستمبر2007ء)

اسلام اور ہندو دھرم

* ''اسلام اور ہندو دھرم محض مذاہب نہیں ہیں ، بلکہ در حقیقت وہ دو مختلف معاشرتی نظام ہیں ۔چنانچہ اس خواہش کو خواب وخیال ہی کہنا چاہیے کہ ہندو اور مسلمان مل کر ایک مشترکہ قومیت تخلیق کرسکیں گے۔یہ لوگ آپس میں شادی بیاہ نہیں کرتے نہ ایک دستر خوان پر کھانا کھاتے ہیں ۔ میں واشگاف لفظوں میں کہتا ہوں کہ وہ دو مختلف تہذیبوں سے واسطہ رکھتے ہیں ۔ اور ان تہذیبوں کی بنیاد ایسے تصوّرات اور حقائق پر رکھی گئی ہے جو ایک دوسرے کی ضد ہیں ،بلکہ اکثر متصادم ہوتے رہتے ہیں ۔انسانی زندگی کے متعلّق ہندوؤں اور مسلمانوں کے خیالات اور تصوّرات ایک دوسرے سے مختلف ہیں ۔''(اجلاس مسلم لیگ ،لاہور''دوقومی نظریہ '' {24-22مارچ 1940ء }خطبات ۔ قائدا عظم :صفحہ8،طبع : ستمبر2007ء)

علاّمہ اقبال ایک متحرک شخصیت

* ''اقبال صرف ایک عظیم شاعر ہی نہ تھے جو ادبی دنیا کی تاریخ میں ایک بہترین ادیب جانے جاتے ، بلکہ وہ ایک متحرک شخصیت تھے،جنہوں نے اپنی زندگی میں مسلمانوں کے قومی شعور کو بیدار کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا۔''(علاّمہ اقبال ؒایک حرکی (عملی) شخصیت {25مارچ 1940ء }خطبات ۔ قائدا عظم :صفحہ9،طبع : ستمبر2007ء)

پاکستان

* ''پاکستان نہ صرف ایک عملی منزل ہے بلکہ صرف یہی ایک ایسی منزل ہے جہاں

آپ اس خطہ میں اسلام کو مکمل تباہی سے بچاسکتے ہیں ۔ ہمیں ابھی لمبا راستہ طے کرنا ہے۔''(علی گڑھ مسلم یونیورسٹی یونین سے خطاب {10مارچ 1941ء }خطبات ۔ قائدا عظم :صفحہ9،طبع : ستمبر2007ء)

اقلیتوں کے ساتھ سلوک

* ''میں آپ کو اپنی کتاب قرآن مجید اوراپنی تاریخی روایات کے حوالہ سے یقین دلاتا ہوںکہ اسلام نے جہاں بھی اسے اقتدار حاصل ہوا ،اقلیتوں کے ساتھ نہ صرف عادلانہ اورمنصفانہ بلکہ فیاضانہ سلوک کیا ہے ۔ یہ مسلمانوں پر ایک متبرک فرض ہے۔مَیں دوبارہ آپ کو یقین دلاتاہوں کہ جیسا بھی غلط اورجھوٹا پراپیگنڈہ کیا جائے ، اسلام، ہندو ، سکھ یادوسری اقلیتوں کے ساتھ بطورپاکستانی شہری برادرانہ سلوک قائم رکھے گا،حالانکہ وہ عقیدہ میں مختلف ہوں گے۔ میرے نزدیک اس گمبھیر اورپیچیدہ مشکل کا واحد حل یہی ہے ۔ ''(''اقلیتوں کے ساتھ سلوک ''اوٹامنڈکے ہندوؤںسے خطاب 23جون 41ء خطبات۔ قائداعظم :صفحہ9،طبع 2007ء)

جسدِ واحد

* ''وہ کون سارشتہ ہے ،جس سےمنسلک ہونے سے تمام مسلمان جسدِ واحدکی طرح ہیں؟ وہ کون سی چٹان ہے ،جس پران کی ملّت کی عمارت استوارہے؟ وہ کون سا لنگرہے جس سے اس اُمّت کی کشتی محفوظ کردی گئی ہے ؟ وہ رشتہ ، وہ چٹان ، وہ لنگر خداکی کتاب قرآن مجید ہے ۔مجھے یقین ہے کہ جوں جوں ہم آگے بڑھتے جائیں گے، ہم میں زیادہ سے زیادہ اتحادپیدا ہوتا جائے گا ۔ ایک خدا ،ایک رسول ؐ ایک کتاب ، ایک اُمّت ''(اجلاس مسلم لیگ ،کراچی {1943ء}خطبات۔ قائداعظم :صفحہ10،طبع :ستمبر2007ء)

دوقومی نظریہ

* ''پاکستان اسی دن وجودمیں آگیا تھا جب ہندوستان میں پہلا ہندو ،مسلمان ہوا

تھا۔یہ اس زمانے کی بات ہے جب یہاں مسلمانوں کی حکومت قائم نہیں ہوئی تھی ۔ مسلمانوں کی قومیت کی بنیاد کلمہ توحید ہے ،وطن نہیں اورنہ ہی نسل ۔ ہندوستان کا جب پہلا ہندو مسلمان ہوا تووہ پہلی قوم کا فردنہیں رہا۔ وہ ایک جداگانہ قوم کا فرد ہوگیا۔ ہندوستان میں ایک نئی قوم وجود میں آگئی ۔''(''دوقومی نظریہ''مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں خطاب 8مارچ 44ء خطبات۔ قائداعظم ،صفحہ11،طبع ستمبر2007ء)

غیر مسلم اقلیتوں کویقین دہانی

* ''قائداعظم محمد علی جناح نے غیر مسلم اقلیتوں کو یقین دلایا کہ اگرپاکستان قائم ہوگیا تو ان کے ساتھ رواداری ،انصاف اورفیاضی کاسلوک کیاجائے گا۔ اقلیتوں کو یہ حقوق قرآن مجید نے دیے ہیں اور مسلمانوں کی تاریخ ان کویہی سبق سکھاتی ہے ۔''(غیر مسلم اقلیتوں کویقین دہانی {29مارچ 1944ء}خطبات۔ قائداعظم :صفحہ11،طبع :ستمبر2007ء)

اسلامی معیشت

* ''ہمارا ہدف امیر کو امیر تربنانااوردولت کو چند ہاتھوں میں مرتکز کرنانہیں ہے۔ہمیں عوام کاعمومی معیارِ زندگی

بلندکرناہوگا ۔ہمارا آئیڈیل سرمایہ داری نہیں اسلامی معیشت ہوگا ۔ اورعوام کی فلاح وبہبوداور ان کے مفادات مسلسل ہمارے پیش نظر رہنے چاہئیں۔‘‘(دہلی میں خطاب {6نومبر 1944ء }خطبات ِ قائدا عظم :صفحہ11‘طبع :ستمبر2007ء)

مکمل رہنمائی

٭ ’’ہمیں قرآن پاک ‘حدیث شریف اور اسلامی روایات کی طرف رجوع کرنا ہوگا‘ جن میں ہمارے لیے مکمل رہنمائی ہے‘ اگر ہم ان کی صحیح ترجمانی کریںاور قرآن پاک پر عمل پیرا ہوں۔‘‘({6مارچ 1946ء }خطبات ِ قائدا عظم :صفحہ12‘طبع :ستمبر2007ء)

پاکستان کا مطالبہ

٭ ’’ہم نے پاکستان کا مطالبہ ایک زمین کا ٹکڑا حاصل کرنے کے لیے نہیں کیا تھا ‘بلکہ ہم ایک ایسی تجربہ گاہ حاصل کرناچاہتے ہیں جہاں ہم اسلام کے اصولوں کو آزماسکیں۔‘‘(اسلامیہ کالج ‘پشاور {13جنوری 1948ء }خطبات ِ قائدا عظم :صفحہ14‘طبع :ستمبر2007ء)

ہماری نجات کا واحد ذریعہ

٭ ’’میرا ایمان ہے کہ ہماری نجات کا واحد ذریعہ اس سنہری اصولوں والے ’’ضابطہ حیات ‘‘ پر عمل کرنا ہے جو ہمارے عظیم واضح ِقانونِ پیغمبر ِاسلام ﷺ نے ہمارے لیے قائم کررکھا ہے ۔ ہمیں اپنی جمہوریت کی بنیادیں سچے اسلامی اصولوں اور تصوّرات پر رکھنی ہیں ۔ اسلام کا سبق یہ ہے : مملکت کے امور ومسائل کے بارے میں فیصلے باہمی بحث وتمحیص اور مشوروں سے کیا کرو ۔‘‘(سبی دربار ‘بلوچستان سے خطاب {14فروری 1948ء }خطبات ِ قائدا عظم :صفحہ15‘طبع :ستمبر 2007ء)

اسلامی حکومت

٭ ’’اسلامی حکومت کے تصوّر کا یہ امتیاز پیش نظر رہنا چاہیے کہ اس میں اطاعت اور وفاکشی کا مرجع خداکی ذات ہے‘ جس کی تعمیل کا ذریعہ قرآن مجید کے احکام اور اصول ہیں۔اسلام میں اصلاً نہ کسی بادشاہ کی اطاعت ہے ‘ نہ پارلیمنٹ کی ‘نہ کسی شخص اور ادارے کی۔ قرآن مجید کے احکام ہی سیاست ومعاشرت میں ہماری آزادی اورپابندی کی حدودمتعین کرسکتے ہیں ۔ دوسرے الفاظ میں اسلامی حکومت قرآن کے اصول واحکام کی حکومت ہے ۔‘‘(اسلامی حکومت ‘ قرآن کے اصول واحکام کی حکومت ہے کراچی‘ 48ء خطبات ِ قائدا عظم :صفحہ15‘طبع 2007ء)

مثالی معاشی نظام

٭ ’’اگرہم نے مغرب کا معاشی نظریہ اور نظام اختیار کیا تو عوام کی پُرسکون خوشحالی

حاصل کرنے کے اپنے نصب العین میں ہمیں کوئی مدد نہ ملے گی ۔ ہمیں دنیا کے سامنے ایک مثالی معاشی نظام پیش کرنا ہے جو انسانی مساوات اور معاشرتی انصاف کے سچے اسلامی تصوّرات پر قائم ہو ۔''(سٹیٹ بینک آف پاکستان کے افتتاح پر خطاب 15جولائی 48ء خطبات ِ قائدا عظم :صفحہ16‘طبع 2007ء)

رسولِ خدا ﷺ کا روحانی فیض

* قائد اعظم محمد علی جناح نے اپنی وفات بتاریخ 11 ستمبر 1948ء سے دوتین دن پہلے پروفیسر ڈاکٹر ریاض علی شاہ سے فرمایا :''تم جانتے ہو کہ جب مجھے یہ احساس ہوتا ہے کہ پاکستان بن چکا ہے تو میری روح کو کس قدر اطمینان ہوتا ہے ! یہ مشکل کام تھا اورمیں اکیلا اسے کبھی نہیں کرسکتا تھا ۔ میرا ایما ن ہے کہ یہ رسولِ خدا ﷺ کا رُوحانی فیض ہے کہ پاکستان وجود میں آیا ۔ اب یہ پاکستانیوں کا فرض ہے کہ وہ اسے خلافت راشدہ کا نمونہ بنائیں تاکہ خدا اپنا وعدہ پورا کرے اور مسلمانوں کو زمین کی بادشاہت دے ۔''(قائد اعظم محمد علی جناح کی وفات {11ستمبر 1948ء }خطبات ِ قائدا عظم :صفحہ16‘طبع :ستمبر2007ء)

دین و مذہب

دین اور مذہب میں فرق

* دین اور مذہب میں بنیادی فرق کو سمجھ لیجیے ! مذہب ایک جزوی حقیقت ہے ‘یہ صرف چند عقائد اور کچھ مراسم عبودیت کے مجموعے کا نام ہے ‘جبکہ دین سے مراد ہے ایک مکمل نظام جو زندگی کے تمام پہلوؤں پر حاوی ہو ۔(سورۃ الصف :صفحہ 44‘طبع اوّل :اپریل 2001ء)

دین انگریز

* اس بر عظیم میں دین انگریز کا تھا ‘law of the landاُس کا تھا ‘دین انگریز کے تحت اسلام نے سمٹ کر ایک مذہب کی صورت اختیار کرلی تھی کہ نمازیں جیسے چاہو پڑھو ‘انگریز کوکوئی اعتراض نہ تھا ‘اذانیں بخوشی دیتے رہو ‘وراثت اور شادی بیاہ کے معاملات بھی اپنے اصول کے مطابق طے کرلو ‘لیکن ملکی قانون انگریز کی مرضی سے طے ہوگا۔یہ معاملہ تاج برطانیہ کی sovereighntyکے تحت ہوگا ‘اس میں تم مداخلت نہیں کرسکتے ! یہ تھا وہ تصوّر جس کے بارے میں اقبال نے بڑی خوبصورت پھبتی چست کی تھی : ؎

مُلاّ کو جو ہے ہند میں سجدے کی اجازت

ناداں یہ سمجھتا ہے کہ اسلام ہے آزاد !

(سورۃ الصف :صفحہ45‘طبع اوّل :اپریل 2001ء)

اسلام :دین یا مذہب ؟

* دیکھیے ایک ہے اسلام مسجدوں والا‘نمازوں والا ‘روزوں والا ‘حج والا ۔وہ تو انڈیا میں بھی ہے ‘امریکہ میں بھی ہے ۔وہاں مسجدیں بن رہی ہیں ‘روزے رکھے جارہے ہیں‘ عیدیں منائی جاتی ہیں ‘یعنی اسلام مذہب کی حیثیت سے دنیا میں ہرجگہ موجود

ہے ‘لیکن اسلام بحیثیت دین کہیں نہیں ہے ۔دین کہتے ہیں مکمل نظام حیات کو‘ اورقرآن میں اسلام کے لیے ہمیشہ لفظ دین آیا ہے ‘مذہب نہیں آیا‘پورے قرآن میں لفظ مذہب ہے ہی نہیں ۔حدیث میں بھی میری معلومات کی حدتک لفظ مذہب نہیں آیا ۔ (توبہ کی عظمت اور تاثیر: صفحہ 51‘طبع اوّل :نومبر 2011ء)

نظام: اللہ کا یا غیر اللہ کا؟

* نظام ایک ہی رہے گا ۔اللہ کا نظام ہوگا یا غیر اللہ کا ہوگا۔نظام دوہرگز نہیں ہوسکتے‘ جبکہ ایک خطہ زمین میں مذاہب یک وقت بہت سے ممکن ہیں۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلددوم : صفحہ 107‘طبع ہشتم :اپریل 2019ء)

دین ومذہب

* دین جب مغلوب ہوتا ہے توایک مذہب کی شکل اختیار کرلیتا ہے ۔اس صورت میں وہ دین نہیں رہتا ‘بلکہ مذہب بن جاتا ہے۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلددوم : صفحہ 107‘طبع ہشتم :اپریل 2019ء)

دین

* دین ہے ہی وہ کہ جو غالب ہو۔اگر مغلوب ہے تووہ دین نہیں رہے گا ‘بلکہ ایک مذہب کی صورت میں سمٹ اور سکڑ جائے گا ‘ اس کی اصل حیثیت مجروح ہوجائے گی۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلددوم : صفحہ 108‘طبع ہشتم :اپریل 2019ء)

نظام ِدین ِحق

* مثبت بات یہ ہے کہ اپنے تن من دھن کا کم سے کم حصّہ اپنے لیے اوراپنے اہل وعیال کے لیے رکھا جائے‘باقی سارے کاساراس نظام کو uproot کرکے اس کی جگہ پر نظام دین حق کو قائم کرنے کے لیے صرف کردیا جائے۔

(قرآن حکیم اورہم :صفحہ381‘طبع چہارم :ستمبر 2015ء)

اسلام مذہب نہیں دین

* ہماری گفتگو میں عام طور پر پوچھا جاتا ہے : آپ کا مذہب کیا ہے ؟ اور جواب میں ''اسلام '' کہہ دیا جاتا ہے۔ حالانکہ اسلام مذہب نہیں ' دین ہے ۔بلکہ صحیح تر الفاظ میں یوں کہنا چاہیے کہ اسلام صرف مذہب نہیں ' بلکہ ایک کامل دین ہے۔(خُطبات ِسیرت : طبع اوّل : مئی 2017ء)

سیاست دین کا حصّہ

* ہمارے دین میں سیاست بھی ہے ' حکومت کے معاملات بھی ہیں ۔ہمارا دین انسانی زندگی کے تمام گوشوں کا احاطہ کرتا ہے ' چاہے وہ انفرادی زندگی سے متعلّق ہوں یا اجتماعی زندگی سے۔ (قرب ِالٰہی کے دو مراتب: صفحہ 69 ' طبع اوّل : جون 1988ء)

سیکولرزم

* سیکولرزم کے معنی مذہب کی نفی نہیں ہیں ' وہ تو مذہب کا اثبات کرتا ہے ' البتہ دین کی نفی کرتا ہے۔ (خُطبات ِسیرت : صفحہ 49 ' طبع اوّل : مئی 2017ء)

دین کا دامن

* ہم اپنے دین پر عمل کرتے ہوئے دنیا کا نہ صرف مقابلہ کریں گے ' بلکہ اس سے آگے بڑھ کر دکھائیں گے ' لیکن آگے بڑھنے کے شوق میں محمد رسول اللہ ﷺ کے لائے ہوئے دین کا دامن ہاتھ سے ہرگز نہ چھوڑیں گے۔(خلافت کی حقیقت : صفحہ 151 ' طبع اوّل : اکتوبر 1996ء)

نظام خلافت کے بعد

* خلافت راشدہ کے بعد تدریجاً جب خلافت کا نظام ختم ہوا اور ملوکیت آئی ' جاگیرداری آئی ' سرمایہ داری آئی ' تو دین سکڑ کر مذہب کی صورت اختیار کرگیا۔ اب یہ صرف عقائد اور نماز ' روزہ ' حج اور زکوٰۃ تک محدود ہوگیا ۔(اُمُّ المُسَبِّحات ' یعنی سورۃ الحدید : صفحہ 292 ' طبع اوّل : جون 2005ء)

دعا

اللہ سے دعا

* جب بندہ اللہ سے دعا کرتا ہے تو ثابت ہوتا ہے کہ وہ اللہ کو سمیع وبصیر او رمجیب الدعوات ہی نہیں ' علٰی کُلِ شَیۡءٍ قَدِیۡر بھی سمجھتا ہے ' تب ہی تو اس سے اپنی حاجت روائی اور مشکل کشائی کی استدعا کررہا ہے۔(عقل ' فطرت اور ایمان : صفحہ 24 ' طبع اوّل : اپریل 1997ء)

دعا کے لیے وضو کی شرط نہیں

* دعا کے لیے وضو بھی شرط نہیں ' آپ حالت ِناپاکی میں بھی دعا مانگ سکتے ہیں ' دعا پر کوئی قدغن نہیں ہے ' آپ ہر

حال میں اپنے رب کے حضور دست ِسوال دراز کرسکتے ہیں ۔(عظمت ِصیام وقیام رمضان المبارک :صفحہ39‘طبع اوّل :مارچ1991ء
)

دعا نہ رد ہوتی ہے اور نہ ضائع

* نبی رحمت ﷺ نے یہ خوشخبری دی ہے کہ بندۂ مؤمن کی کوئی دعا نہ رد ہوتی ہےنہ ضائع ۔وہ جس چیز کے لیے دُعا کرتا ہے اگر وہ اللہ تعالیٰ کے علم کامل میں بندے کے حق میں مفید ہوتی ہے تو اسے وہی عطا کردی جاتی ہے ‘یا پھر اس سے بہتر چیز عنایت ہوجاتی ہے ‘یا پھر اللہ ربّ الکریم اس دُعا کو بندے کے حق میں نیکی قرار دے کر اس کے اجروثواب کو آخرت کے لیے محفوظ فرمالیتا ہے ‘اس دعا کے عوض اس کے نامہ اعمال میں سے بہت سی برائیوں کے داغ دھودیے جاتے ہیں ۔(عظمت ِصیام وقیام رمضان المبارک :صفحہ39‘طبع اوّل :مارچ1991ء)

مسافر کی دعا

* حالت ِسفر میں دعا کی مقبولیت کی آنحضور ﷺ کی طرف سے خبر دی گئی ہے۔ مسافرت چونکہ مسکنت کی حالت ہوتی ہے ‘انسان بے یارومددگار ہوتا ہے ‘اجنبیوں

میں ہوتا ہے ‘تو واقعہ یہ ہے کہ سفر کی حالت میں دُعا دل سے نکلتی ہے اور جو دُعا دل سے نکلے وہ اثر رکھتی ہے اور قبول ہوتی ہے ۔(توحید ِعملی :صفحہ50‘طبع اوّل :مارچ 1985ء)

دعا

* اللہ تعالیٰ ہم سب کو نفاق اور منافقانہ کردار سے محفوظ رکھے ۔دولت ایمان دنیا میں عطا کرے اور مرتے دم تک ایمان نصیب رہے اور آخرت میں اہل ایمان کے ساتھ حساب اورجنّت میں داخلہ ملے ۔آمین یا رب العالمین !

(حقیقت ِایمان :صفحہ159‘طبع اوّل :فروری 2003ء)

نئے اسلامی سال کی آمد

* اسلامی تقویم کے اعتبار سے نئے سال کی آمد پر آپ کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں اوردعا کرتا ہوں کہ یہ سال ہمارے لیے امن وامان اورسلامتی واسلام کا سال ثابت ہو۔ (سانحہ کربلا:صفحہ 4‘طبع اوّل :اکتوبر 1983ء)

دعاؤں میں اثر

* دعاؤں میں اثر تب ہوگا ‘جب ہم اپنے عمل سے ثابت کردیں گے کہ ہم دعا کے اہل ہیں۔ (خلافت کی حقیقت :صفحہ159‘طبع اوّل :اکتوبر1996ء)

اللہ سے مانگو

* اللہ واسع بھی ہے اور علیم بھی ہے ۔جومانگنا ہے ‘اس سے مانگو ۔البتہ اس پر راضی بھی رہو کہ جو اُس نے ہمیں دیا

ہے ‘یقیناً یہی ہمارے لیے خیر ہے۔(حزب اللہ کے اوصاف :صفحہ114‘طبع اوّل :جون2006ء)

شب کی تنہائی

* شب کی تنہائی میں اپنے رب کے حضور مخالفین کی ہدایت کی دعائیں مانگو۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداوّل :صفحہ110‘طبع دہم :اپریل2019ء)

عبادت کا جوہر

* دُعا عبادت کا جوہر ہے ‘بلکہ دعا ہی عبادت ہے ۔درحقیقت دعا اس نسبت کو ظاہر کرتی ہے جو بندے او رربّ کے مابین ہے اور عبد اور معبود کے مابین تعلّق دعا ہی کے ذریعے استوار او ر مستحکم ہوتا ہے ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداوّل :صفحہ169‘طبع دہم :اپریل2019ء)

اہل وعیال کے لیے دُعا

* جو شخص خودنیک ہوگا اور سیدھے راستے پرزندگی بسر کررہا ہوگا ‘لازماً اس کی تمنا ہوگی کہ اُس کے اہل وعیال بھی اسی راستہ پر چلیں اور وہ بھی تقویٰ اور احسان کی روش اختیار کریں۔ لہٰذا وہ اپنے رب سے دعا کرتے رہتے ہیں کہ {رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ}(الفرقان:۷۴)’’اے ہمارے رب ! ہمیں اپنی بیویوں اور اپنی اوّلاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما‘‘۔ایک مؤمن کی آنکھوں کی ٹھنڈک اسی میں ہے کہ اس کی اوّلاد بھی ایمان واسلام اورتقویٰ واحسان کے راستہ پر گامزن ہو ‘ اس کے گھر میں بِروتقویٰ کا ماحول ہو۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداوّل :صفحہ364‘طبع دہم :اپریل2019ء)

اللہ کو پکارو

* اللہ کو پکارو ‘اللہ سے دعا کرو‘اللہ سے مدد مانگو ۔اللہ تعالیٰ جس ذریعے سے چاہے آپ کی ضرورت پوری کردے ۔وہ کسی انسان کے دل میں ڈال دے ‘کسی فرشتہ کو مامور کردے‘یہ اُس کا اختیارِ مطلق ہے ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداوّل :صفحہ392‘طبع دہم :اپریل2019ء)

اسلامی ریاست کے لیےدعا

* اللہ کرے کہ وہ دن جلدازجلد پاکستان پر طلوع ہو کہ اسلامی ریاست کے جو بھی تقاضے ہیں ان پر بھرپور انداز اور عزم بالجزم سے اقدامات شروع ہوں۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداوّل :صفحہ463‘طبع دہم :اپریل2019ء)

دُنیا

حُبِّ دُنیا کی علامت

* حبِّ دنیا نے پوری طرح انسانی ذہن پر اپنے پنجے گاڑ رکھے ہیں۔ حُبِّ دُنیا کی علامت ہے حُبِّ مال ۔(ملفوظاتِ ڈاکٹر اسرار احمدؒ، صفحہ232، طبع اوّل، دسمبر2015ء)

غیب

* جو چیزیں اللہ نے انسانوں کی نگاہ سے اوجھل رکھی ہیں، وہ غیب ہیں ۔اس لیے کہ ہمیں اس دنیا میں امتحان کے لیے بھیجا گیا ہے ۔اگر سارے حقائق ہماری نگاہوں کے سامنے ہوں تو پھر امتحان کیسا ! (حقیقت واقسام شرک : صفحہ70، طبع اوّل : اکتوبر2008ء)

سب سے بڑی گمراہی

* دنیا میں سب سے بڑی گمراہی یہی رہی کہ فلاں چیز ہمارے آباءواَجداد سے چلی آرہی ہے ۔توکیا آباء واَجداد گمراہ نہیں ہوسکتے تھے؟یہ کوئی دلیل نہیں ہے۔(بصائر : صفحہ68، طبع اوّل : مارچ2006ء)

طویل المیعاد منصوبہ

* پچھلی چارصدیوں کے دوران میں تجدید دین کا سارا کام برعظیم پاک وہند میں ہوا اور اس عرصہ میں تمام مجددین اعظم اسی خطے میں پیدا ہوئے ۔جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مشیتِ ایزدی اور حکمتِ خداوندی میں کوئی طویل المیعاد منصوبہ اس خطہ ارضی کے ساتھ وابستہ ہے۔(مسلمان اُمتوں کا ماضی، حال اور مستقبل : صفحہ139، طبع اوّل : اکتوبر1993ء)

میری اُمید

* اللہ کی قدرت سے کچھ بھی بعید نہیں ہے ۔چنانچہ صرف اُسی کے فضل وکرم کے

سہارے اور اسی کی قدرتِ کاملہ کی بناپر میری یہ امید قائم ہے کہ، ان شاء اللہ، اسی سرزمین پاکستان وافغانستان سے اس عمل کا آغاز ہوگا، جس کے نتیجے میں عالمی سطح پر ع

''شب گریزاں ہوگی آخر جلوۂ خورشید سے''

اور ع

''یہ چمن معمور ہوگا نغمۂ توحید سے !''

کی کیفیت پیدا ہو کر رہے گی ۔(مسلمان اُمتوں کا ماضی ‘حال اور مستقبل : صفحہ 142‘طبع اوّل : اکتوبر 1993ء)

دنیا سے جدائی

* دنیا سے جدائی انسان کا مقدّر ہے ۔یہاں کی دولت اسے یہیں چھوڑنی ہے ۔رہنے والی دولت وہ ہے جو اللہ کے پاس ہے۔(توحید عملی : صفحہ 187‘طبع اوّل : مارچ 1985ء)

جو اللہ چاہے

* دنیا میں جن مادی اسباب کی ضرورت ہوتی ہے ‘وہ سب آپ کے پاس ہوں اور پھر بھی آپ کو یہ یقین نہ ہو کہ ان سے کچھ ہوگا ‘بلکہ یقین یہ ہو کہ ہوگا وہی جو اللہ چاہے گا۔ (توحید عملی : صفحہ 188‘طبع اوّل : مارچ 1985ء)

حُبِّ دنیا

* باطنی امراض میں تکبر سب سے بڑا روگ ہے ‘حُبِّ مال او رحُبِّ جاہ بہت بڑے بڑے روگ ہیں او ران سب روگوں کو جمع کریں تو وہ اصطلاح بنے گی :حُبِّ دُنیا۔(اصلاح معاشرہ کا قرآنی تصور : صفحہ 105‘طبع اوّل : نومبر 2018ء)

عاجلہ

* انسانوں کو دنیا کی زندگی بہت محبوب ہے ‘ اس لیے کہ اس میں راحت بھی نقد ہے اور تکلیف بھی نقد (اس لیے اس کو ’’عاجلہ ‘‘ کہا گیا ہے)۔(قرآن حکیم کی سورتوں کے مضامین کا اجمالی تجزیہ(حصّہ دوم) : صفحہ 204‘طبع اوّل : اپریل 2017ء)

* لفظ ’’عاجلہ ‘‘ عجلت سے بنا ہے ‘ اس سے مراد ’’دنیا ‘‘ ہے ۔اس لیے کہ اس کا نفع بھی

فوری اور نقد ہے اور نقصان بھی فوری اور نقد ہے ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلد اوّل : صفحہ 281‘طبع دہم : اپریل 2019ء)

حُبِّ عاجلہ

* عجلت پسندی تو وہ شے ہے جو نیکی اور خیر کے کاموں کے ساتھ بھی مناسبت نہیں رکھتی‘ کجا یہ کہ انسان پر ’’ حُبِّ عاجلہ ‘‘کا ایسا غلبہ ہوجائے کہ اس کی ساری جدّوجُہد ‘سعی و محنت اور تگ ودو کا مقصود و مطلوب ہی صرف ’’عاجلہ ‘‘ یعنی دنیا کی دولت وثروت اور جاہ و حشمت کا حصول بن کر رہ جائے ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلد اوّل : صفحہ 291‘طبع دہم : اپریل 2019ء)

اسلام کا نظام عدل اجتماعی

* آج روئے زمین پر مسلمانوں کی متعدد حکومتیں اور بادشاہتیں ضرور موجود ہیں ‘لیکن زمین پر کوئی ایک انچ جگہ بھی ایسی نہیں جہاں اسلام کا نظامِ عدلِ اجتماعی اپنی اصل شکل میں موجود ہو ۔ (حقیقت ِایمان :صفحہ19‘طبع اوّل :فروری 2003ء)

کائنات

* یہ کائنات نہ ہمیشہ سے ہے او رنہ ہمیشہ رہے گی ۔یہ ایک خاص وقت تک کے لیےپیدا کی گئی ہے ۔ (حقیقت ِایمان :صفحہ51‘طبع اوّل :فروری 2003ء)

مال ودولت کی محبّت

* باطن کے اصنام میں مال ودولت کی وہ محبّت بھی شامل ہے‘جس کے حصول میں حلال وحرام کی تمیز ختم ہوجائے ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداوّل :صفحہ92‘طبع دہم :اپریل2019ء)

حُبِّ مال

*زحُبِّ دنیا کا سب سے بڑا نشان ‘ اس کی سب سے بڑی علامت (symbol) حُبّ مال ہے ۔ (مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداوّل :صفحہ325‘طبع دہم :اپریل2019ء)

دارالامتحان

* یہ دنیا درحقیقت دارالامتحان ہے ۔یہاں خیر وشر کی کشمکش اور ایک چومکھی جنگ لڑی جاری ہے ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداوّل :صفحہ101‘طبع دہم :اپریل2019ء)

دُنیوی مصروفیات

* نہ انسان دُنیوی مصروفیات میں اتنا گم ہوجائے کہ اقامت ِصلوٰۃ کا اہتمام نہ رہے اور نہ مال کی محبّت اس پر اتنی غالب آجائے کہ زکوٰۃ ادا کرنی بھی دوبھر نظر آنے لگے ۔ (مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداوّل :صفحہ193‘طبع دہم :اپریل2019ء)

مسابقت کا جذبہ

* واضح رہے کہ مسارعت اور مسابقت کاجذبہ بھی طبع انسانی میں ودیعت شدہ موجود ہے‘ چنانچہ ہرانسان دوسرے لوگوں سے آگے نکلنا اور بڑھنا چاہتاہے ۔قرآن مجید مسارعت ومسابقت کے اس جذبہ کے رُخ کو خیر کی طرف موڑ دینا چاہتاہے ۔وہ انسان کو تعلیم دیتا اور تلقین کرتا ہے کہ ’’دنیا ‘‘ یعنی دُنیوی دولت وثروت اور جاہ وحشمت کے حصول میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی سعی وکوشش کرنے کے بجائے تم بھلائیوں میں ‘نیکیوں میں ‘خیر میں ‘خدمت ِخلق میں ‘عبادات کی بجاآوری میں‘ دین کے احکام اور اس کے اوامر ونواہی کی تکمیل میں ‘دین کی دعوت وتبلیغ اور نشرواشاعت کی سعی وجُہد میں اور اقامت ِدین اور غلبۂ دین کے لیے انفاقِ مال اور بذلِ نفس میں ایک

دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش کرو ۔یہ اللہ کی مغفرت اور جنّت کے شاہ درے ہیں ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداوّل :صفحہ292‘طبع دہم :اپریل2019ء)

مال واوّلاد کی محبّت

* مال واوّلاد کی طبعی محبّت اپنی جگہ صحیح اوردرست ہے ‘لیکن بسا اوقات یہ طبعی وفطری محبّت حدِّ اعتدال سے تجاوز کرکے اس درجہ بڑھ جاتی ہے کہ انسان اپنے اہل وعیال

کی محبّت کی وجہ سے اللہ کے حلال کو حرام اور حرام کو حلال کربیٹھتا ہے۔بیویوں کی فرمائشیں پوری کرنے ‘اوّلاد کو اچھے سے اچھا کھلانے پلانے اوران کو اعلیٰ تعلیم دلانے کے لیے انسان حرام میں منہ مارنے لگتاہے۔گویا یہ محبّت نتیجہ کے اعتبار سے اس کے لیے محبّت نہیں بلکہ عداوت بن جاتی ہے اوراس کی عاقبت کی تباہی وبربادی کا سبب بن جاتی ہے۔ (مطالعہ قرآن حکیم کا نصاب جلداوّل:صفحہ388‘طبع دہم :اپریل2019ء)

پوری دنیا کی حیثیت

* اب پوری دنیا کی حیثیت ایسی ہے جیسے کسی زمانہ میں ایک شہر ہوتا تھا اوراس کے محلے ہوتے تھے ۔ذرائع ابلاغ ومواصلات اتنے ترقی کرگئے ہیں کہ فاصلے قریباً معدوم کے درجے میں آگئے ہیں ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداوّل :صفحہ491‘طبع دہم :اپریل2019ء)

حالات کا تقاضا

* حالات کا تقاضا یہ ہے کہ نوع انسانی ایک وحدت بنے ۔واقعہ یہ ہے کہ اس وقت اس کی شدید ضرورت ہے کہ نیشنل سٹیٹس ختم ہوجائیں اور ایک عالمی سٹیٹ قائم ہو ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداوّل :صفحہ491‘طبع دہم :اپریل2019ء)

عالمی جنگ

* اگر کہیں حادثاتی طورپر عالمی جنگ شروع ہوگئی توہم نہیں کہہ سکتے کہ کیا انجام ہوگا ! شاید یہ نوع انسانی کی اجتماعی خودکشی بن جائے ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداوّل :صفحہ491‘طبع دہم :اپریل2019ء)[خانہ کعبہ کا طواف]* فرشتے بیت الحرام میں خانہ کعبہ کا بھی طواف کرتے ہیں ۔پھر جان لیجیے کہ یہ ہماری نگاہوں سے مخفی عالم غیب کی ایک دنیا ہے ۔یقیناً اس کا ایک وجود ہے ‘چاہے وہ ہمیں نظر نہ آئے ۔ (رسول اکرم ﷺ اور ہم :صفحہ403‘طبع دوم :جولائی2014ء)

دعوت وتبلیغ

دعوت وتبلیغ کا کام

* نبوت کا سلسلہ ختم ہونے کے بعد اب نبی تو کوئی نہیں آئے گا ‘چنانچہ اب دعوت و تبلیغ کا کام تمام تر اُمت مسلمہ پر بحیثیت مجموعی فرض ہوگیا ہے۔(تنظیم اسلامی کی دعوت :صفحہ 18‘طبع اوّل اکتوبر 1995ء)

عبادت ِرب کی دعوت

* عبادت ِرب پہلے رسول کی دعوت تھی اور یہی آخری رسول کی دعوت ہے ‘فرق صرف یہ ہے کہ نبی آخر الزمان ﷺ سے پہلے کے تمام رسولوں کی دعوت صرف اپنی قوم کی طرف تھی جبکہ آپ ﷺ کی دعوت پوری نوع انسانی کی طرف ہے ۔(قرآن کا لائحہ عمل :صفحہ 11‘طبع اوّل:اکتوبر 2004ء)

نورِہدایت

* نورِہدایت کا عام کرنا ‘اس سے ماحول کو منور کرنا اور اس کا افشا کرنا ہمارے ذمہ ہے۔(قرآن حکیم کی قوت ِتسخیر :صفحہ 12‘طبع اوّل:اکتوبر 1998ء)

دعوت الی اللہ

* دعوت الی اللہ ایک طرف تو ازروئے قرآن اُمت مسلمہ کا مقصد ِوجود اور فرضِ منصبی ہے اوردوسری طرف ہمارے پیغمبر ﷺ کی مؤکد ترین سُنّت ہے ۔(دعوت الی اللہ :صفحہ 8‘طبع اوّل :مارچ 1975ء)

احیائے سُنّت کا اجروثواب

* آپ حضرات نے حضور ﷺ کی یہ حدیث بہت مرتبہ سنی ہوگی کہ جس نے میری کسی ایک سُنّت کو زندہ کیا ‘جس پر عمل متروک ہوچکا ہو ‘تو اس کو سو شہیدوں کا اجر و ثواب ملے گا ۔میں آج آپ کو اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ آپ آنحضرت ﷺ

کی سُنّت ِدعوت کو زندہ کریں اور اس کی ایک ہی صورت ہے اور وہ یہ کہ آپ میں سے ہر شخص یہ فیصلہ کرے کہ آج سے میں ’’دین کا داعی‘‘ اللہ کی طرف پکارنے والا اور حضور ﷺ کی سُنّت ِدعوت کا ادنیٰ متبع ہوں ۔(دعوت الی اللہ :صفحہ 11‘طبع اوّل :مارچ 1975ء)

دعوت الی اللہ کا اصل ہدف

* دعوت اللہ اور اُس کے دین کی طرف ہونی چاہیے‘ نہ کہ کسی خاص فرد یا گروہ‘ یا جماعت یا فرقے یا مسلک کی طرف ۔(دعوت الی اللہ :صفحہ 13‘طبع اوّل :مارچ 1975ء)

رسول اللہ ﷺ کے مشن کی تکمیل

* اس کتاب (قرآن مجید) کو مضبوطی سے تھام کر‘ اس کے داعی ‘علمبردار اورپیغامبر بن کر ہمیں دنیا کے سامنے کھڑے ہونا ہے ۔رسول اللہ ﷺ کے مشن کی تکمیل کے لیے جدّوجُہد کا یہی صحیح طریقہ ہے اور اس میں دُنیوی

واُخروی فوز وفلاح مضمر ہے۔ (نبی اکرم ﷺ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں: صفحہ48‘طبع :مارچ2020ء)

دعوت ِحق

* حق کی دعوت کودنیا میں بالعموم گوارانہیں کیا جاتا اور اس کی مزاحمت لازماً ہوتی ہے‘ چنانچہ اہل ِحق کو لازماً تکالیف اور مصائب کا سامنا رہتا ہے ۔(راہِ نجات سورۃ العصر کی روشنی میں: صفحہ 56‘طبع اوّل: ستمبر1973ء)

ہدایت

* نبی ﷺ کے ذریعے سے اللہ کی جوہدایت ہم تک پہنچی ہے ‘ہم پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ اس ہدایت کو دوسرے لوگوں تک پہنچائیں ۔(عزم تنظیم: صفحہ62‘طبع اوّل :جون1991ء)

منہاجِ ابراہیمیؑ

* اگلے وقتوں کے مشائخ عظام ‘دین کے عالم بھی ہوتے تھے۔وہ اپنے تربیت یافتہ خلفاء کو مختلف مقامات پر بھیج دیتے ‘جہاں دعوت ِدین اور اصلاح وارشاد کے مراکز

قائم ہوجاتے ۔چنانچہ شیخ فرید الدین مسعود گنج شکرؒ نے پاک پتن سے اپنے خلیفہ حضرت نظام الدین اولیاءؒ کو دہلی بھیجا کہ وہاں پر دعوت واصلاح کا مرکز قائم کریں۔ اسی طرح شیخ صابرؒ کو کلیر اور شیخ جمالؒ کوہانسی میں مراکز قائم کرنے کے لیے بھیجا ‘جبکہ اپنے ایک داماد کو اپنے پاس رکھا جووہاں کے جانشین بنے ۔اور پھر نظام الدین اولیاءؒ سے جوسلسلہ چلا ہے اس کے کیا کہنے ‘ ایک ایک وقت میں پانچ پانچ ہزار مسترشدین ان کی خانقاہ میں تربیت حاصل کررہے ہوتے تھے ‘یہ حضرات خود تربیت حاصل کرنے کے بعد پورے ہندوستان کے اندر پھیل گئے ‘تو یہ منہاج ابراہیمی (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) ہے ۔(مذہبی جماعتوں کے باہمی تعاون.... صفحہ18‘طبع اوّل :اکتوبر1996ء)

مسافرت ومہاجرت

* حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہجرت کے بعد کی پوری زندگی مسلسل مسافرت ومہاجرت کی داستان ہے۔آج شام میں ہیں توکل مصر میں ‘پرسوں اردن یا فلسطین میں ‘پھر حجاز کا بھی دورہ ہورہا ہے۔فکر ہے تو یہی کہ کلمہ توحید سربلند ہو اور اس دعوت کے جابجا مراکز قائم ہوجائیں۔ (عیدالاضحی اورفلسفہ قربانی: صفحہ27‘طبع اوّل: ستمبر1983ء)

حلال پر قناعت

* یہ بھی اللہ کا حکم ہے کہ اُس کے دین کی دعوت دو‘ دین کی تبلیغ واشاعت کرو‘نیکی کا حکم دواور بدی سے روکو !یہ بھی اللہ کا حکم ہے کہ حلال کو حلال جانو اور حرام کو حرام جانو۔ حلال پر قناعت کرو اور حرام سے اجتناب کرو ! (اطاعت کا قرآنی تصوّر: صفحہ5 ‘طبع اوّل :اکتوبر1995ء)

دعوت کے اوّلین مخاطب

* انبیاء اور رسولوں کی دعوت کا انداز ہمیشہ یہ رہا ہے کہ وہ سوسائٹی کے اعلیٰ ترین طبقات کو سب سے پہلے مخاطب کرتے تھے۔(صبرومصابرت:صفحہ30‘طبع اوّل :جون 2003ء)

ہراول دستہ

* نوجوان ہی کسی انقلابی دعوت کا ہراول دستہ بنتے ہیں ۔(صبرومصابرت: صفحہ 31‘طبع اوّل :جون 2003ء)

قرآن کی دعوت

* سیرتِ مطہرہ میں ہمیں نظر آتا ہے کہ آپ ﷺ نے ہرجگہ قرآن ہی کو پیش کیا ‘اپنی بات کہنے اور اپنی تقریر کرنے سے حتی الامکان احتراز فرمایا۔(انقلاب نبوی ﷺ کا اساسی منہاج: صفحہ12)* آپ اپنے میدان کارکی وسعت کے مطابق اس قرآن کی دعوت کو پھیلائیے ‘عام کیجیے۔(اُمُّ المُسَبِّحات‘یعنی سورۃ الحدید: صفحہ296‘طبع اوّل :جون2005ء)

قرآن کے وعظ و نصیحت

* قرآن معجزہ بھی ہے ‘قرآن برہان بھی ہے ‘قرآن میں حکمت بھی ہے ۔آپ اپنے معاشرے کے ذہین عناصر کو متاثر کیجیے ‘تعلیم یافتہ طبقے میں اسے عام کیجیے ۔قرآن کے وعظ و نصیحت کے ذریعے سے عوام الناس کو کھینچیے۔(اُمُّ المُسَبِّحات‘یعنی سورۃ الحدید: صفحہ296‘طبع اوّل :جون2005ء)

دعوت کاکام

* دعوت کو انسانوں تک پہنچادینا آسان کام نہیں ہے‘یہ کام محنت ومشقت چاہتا ہے‘ اس کے لیے جان ‘مال اور وقت صرف کرنا پڑتا ہے۔(جہادفی سبیل اللہ : صفحہ36 ‘طبع اوّل : اپریل 2000ء)

دعوت کاتقاضا

* عام طورپر ’’دعوت ‘‘ کا تقاضا یہ ہے کہ آپ اپنے مخاطب کو اچھے اور خوبصورت انداز میں قائل کرنے کی کوشش کریں۔(جہادفی سبیل اللہ : صفحہ42 ‘طبع اوّل : اپریل 2000ء)

تبلیغ اور دعوت

* تبلیغ سے مراد پہنچانا اور دعوت سے مراد لوگوں کو کھینچ کر راہِ حق پر لے آنا ہے۔(جہادبالقرآن اور اُس کے پانچ محاذ: صفحہ18 ‘طبع

اوّل :جولائی 1984ء)

داعی اور دعوت

* دعوت اللہ کی طرف ہو ‘اس کے ساتھ ہی داعی کی سیرت وکردار عمل صالح کا مظہر ہو۔ مزید برآں وہ اپنے آپ کو مسلمان سمجھے ‘مسلمان کہلائے ۔اس کی دعوت کسی فقہی مسلک کی طرف نہ ہو اور نہ ہی اس کا لیبل چسپاں ہو۔

(جہادبالقرآن اور اُس کے پانچ محاذ: صفحہ19 ‘طبع اوّل :جولائی 1984ء)

نہی عن المنکر

* ہماری ایک دینی تحریک میں امربالمعروف پر ایک درجہ میں عمل بھی ہورہا ہے تو اس میں نہی عن المنکر سے صرف نظر ہے‘ حالانکہ حدیث شریف میں نہی عن المنکر پر زیادہ زور اور تاکید ہے ۔ (جہادبالقرآن اور اُس کے پانچ محاذ: صفحہ20 ‘طبع اوّل :جولائی 1984ء)

حکمت ِاصلاح و دعوت

* ضرورت اس بات کی ہے کہ شرک کوشرک ضرور کہا جائے ‘لیکن جو مسلمان ہیں اُن کے اُوپر شرک کے فتوے لگاکر اُن کو ایک دوسرے سے علیحدہ کردینا حکمت ِدین ‘ حکمت ِ اصلاح ودعوت اور حکمت ِتبلیغ کے خلاف ہے ۔

(حقیقت واقسام شرک : صفحہ125 ‘طبع اوّل :اکتوبر2008ء)

دعوت وتبلیغ کے لیے وسائل

* دعوت وتبلیغ کے ضمن میں نبی اکرم ﷺ نے وہ تمام وسائل اختیار فرمائےجو اُس وقت موجود تھے۔ (رسول کامل ﷺ : صفحہ35 ‘طبع اوّل :دسمبر1983ء)

داعیٔ حق

* دعوت وتبلیغ کے میدان میں ابتدا تواگرچہ آنحضور ﷺ نے خود فرمائی ‘لیکن جو

لوگ آپ ﷺ پر ایمان لائے اُن میں سے ہر شخص اپنی جگہ پر ایک داعیٔ حق بن گیا۔(رسولِ کامل ﷺ :صفحہ36 ،طبع اوّل :دسمبر1983ء)

عیسائی بھائیوں کو دعوت

* عیسائی بھائیوں کو دعوتِ فکر دینا مقصود ہے کہ وہ غیر جانبدارانہ انداز میں غوروفکر کریں کہ ان کے عقیدے سے قریب ترین کون ہے ۔یہودی یا مسلمان؟(بصائر: صفحہ75 ،طبع اوّل :مارچ2006ء)

دعوت کے مخاطبین

* تمام سابقہ انبیاء علیہم السلام کی دعوت اپنی اپنی قوم کے لیے تھی اوران کا کلمۂ خطاب ''یَاقَوم '' (اے میری قوم کے لوگو!) ہوتا تھا ۔لیکن محمد رسول اللہ ﷺ کی دعوت کے مخاطبین کے لیے قرآن حکیم میں ''یَا قَوم ِ''کی بجائے ''یٰٓاَیُّھَا النَّاس'' (اے بنی نوعِ انسان!) کے اَلفاظ استعمال ہوئے ہیں ۔گویا یہ قومیت سے ایک بلند تر منزل اوراس سے اعلیٰ وارفع ایک مقام ہے۔(مطالبات دین: صفحہ46 ،طبع اوّل :جولائی 1975ء)

ابلاغ و تبلیغ

* ابلاغ کے معنی صرف پہنچانے کے ہیں ،لیکن تبلیغ کے معنی ہوں گے محنت سے ،اہتمام سے ،دلیل سے ،تدریج سے کوئی بات کسی کو پہنچانا ۔(توحید عملی: صفحہ27 ،طبع اوّل :مارچ 1985ء)

محنت اور لگن

* محنت اور لگن کے ساتھ دعوت پہنچانے سے تبلیغ کا حق اداہوگا ۔(توحید عملی: صفحہ27 ،طبع اوّل :مارچ 1985ء)

انقلابی دعوت

* انقلابی دعوت ہمیشہ معاشرے کے اونچے طبقے او رذہین ترین عنصر سے خطاب کرتی ہے۔یہ دعوت عقلی بنیاد پر پیش کی جاتی ہے۔اور ظاہر ہے کہ ایک نظریہ اور ایک

فلسفہ کو قبول کرنے والے معاشرے کے اونچے طبقے کے لوگ ہی ہوسکتے ہیں ۔(خُطبات سیرت: صفحہ71 ،طبع اوّل :مئی2017ء)

* عوامی سطح پر قرآن حکیم کے انقلابی دعوت وپیغام کو عام کریں ۔(اصلاح معاشرہ کا قرآنی تصوّر: صفحہ82 ،طبع اوّل :نومبر2018ء)

قرآن کی دعوت کی راہ میں رکاوٹیں

* قرآن مجید کی نشرواشاعت اوردعوت وتبلیغ کی راہ میں سب سے زیادہ رکاوٹ ڈالنے والے باطل نظریات ،مشرکانہ اوہام اور بتدعانہ افعال ہوتے ہیں ۔ہم نے قرآن کی تبلیغ کو تو پس پشت ڈال رکھا ہے اور تبلیغ کے نام سے کہیں فرقہ واریت اور فقہی مسلک پر دھواں دھار تقریریں ہیں ،کہیں محض فضائل کے بیان کو تبلیغ کا نام دے دیا گیا ہے۔مزید یہ کہ اس کے لیے بھی ذریعہ قرآن نہیں ہے ،بلکہ ضعیف وشاذ اور مرسل احادیث کا سہارا ہے یا بزرگانِ دین کی

کرامات کا بیان اس کی بنیاد ہے۔(اصلاح معاشرہ کا قرآنی تصوّر: صفحہ135‘طبع اوّل :نومبر2018ء)

ہر مسلمان پر فرض

* ہر مسلمان پر لازم ہے‘ فرض ہے کہ وہ قرآن کا مبلغ بنے‘چاہے ایک ہی آیت کو اچھی طرح سمجھ کردوسروں تک پہنچائے۔(اصلاح معاشرہ کا قرآنی تصوّر: صفحہ148‘طبع اوّل :نومبر2018ء)

دعوتِ حق کا چراغ

* ماضی میں ہر رسول ؑ کے پیروکاروں پر ایک ایسا دور ضرور آیا جب انہیں محسوس ہو اکہ اب شاید تمام داعیانِ حق کو ملیا میٹ کردیا جائے گا اور دعوتِ حق کا چراغ ہمیشہ کے لیے گل ہوجائے گا ۔لیکن بالآخر ہر مرتبہ ایسا ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت نے رسولوں ؑاوران کے پیروکاروں کی دستگیری فرمائی اور منکرین حق کو نیست و نابود کردیا گیا۔ (قلب قرآن سورۂ یٰسٓ کی مختصر تشریح :صفحہ63‘طبع اوّل :مئی 2017ء)

ابلاغ

* اگرچہ ’’ابلاغ ‘‘کا ایک درجہ تو یہ بھی ہے کہ کوئی کسی کے کان تک اپنی بات پہنچادے۔لیکن اس طرح لٹھ مار انداز میںایک مرتبہ بات کہہ کہ فارغ ہو جانا یقیناً ’’بلاغِ مبین ‘‘ کے زمرے میں نہیں آتا۔بلاغِ مبین دراصل دعوت و تبلیغ کا وہ درجہ ہے‘جہاں مخاطب کا دِل پکار اٹھتا ہے کہ ہاں یہ بات حق ہے ۔(قلب قرآن سورۂ یٰسٓ کی مختصر تشریح :صفحہ68‘طبع اوّل :مئی 2017ء)

داعی کی ذمہ داری

* داعی کی ذمہ داری دعوت کے پیغام کو صاف صاف انداز میں پہنچادینے کی حدتک ہے ‘لوگوں کو ہدایت پر لانے کا وہ مکلف نہیں۔(قلب قرآن سورۂ یٰسٓ کی مختصر تشریح :صفحہ69‘طبع اوّل :مئی 2017ء)

نظام میں تبدیلی

* دعوت و تبلیغ سے افراد میں تبدیلی آجاتی ہے مگر نظام تبدیل نہیں ہوا کرتا ۔(خلافت کی حقیقت :صفحہ161‘طبع اوّل :اکتوبر 1996ء)

خیر کی قوتیں

* خیر کی قوتوں میں انبیاء و رسل ؑاور اُن کے پیروکار شامل ہیں ۔انبیاء کرام علیہم السلام کے سچے پیروکار اُن کے نقش قدم پر چلتے ہوئے لوگوں کو خیر کی طرف بلاتے ہیں ‘انہیں نیکی کی دعوت دیتے ہیں ۔ (سیرت ِ خیرالانام علیھا الصلوٰۃ والسلام :صفحہ29‘طبع اوّل :اکتوبر 2013ء)

انبیاء کرام علیہم السلام کی ذمہ داری

* جس طرح شیطان اور اُس کی ذُرّیت انسان کو جبراً غلط راستے پر نہیں ڈال سکتی ‘اسی طرح داعیانِ حق یہاں تک کہ انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی یہ اختیار نہیں کہ وہ لوگوں کو راہِ ہدایت پر لے آئیں ۔ان کا کام انذار وتبشیر اور تبلیغ وتلقین ہے۔(سیرتِ خیرالانام علیہا الصلوۃ والسلام :صفحہ31‘طبع اوّل :اکتوبر 2013ء)

تبلیغ محمدی ﷺ

* جو شخص بھی تبلیغ کررہا ہے ‘جس نے بھی کی ہے ‘وہ معین الدین اجمیریؒ ہوں یا علی ہجویریؒ ہوں ‘جو بھی اللہ تعالیٰ کے اس پیغام کو لے کر کہیں بھی گیا ہے تو یہ درحقیقت تبلیغ محمدی ﷺ ہے ۔یہ آپ ﷺ ہی کا فیض ہے جوجاری ہے ‘جو کوئی بھی یہ تبلیغ کررہا ہے وہ آپ ﷺ ہی کی جانب سے ‘آپ ﷺ ہی کے behalf پر کررہا ہے ‘اور جو کوئی کرے گا وہ بھی آپ ﷺ ہی کے behalf پر کرے گا ۔(حزب اللہ کے اوصاف :صفحہ56‘طبع اوّل :جون2006ء)

دعوت کی سطح پر

* دعوت کے میدان میں اور دعوت کی سطح پر ‘دعوت کے مرحلے پر یہی مطلوب ہوگا کہ لوگ گالیاں دیں تو تم دعائیں دو‘لوگ پتھر ماریں تو تم پھول پیش کرو۔وہاں بدلہ لینا دعوت کے راستے کی رکاوٹ بن جائے گا ۔(حزب اللہ کے اوصاف :صفحہ131‘طبع اوّل :جون2006ء)

دعوت کی تاثیر

* دشمن کے بُرے رویے کے جواب میں حسنِ سلوک سے کام لینا ‘ان کی گالیوں کے جواب میں ان کو دعائیں دینا ‘ان کے تشدداور ایذارسانی کے جوا ب میںان کی خدمتیں کرنا ‘یہ دعوت کی تاثیر کے لیے لازم ہے ۔(حزب اللہ کے اوصاف :صفحہ131‘طبع اوّل :جون2006ء)

بہترین دعوت

* سب سے اچھی اور بہترین دعوت اس شخص کی ہوگی جو اللہ کی طرف بلارہا ہو ‘اس اللہ کی طرف جو سب سے کا خالق ومالک ہے‘جو سب کا رازق ہے ‘جو سب کا آقا ہے ‘ جو سب کا حاکم ہے ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداول :صفحہ105‘طبع دہم :اپریل2019ء)

دینی ذمہ داری

* حضور ﷺ کے ہر اُمتی کے ذمہ ہے کہ اللہ کا پیغام ایک ایک فردِ نوعِ بشر تک پہنچائے‘ یہ ہر مسلمان کی دینی ذمہ داری ہے۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلد اول: صفحہ 371‘طبع دہم: اپریل 2019ء)

جہاد فی سبیل اللہ کا اوّلین مرحلہ

* اسے تبلیغ کہیے‘ دعوت کہیے یا نشرواشاعت کہیے۔ اس میں محنت و مشقت ہوگی‘ اوقات صرف ہوں گے‘ صلاحیتیں کھپیں گی۔ ضرورت اس بات کی ہوگی کہ باصلاحیت لوگ آئیں اور اپنی صلاحیتوں کو اس راہ میں صرف کریں۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلد دوم: صفحہ 23‘طبع ہشتم: اپریل 2019ء)

خدمتِ خلق

* محدود پیمانے پر خلق خدا کی خدمت کے کاموں کی بھی اپنی اپنی جگہ پر اہمیت و افادیت ضرور ہے‘ مگر دعوت الی اللہ ان سب سے بلند تر اور اعلیٰ ترین ہے۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلد اول: صفحہ 105‘طبع دہم: اپریل 2019ء)

اصل خدمتِ خلق

* اصل خدمتِ خلق کا کام خلق خدا کو راہِ ہدایت پر لانا ہوگا کہ جس سے ان کی ابدی زندگی‘ ہمیشہ کی زندگی سنور جائے۔ (مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلد دوم: صفحہ 55‘طبع ہشتم: اپریل 2019ء)

خدمتِ خلق کی بلند ترین سطح

* خدمت خلق کی ایک بلند ترین سطح اور بھی ہے‘ وہ بلند تر سطح ہے بھٹکے ہوؤں کو راہِ راست پر لانا۔ (مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلد دوم: صفحہ 46‘طبع ہشتم: اپریل 2019ء)

داعی الی اللہ کا تعارف

* ایک داعی حق اور داعی اِلی اللہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنا تعارف صرف بطور

مسلمان کرائے:{اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ}کسی اور گروہی نسبت یا کسی تعلق کو نمایاں کرنا درحقیقت دعوتِ اسلامی یا دعوت الی اللہ کے مزاج کے منافی ہوجائے گا۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلد دوم: صفحہ 63‘طبع ہشتم: اپریل 2019ء)

قوتِ بیان کا بہترین مصرف

* انسان کو اللہ تعالیٰ نے جو قوتِ بیانیہ دی ہے‘ یہ انسان کے اوصاف میں سے اعلیٰ ترین وصف ہے‘ اور اس کا بہترین مصرف یہی ہوسکتا ہے کہ اس کے ذریعے اللہ کے کلام کو بیان کیا جائے‘ اللہ کے پیغامِ ہدایت کو عام کیا جائے‘ اللہ کے کلام کی تبلیغ و اشاعت کی جائے۔ (قرآن حکیم اور ہم: صفحہ 47‘طبع چہارم: ستمبر 2015ء)

اِتمامِ نور

* ’’اِتمامِ نور‘‘ کے ضمن میں ہمارے ذمے صرف ایک کام باقی رہ جاتا ہے اور وہ یہ کہ نورِ ہدایت موجود ہے‘ اسے عام

کیاجائے' اس کا افشاکیاجائے۔(قرآن حکیم اورہم :صفحہ76'طبع چہارم :ستمبر2015ء)

دعوت الی القرآن

* لوگوں سے یہ کہنا کہ قرآن پڑھو اور پھر انہیں قرآن پڑھانا'لوگوں کودعوت دینا کہ قرآن سمجھو اور پھر انہیں سمجھانا دعوت الی القرآن ہے۔(قرآن حکیم اورہم :صفحہ273'طبع چہارم :ستمبر2015ء)* یہ بھی دعوت الی القرآن ہے کہ اس قرآن کو دنیا کے ایک ایک انسان تک پہنچاؤ۔(قرآن حکیم اورہم :صفحہ273'طبع چہارم :ستمبر2015ء)

قرآنی تعلیمات

* قرآن کے فکر کو اُجاگر کرنے اوراس کے نورِہدایت کو پھیلانے کا کام بالکل ابتدا سے شروع کیاجائے اورپہلے خو دمسلمانوں کو قرآنی تعلیمات سے روشناس کیا جائے

اورپھرپورے عالم انسانی میں قرآن کی راہنمائی کو واضح کیاجائے ۔(قرآن حکیم اورہم :صفحہ293'طبع چہارم :ستمبر2015ء)

خود کوبدلنا

* ہماری دعوت یہ ہے کہ ہماری جماعت میں آنے والے لوگ پہلے اپنی ذات پر اور اپنے گھر میں اللہ کے دین کو نافذ کریں' جو بڑا مشکل کام ہے ۔یہی وجہ ہے کہ ہماری رفتاربڑی کمزور ہے ۔لوگ نعرے لگانے کو تیار ہیں 'کسی کو کافر کہلانا ہو تو نعرے لگادیں گے' کسی کے خلاف کوئی مہم اٹھانی ہو تو اٹھادیں گے 'مگر اپنے آپ کو بدلنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ (رسول اکرم ﷺ اورہم :صفحہ511'طبع دوم :جولائی2014ء)

ذہین اقلیت

* اگر سوسائٹی کی ذہین اقلیت کو اس وقت اوراس دور کی اعلیٰ علمی وفکری سطح پر دعوت پیش نہ کی جاسکے تومعاشرہ بحیثیت مجموعی کبھی متاثر نہیں ہوسکتا۔(جماعت ِ شیخ الہندؒ اور تنظیم اسلامی :صفحہ181'طبع ششم :اپریل2015ء)

دعوت کی عوامی سطح

* عوام کودعوت عمدہ وعظ اور دل نشین نصیحت کے ذریعے دی جائے گی 'کیونکہ انہیں کسی دلیل اور حُجّت کی ضرورت نہیں ہوتی ۔ان کے لیے ضرورت ہے موعظہ حسنہ کی 'وہی ان کے لیے کفایت کرے گی ۔(جماعت ِ شیخ الہندؒ اور تنظیم اسلامی :صفحہ181'طبع ششم :اپریل2015ء)

ہندوستان میں دعوت ِ قرآنی کی بنیاد

* ہندوستان میں دعوت ِ قرآنی کی بنیاد حضرت امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ علیہ نے ڈالی اوران کے صاحبزادگان نے اسے پروان چڑھایا۔(جماعت ِ شیخ الہندؒ اور تنظیم اسلامی :صفحہ411'طبع ششم :اپریل2015ء)

دعوت ِانقلاب

* مولانا آزاد نے الہلال اور البلاغ کے ذریعہ ایک دعوت دی ۔اس دعوت کو حضرت

213

شیخ الہند ؒ دعوتِ جہاد فرمایا کرتے تھے ‘لیکن مَیں سمجھتا ہوں کہ وہ صرف دعوتِ جہاد ہی نہیں تھی بلکہ دعوت ِانقلاب تھی ۔ مسلمان اپنے جس فرض کو بھول گئے تھے ‘ اس فرض کو مولانا ابو الکلام آزاد ؒ نے یاد دلایا اور اس کے لیے قرآن مجید کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت پر نہایت زور دیا۔(جماعت ِشیخ الہند ؒ اور تنظیم اسلامی : صفحہ270‘طبع ششم :اپریل2015ء)

حکمت ِتبلیغ

* مولانا سعید احمد اکبر آبادی ؒ اپنے استاد حضرت مولانا انور شاہ کاشمیری ؒ کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مولانا انور شاہ کاشمیری ؒ امرتسر تشریف لے گئے تو وہاں کشمیری خاندان کے ایک بہت بڑے بیرسٹر تھے محمد صادق۔وہ ایک دیندار آدمی تھے ۔وہ حضرت شاہ صاحبؒ سے ملنے آئے ‘لیکن وہ کلین شیو تھے اور سوٹ میں ملبوس تھے ۔ وہ شاہ صاحب ؒ کے سامنے بڑے شرمائے سے تھے۔ شاہ صاحب ؒ تاڑ گئے اور ان سے کہا کہ بھئی بیرسٹر صاحب ! آپ میرے سامنے بیٹھے ہوئے کیوں شرما رہے ہیں ! وہ چپ۔ شاہ صاحب ؒ نے کہا:اچھا اس لیے شرما رہے ہیں کہ آپ کی داڑھی مونچھ صاف اور میری اتنی بڑی داڑھی ۔یہ تو شرمانے کی کوئی بات نہیں ہے ۔ اس واسطے کہ میری داڑھی بھی دُنیا کے لیے ہے۔اگر آپ بیرسٹر ہو کر داڑھی رکھیں تو کون آپ کو بیرسٹر سمجھ کر وکیل کرے گا۔ لوگ سمجھیں گے کہ یہ تو ملاجی ہیں‘یہ بیرسٹر کہاں سے ہو گئے ۔ اور اگر مَیں مولانا صاحب ہو کر داڑھی منڈوا دوں تو لوگ کہیں گے کہ یہ کہاں کے مولانا ہیں ‘یہ تو مسٹر ہیں ۔تو بھائی فعل اگرچہ مختلف ہے لیکن غرض ایک ہی ہے کہ دنیا میں پہچان ہو۔ کام ہو صرف اللہ (کی خوشنودی) کے لیے تو اس کا اجر ہے ۔تو یہ انداز تھا شاہ صاحب ؒ کی حکمت ِتبلیغ کا ۔(جماعت ِشیخ الہند ؒ اور تنظیم اسلامی :صفحہ307‘طبع ششم :اپریل2015ء)

214

تجدید ِایمان کا ذریعہ

* میرے پیش نظر حالات کو بدلنے کی کوشش ہے ‘ اس کی کامیابی کا انحصار اللہ کی مشیت پر ہے ۔میری اُخروی نجات کے لیے شاید میری یہ حقیر کوشش کام آجائے۔ بہرحال میں اسی کام میں ہمہ تن لگا ہوا ہوں ‘ اس لیے کہ میرا ایمان و یقین ہے کہ قرآن حکیم کی دعوت ‘ اس کے پیغام اور اس کے ساتھ صحیح تعلق ہی تجدید ایمان کا ذریعہ بنے گا ‘ اسی سے ایمان کو تقویت حاصل ہوگی اور یہی کام درحقیقت ہمارے معاشرے میں collective will کو پیدا کرنے کا مؤثر ذریعہ بن سکتا ہے ۔(جماعت ِشیخ الہند ؒ اور تنظیم اسلامی : صفحہ562‘طبع ششم :اپریل2015ء)

دعوت وتبلیغ کی غرض وغایت :اتمامِ حُجّت

* خلقِ خدا پر دعوت و تبلیغ کے ذریعے حُجّت قائم کردی جائے ‘تاکہ روزِقیامت انسان یہ عذر نہ پیش کرسکے کہ اے رب ! ہمیں معلوم نہ تھا کہ تیرادین کیا ہے ؟(جہاد وقتال فی سبیل اللہ:صفحہ 17‘طبع اوّل:اپریل 2001ء)

ذرائع ابلاغ
قرآن کی حکمت اورہدایت

* اردوزبان کوذریعہ ابلاغ بناکر اگر قرآن کے فکروفلسفہ اور قرآن کی حکمت وہدایت کو ہندوستان میں بسنے والے لوگوں میں بھرپور طریقے سے پیش کیا جاسکے تواس سے بڑا اورکوئی ہتھیار نہیں ۔(قرآن حکیم کی قوت ِتسخیر:صفحہ 42‘طبع اوّل:اکتوبر 1998ء)

دعوت وابلاغ کے ذرائع

* دعوت وابلاغ کے لیے اپنے زمانے میں جو بھی مروجہ طریقے ہوں ‘ان سب کو اختیار کیا جانا چاہیے ۔البتہ اگر حیا اور شرافت کے منافی کوئی شے ہو تواس سے احتراز کیا جائے ۔(عظمت ِمصطفی ﷺ :صفحہ23‘طبع اوّل :جولائی 2001ء)

* پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا سمیت دورِجدید کے تمام ذرائع ابلاغ انقلابی نظریے کی تشہیر واشاعت کے لیے استعمال کیے جانے چاہئیں ۔(رسول انقلاب ﷺ کاطریق انقلاب:صفحہ 19‘طبع اوّل : ستمبر2004ء)

* ابلاغ کے لیے ہردور میں جوبھی ذرائع میسّرہوں گے ‘وہ بھرپور طریقے پر استعمال کیے جائیں گے ۔ (جہاد وقتال فی سبیل اللہ:صفحہ 15‘طبع اوّل:اپریل 2001ء)

جدید ذرائع ابلاغ

* اسلام کی اشاعت کے لیے اپنے دور میں ہر ذریعہ تبلیغ اختیار کریں ‘ہاں !یہ احتیاط ضرورکی جائے کہ وہ ذریعہ حرام نہ ہو ۔اگر ہم ابلاغ کے جدید ذرائع کو چھوڑدیں گے تو گویا اپنے پاؤں پر آپ کلہاڑی ماریں گے ۔(سیرت ِخیرالانام علیہ الصلوۃ والسلام :صفحہ134‘طبع اوّل :اکتوبر 2013ء)

وسائل

* ابلاغ ‘تبلیغ اور نشرواشاعت کے لیے جوبھی وسائل ممکن ہوں اختیارکیے جانے چاہئیں۔ (مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلددوم :صفحہ23‘طبع ہشتم :اپریل2019ء)

نہی عن المنکر باللّسان

* آج نہی عن المنکر باللّسا ن کا ایک بہت بڑا ذریعہ ویڈیو کیسٹس ہیں ۔آپ گفتگو اور تقاریر کو اس ذریعے سے عام کرسکتے ہیں ۔ا س طرح ایک ہی مقرر کی کوئی تقریر دُور دُور تک پہنچ سکتی ہے۔(اُمّت ِمسلمہ کے لیے سہ نکاتی لائحہ عمل :صفحہ102،طبع اوّل :اکتوبر1990ء)

اللہ کا فضل

* اللہ کا فضل ہے کہ اس وقت میرے دروس وخطبات کے کیسٹ لاکھوں کی تعداد میں پُوری دنیا میں گردش میں ہیں ۔(اُمّت ِمسلمہ کے لیے سہ نکاتی لائحہ عمل :صفحہ102،طبع اوّل :اکتوبر1990ء)

اطمینان

* آج مجھے بڑا اطمینان ہے کہ میرے دروس قرآن دنیا کے کونے کونے میں سُنے جاتے ہیں ۔ (اُمّت ِمسلمہ کے لیے سہ نکاتی لائحہ عمل :صفحہ103،طبع اوّل :اکتوبر1990ء)

دروسِ قرآن

* میرا یہ کام (دروس قرآن) الحمد للہ جاری رہے گا او ریہ بات بڑھتی رہے گی ،پھیلتی رہے گی ،لوگوں تک پہنچتی رہے گی ۔اور ہمیں اندازہ بھی نہیں ہے کہ کہاں کہاں تک یہ باتیں پہنچ رہی ہیں ۔(اُمّت ِمسلمہ کے لیے سہ نکاتی لائحہ عمل :صفحہ103،طبع اوّل :اکتوبر1990ء)

دہشت گردی کے خلاف جنگ

* نائن الیون کے بعد افغانستان اور عراق میں مسلمانوں کا خون بہایا جارہا ہے اور ہم

مسلمان دشمنوں کے شانہ بشانہ کھڑے ہیں ۔ دشمن یہ بات ہمارے ذہنوں میں بٹھانا چاہتاہے کہ دہشت گردی کے خلاف جنگ ہماری اپنی جنگ ہے ۔اور اُس کی یہ بڑی کامیابی ہے کہ اُس نے میڈیا کے زور سے عام لوگوں کو بہت حدتک یہ باور کرادیا ہے کہ ہاں یہ ہماری جنگ ہے ،حالانکہ یہ بات سراسر خلاف ِحقیقت ہے ۔(سیرت ِخیرالانام علیھا الصلوۃ والسلام :صفحہ40،طبع اوّل :اکتوبر2013ء)

انقلابی نظریے کی تشہیر

* پہلے کبھی صرف گلیوں ،بازاروں میں گھوم پھر کر لوگوں کو جمع کرکے دعوت دی جاسکتی تھی یا لوگوں کو کھانے پر بلالیا جاتااوران کے سامنے کوئی بات رکھی جاتی ۔لیکن اب جلسے ہوسکتے ہیں ،کتابیں لکھی جاسکتی ہیں ۔چنانچہ پرنٹ میڈیا اورالیکٹرانک میڈیا سمیت دورِجدید کے تمام ذرائع ابلاغ انقلابی نظریے کی تشہیر واشاعت کے لیے استعمال کیے جانے چاہئیں۔(رسول اکرم ﷺ اور ہم :صفحہ429،طبع دوم :جولائی2014ء)

سمع و طاعت

عبادت کا اوّلین تقاضا

* عبادت کا سب سے پہلا تقاضا اطاعت ہے ۔اگر یہ نہیں ہے تو عبادت کی اساس ہی منہدم ہوجاتی ہے ‘پھر بندگی کہاں ہوئی ؟(سورۃ الفاتحہ : صفحہ 28‘طبع اوّل:دسمبر 1997ء)

ایمان بالرسالت کی شرطِ لازم

* رسول اللہ ﷺ کی کامل اطاعت اور قرآن وسُنّت کے احکام پر سر تسلیم خم کرنا ایمان بالرسالت کی شرطِ لازم ہے ۔یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں جہاں جہاں اللہ کی اطاعت کا حکم ملے گا ‘وہاں اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت کا حکم بھی ساتھ ہی موجود ہوگا ۔(نبی اکرم ﷺ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں : صفحہ 11‘طبع اوّل :مارچ 1974ء)

اطاعتِ رسول ﷺ

* اللہ تعالیٰ کی یہ سُنّت ہے کہ وہ جس رسول کو بھی بھیجتا ہے ‘اس حکم کے ساتھ بھیجتا ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے ۔(نبی اکرم ﷺ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں : صفحہ 11‘طبع اوّل :مارچ 1974ء)

سُنّتِ رسول ﷺ کی پیروی

* زندگی کے ہر گوشے اور ہر معاملے میں سُنّتِ رسول ﷺ کی پیروی لازم ہے۔(ایک اصلاحی تحریک : صفحہ 43‘طبع اوّل :مارچ 1985ء)

محبّتِ رسول ﷺ

* اگر ایک مسلمان کے دل میں حضور ﷺ کی محبّت اپنے تمام اعزّہ واقارب اور تمام

انسانوں سے بڑھ کر جاگزیں نہیں ہوئی ہے تو وہ شخص حقیقتاً مؤمن نہیں ۔(نبی اکرم ﷺ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں :صفحہ12‘طبع :مارچ2020ء)

ایمانِ حقیقی

* اطاعت پر ہی ایمان حقیقی کا دارومدار ہے ۔اگر اطاعت موجود ہے تو ایمان موجود ہے اور اگر اطاعت نہیں ہے تو ایمان بھی نہیں ہے۔(اطاعت کا قرآنی تصوّر: صفحہ13‘طبع اوّل :اکتوبر1995ء)

سر تسلیم خم

* جب محمد ﷺ کو اللہ کا رسول اور اس کا نمائندہ مان لیا ہے تو اب تمہارے لیے اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں کہ تمہیں ان (ﷺ)کا ہر حکم ماننا پڑے گا اور ہر ارشاد کے آگے سر تسلیم خم کرنا ہوگا۔(نبی اکرم ﷺ سے ہمارے تعلق کی

بنیادیں: صفحہ13، طبع: مارچ2020ء)

کامل اطاعت

* رسول محض مان لینے کے لیے نہیں بھیجا جاتا، بلکہ وہ اس لیے مبعوث کیا جاتا ہے کہ اُس کی کامل اطاعت کی جائے، اُس کے تمام فیصلے تسلیم کیے جائیں، اُس کے جملہ احکام کی تعمیل کی جائے، اُس کی سُنّت کی پیروی کی جائے اور اُس کے نقش قدم کو راہنما بنایا جائے۔(نبی اکرم ﷺ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں: صفحہ14، طبع: مارچ2020ء)* نبی اکرم ﷺ پر ایمان اور آپ ﷺ کی توقیر و تعظیم کا پہلا لازمی نتیجہ آپ ﷺ کی مکمل اطاعت ہے۔(نبی اکرم ﷺ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں: صفحہ12، طبع: مارچ2020ء)

ایمان و تعظیم کا لازمی تقاضا

* ایمان و تعظیم ہی کا لازمی تقاضا یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی پورے طور پر اطاعت کی جائے اور یہ کہ ہمارے دلوں میں آپ ﷺ کی محبّت خود سے اور

دوسرے تمام انسانوں سے بڑھ کر ہو۔ان دونوں چیزوں کے اجتماع کا نام ''اتباعِ رسول ﷺ'' ہے جو فی الاصل مطلوب ہے۔(نبی اکرم ﷺ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں: صفحہ48، طبع: مارچ2020ء)

اتباع کا مفہوم

* محبوب کے ہر نقش قدم کی پیروی اور ہر ادا کی نقالی اپنے اوپر لازم کرلی جائے، اسی طرزِ عمل کا نام قرآن مجید کی اصطلاح میں اتباع ہے۔(نبی اکرم ﷺ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں: صفحہ16، طبع اوّل: مارچ1974ء)

اتباع کے معنی

* اتباع کے معنی ہیں آنحضور ﷺ کے نقش قدم پر چلنا اور آپ ﷺ کے ہر عمل کی پیروی کرنا۔(نبی اکرم ﷺ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں: صفحہ31، طبع: مارچ2020ء)

نُور کا اتباع

* اللہ کے اُس نور کا جو محمد ﷺ کے توسط سے ہم کو ملا، جب ہم نے اتباع چھوڑ دیا تو اس دنیا میں اس کا یہ نتیجہ ہمارے سامنے ہے کہ ہم یہاں ذلّت و رسوائی کا ایک عبرت ناک مُرقع بنے ہوئے ہیں۔رہا عذابِ اُخروی تو اس کے سزاوار بننے میں بھی ہم نے کوئی کسر اٹھا نہیں چھوڑی۔(نبی اکرم ﷺ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں: صفحہ44، طبع: مارچ2020ء)

سمع وطاعت

* یہ بات نہایت اہم ہے کہ ''سمع وطاعت'' کی اصطلاح سے غیر معمولی نظم کا جو نقشہ ذہنوں میں ابھرتا ہے، اس کا یہ مطلب نہیں کہ ایک اسلامی انقلابی جماعت کے ارکان بلا سوچے سمجھے اور اپنے ذہن اور عقل و فہم کی صلاحیتوں کو

بالائے طاق رکھ کر امیر کی اطاعت کرتے رہیں گے ۔ان کے لیے یہ بھی لازم ہے کہ وہ جس بات کو حق سمجھتے ہو اس کا برملا اظہار کریں ‘اور اُمراء کے طرزِ عمل یا حکمت ِعملی میں کوئی غلط

شے دیکھیں تو اپنی زبانوں پر تالے ڈال کر نہ بیٹھے رہیں ۔(اسلامی نظم جماعت میں بیعت کی اہمیت :صفحہ 29‘طبع اوّل : ستمبر1996ء)

اطاعت ِامیر

* ’’سمع وطاعت‘‘ کے ٹھیٹھ اسلامی اصول پر مبنی نظم جماعت کی پابندی کا عہد کریں اور معروف کے دائرے کے اندر اندر اطاعت ِامیر کے التزام کے لیے پوری طرح آمادہ ہوں ۔(عزم تنظیم: صفحہ50‘طبع اوّل :جون1991ء)

اختیار

* ’’اَطِیْعُو اللہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ‘‘ کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ نے جو بھی اختیار دیا ہے ‘ اسے اپنے اختیار سے اس کے قدموں میں ڈال دیا جائے ۔(اطاعت کا قرآنی تصوّر: صفحہ13‘طبع اوّل :اکتوبر1995ء)

اولی الامر کی اطاعت

* اولی الامر کی اطاعت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کے تابع اور اس سے مشروط ہے ۔یہ اطاعت کبھی بھی غیر مشروط نہیں ہوسکتی ‘بلکہ ہمیشہ سے مشروط رہی ہے اور ہمیشہ مشروط ہی رہے گی ۔(اطاعت کا قرآنی تصوّر: صفحہ25‘طبع اوّل :اکتوبر1995ء)

امیر کا فیصلہ

* اگر تمہارا ضمیر مطمئن ہے کہ تم نے اس وجہ سے امیر کا فیصلہ تسلیم نہیں کیا یا جماعت ہی سے علیحدگی اختیار کرلی کہ تمہارے نزدیک صاحبِ امر (امیر) نے شریعت کی حدود سے تجاوز کیا ہے تو اللہ کے ساتھ تمہارا معاملہ صاف رہے گا۔ اور اگر اصل سبب کچھ اور ہے ۔کوئی تکبر ‘حسد ‘طبیعت کا کوئی نشوز پاؤں کی بیڑی بن گیا ہے ‘یا راستے کی سختیاں ساتھ دینے میں آڑے آرہی ہیں ‘آگے چلنے کی ہمت نہیں ہے اور صرف بہانہ بنایا جارہا ہے تو یہ اللہ کے علم سے باہر نہیں ‘اُس کے ہاں اس پر پکڑ ہوگی اور انسان کو اس کی جواب دہی کرنا ہوگی ۔ (اطاعت کا قرآنی تصوّر :صفحہ31‘طبع اوّل :اکتوبر1995ء

)

انقلابی جماعت

* کوئی انقلابی جماعت جو غلبہ دین کے حصول کے لیے کوشاں ہے اگر آپ اس سے پیوست نہیں ہیں ‘اس سے چمٹے ہوئے نہیں ہیں ‘اس کے نظم کے ساتھ آپ کی وابستگی ہی نہیں ہے تو انقلابی جدّوجُہد سے متعلق احکام وہدایات

آپ تک نہیں پہنچ سکیں گی۔ (اطاعت کا قرآنی تصوّر: صفحہ36‘طبع اوّل :اکتوبر1995ء)

انقلابی جماعتی نظام

* عدالتی نظام میں اور حکومتی سطح پر تو ایسا ہوتا ہے کہ گھروں پر جاکر سمن کی تعمیل کرائی جاتی ہے ‘لیکن کسی انقلابی جماعتی نظام میں ایسا ممکن نہیں ہے ۔اس کے لیے تو ’’پیوستہ رہ شجر سے اُمید بہار رکھ ‘‘ کے مصداق جماعت سے وابستہ رہنا ضروری ہے۔ (اطاعت کا قرآنی تصوّر: صفحہ36‘طبع اوّل :اکتوبر1995ء)

کٹی ہوئی پتنگ

* اگر جماعت سے آپ کا تعلق منقطع ہوگیا تو ظاہر بات ہے کہ اب آپ اس کے نظم میں نہیں ہیں ‘بلکہ ایک ایسی پتنگ کی مانند ہیں جس کی ڈور کٹ چکی ہے اور ایک ایسے پتے کی طرح ہیں جو اپنے درخت سے علیحدہ ہوچکا ہے ۔(اطاعت کا قرآنی تصوّر: صفحہ36‘طبع اوّل :اکتوبر1995ء)

ملتزم کون؟

* اگر موتی پرودیے گئے ہیں تو وہ ہار ہے اور اگر اس کی ڈور ٹوٹ گئی ہے تو وہ ہار نہیں رہا بلکہ منتشر موتی ہیں ‘اسی طرح جماعت کے افراد اگر اس کے ساتھ منسلک اور ملتزم ہیں تو وہ صحیح معنوں میں جماعت ہے۔ التزام کے معنی چمٹ جانا ہیں اور ملتزم وہ ہے جو جماعت کے ساتھ چمٹا رہے۔(اطاعت کا قرآنی تصوّر: صفحہ36‘طبع اوّل :اکتوبر1995ء)

نیت

* اللہ کی راہ میں محنت ‘جدّوجُہد ‘ایثار وقربانی ‘انفاق اور قتال ‘یہ سب جہاد فی سبیل اللہ

ہی کے مدارج ومراتب ہیں ۔لیکن بہر حال نیت میں یہ چیز لازمی طور پر شامل ہونی چاہیے کہ وہ وقت آئے کہ میں اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے جان کی بازی لگادوں اور اس راہ میں اپنی جان جان آفرین کے سپرد کرکے سرخرو ہوجاؤں ‘میری گردن اللہ کی راہ میں کٹ جائے ۔اگر کسی کے دل میں یہ نیت بھی موجود نہیں تو حدیث نبوی ؐ کی روسے ایسا شخص حالت ِنفاق میں مرتا ہے ۔(اطاعت کا قرآنی تصوّر: صفحہ36‘طبع اوّل :اکتوبر1995ء)

اطاعت ِامیر کا دائرہ

* حضور ﷺ کے انتقال کے بعد چاہے مسلمانوں کا کوئی خلیفہ ہواور چاہے کسی جماعت کا امیر ہو ‘سب کی اطاعت اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کے ساتھ مشروط ہے۔ ان کی اطاعت اللہ اوررسول کے احکام کے دائرے کے اندر اندرہوگی اور یہ اس سے باہر نہیں جاسکتے ‘اللہ اور رسول ؐ کے حکم کے خلاف حکم نہیں دے سکتے ۔ (اطاعت کا قرآنی تصوّر: صفحہ42‘طبع اوّل :اکتوبر1995ء)

صاحب ِامر

* یہ جو مغرب کا تصورِ جمہوریت ہے کہ ووٹوں کی گنتی سے معاملات طے کیے جائیں' اس سے بچو! اسلامی نظامِ جماعت میں باہمی مشورے کے بعد فیصلے کا اختیار صاحب ِامر کو حاصل ہوتا ہے۔(اطاعت کا قرآنی تصوّر: صفحہ43)

کتاب و سنّت کا دائرہ

* حضور ﷺ کے بعد اُصول یہ ہوگا کہ کتاب وسُنّت کے دائرے کے اندراندر حکم ہوگا تو وہ مانا جائے گا ۔ (مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداول: صفحہ448)

بندگی اور پرستش

* بندگی غلامی کو کہتے ہیں اور اس میں اطاعت کاپہلو غالب ہے 'جبکہ پرستش کے معنی ہیں مخلصانہ اور والہانہ محبّت۔

(جہادبالقرآن اور اُس کے پانچ محاذ :صفحہ14)

اطاعت کا دائرہ

* مخلوق کی اطاعت کا انکار نہیں ہے 'والدین کی اطاعت کرو 'بڑوں کی اطاعت کرو'سینئرز کی اطاعت کرو'حکام کی اطاعت کرو'اساتذہ کی اطاعت کرو 'اگر دینی اعتبار سے کسی کے ساتھ اپنے آپ کو منسلک کیا ہے تواس کی اطاعت کرو۔ لیکن کسی کی اطاعت اللہ کی معصیت میں نہیں ہوگی۔کوئی بھی اگر تمہیں اللہ کے حکم کے خلاف حکم دے گا تو اب اُس کی اطاعت نہیں ہوگی 'وہاں ان کی اطاعت کا دائرہ ختم ہوجائے گا۔(حقیقت واقسامِ شرک :صفحہ90 'طبع اوّل :اکتوبر 2008ء)

دین کا بنیادی تقاضا

* ہمارے دین کا بنیادی تقاضا ہر فرد سے یہ ہے کہ وہ امکانی حد تک تقویٰ اختیار کرے اور اللہ اور رسول ﷺ کا فرمانبردار بنے ۔(اُمّت ِمسلمہ کے لیے سہ نکاتی لائحہ عمل :صفحہ14 'طبع اوّل :اکتوبر 1990ء)

محبّت وعقیدت

* حضور ﷺ کے ہرفرمان کو محبّت وعقیدت سے قبول کرنا اور آپ ﷺ کے ہر حکم پر بلاچون وچرا سر تسلیم خم کردینا ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔(قلب ِقرآن سورۂ یٰس کی مختصر تشریح :صفحہ6 'طبع اوّل :مئی 2017ء)

سمع وطاعت

* قرآن حکیم میں آپ کو سمع وطاعت کی اصطلاح باربار ملے گی ۔یہ دونوں اصطلاحات گاڑی کے دوپہیوں کی طرح ساتھ ساتھ آتی ہیں 'کیونکہ کسی انقلابی جماعت کا ان کے بغیر تصوّر بھی نہیں کیا جاسکتا۔(خلافت کی حقیقت :صفحہ180 'طبع اوّل :اکتوبر 1996ء)

اجتماعی فیصلہ

* کسی کی طبیعت آمادہ ہو یا اس کو اپنی طبیعت پر جبر کرنا پڑے ‘اجتماعی فیصلہ تسلیم

کرنا ہوگا‘ اطاعت ِامیر ہر حال میں کرنی ہوگی۔(خلافت کی حقیقت : صفحہ184‘طبع اوّل :اکتوبر1996ء)

سمع وطاعت کے خوگر

* انقلابی کارکن سمع وطاعت کے خوگر ہوں ۔ایک امیر کی اطاعت کے لیے کٹ مرنے کو تیار ہوں ۔ (سیرت۔ خیرالانام علیہ الصلوۃ والسلام : صفحہ99‘طبع اوّل :اکتوبر2013ء)

اللہ کی مطلوب عبادت

* اللہ کی جو عبادت مطلوب ہے وہ زبردستی اور مجبوری کی اطاعت نہیں ‘بلکہ دلی آمادگی او رمحبّت کے ساتھ مطلوب ہے ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداول : صفحہ138‘طبع دہم :اپریل2019ء)

مسلمانوں کی آزادی

* مسلمان معاشرہ اور اسلامی ریاست ’’مادر پدر آزاد‘‘ نہیں بلکہ اللہ اوراُس کے رسول ﷺ کے احکام کے ’’پابند‘‘ ہیں اور مسلمانوں کی آزادی کے معنی صرف یہ ہیں کہ خدا اور رسول ﷺ کی اطاعت کے لیے دوسری ہر طرح کی غلامی سے آزاد ہوجائیں ۔ (مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداول : صفحہ448‘طبع دہم :اپریل2019ء)

اسلامی ریاست

* جیسے ایک مسلمان فرد اپنی انفرادی حیثیت میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کاپابند ہوتا ہے‘اور اس کے لیے مادر پدر آزادی کا کہیں وجود نہیں ہے‘ ویسے ہی ایک مسلمان معاشرہ اورایک اسلامی ریاست بھی مادر پدر آزاد نہیں ہے ‘بلکہ اللہ اوراُس کے رسول ﷺ کے احکام کی پابند ہے۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداول: صفحہ457‘طبع دہم :اپریل2019ء)

اتباع رسول ﷺ

* ہمیں ہر چیز کے اندر رسول ﷺ کی پیروی کرنی ہے ۔اتباعِ رسول ﷺ

صرف عبادات میں ہی نہیں ہے بلکہ پوری زندگی میں ہے ۔(حزب اللہ کے اوصاف : صفحہ65‘طبع اوّل :جون2006ء)

* جسے اللہ کارسول مانا گیا ہے ‘جس پر ایمان لایا گیا ہے ‘جس کی اللہ کے نبی ورسول کی حیثیت سے تصدیق کی گئی ہے ‘ اب اس شخصیت کی نشست وبرخاست کا ‘ اس کی گفتگو کا ‘ اس کے رہن سہن کا ‘ اس کی وضع قطع ‘ اس کی تہذیب اور اس کی پوری نجی و مجلسی زندگی کا جو بھی انداز ہو‘ اس پورے نقشے کو اپنی سیرت وکردار میں جذب کرنا ‘ اس رویّہ

اور کیفیت کا نام دراصل اتباع ہے ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداول: صفحہ466‘طبع دہم :اپریل2019ء)

اتباع کے مفہوم میں وسعت

* اتباع کا درجہ اطاعت سے بہت بلند ہے اور اس کے مفہوم میں بہت وسعت ہے۔ اطاعت میں صرف حکم پیش نظر ہوگا اور اتباع میں نبی اکرم ﷺ کے ہر ہر عمل اور فعل کو بلکہ ہر ہر ادا کی پیروی کو سعادت سمجھا جائے گا ‘چاہے آپ ؐ نے اس کا حکم نہ دیا ہو۔ حاصل گفتگو یہ کہ حُبِّ رسول ﷺ کا تقاضا ہے اتباعِ رسول ﷺ ۔(رسول اکرم ﷺ اور ہم :صفحہ334‘طبع دوم :جولائی2014ء)

اطاعت اور اتباع میں فرق

* اطاعت اور اتباع میں کیا فرق ہے؟ اس کو بھی سمجھ لیجیے ۔اطاعت کی جاتی ہے کسی کے حکم کی ‘جبکہ اتباع یہ ہے کہ کسی ہستی سے اتنی محبّت ہوجائے کہ چاہے اس نے حکم نہ دیا ہو لیکن اس ہستی کے ہر عمل اور فعل کی پیروی کرنا ۔(رسول اکرم ﷺ اور ہم :صفحہ340‘طبع دوم :جولائی2014ء)

جزوی اطاعت کی حقیقت

* اطاعت نام ہے صرف کلی اطاعت کا‘نہ کہ جزوی اطاعت کا۔جزوی اطاعت اللہ کو قبول نہیں ‘وہ اسے منہ پر دے مارتا ہے ۔اللہ غنی ہے ‘محتاج نہیں ۔(قرآن حکیم اور ہم :صفحہ370‘طبع چہارم :ستمبر2015ء)

اللہ کا طالب

* رسول اللہ ﷺ کی زندگی اُس شخص کے لیے اسوۂ حسنہ ہے اور وہی اس کا اتباع کرسکے گا اور وہی آپ ؐ کے نقش قدم پر چل سکے گا جو اللہ کا طالب ہو اور جو آخرت میں سرخروئی چاہتا ہو اور جو کثرت کے ساتھ اللہ کو یاد کرنے والا ہو۔(رسول اکرم ﷺ اور ہم :صفحہ251‘طبع دوم :جولائی2014ء)

حضور ﷺ کی پیروی

* حضور ﷺ کے نقش قدم کی جس طور اور جس انداز سے بھی پیروی کی جائے گی وہ نہایت مبارک ہے۔ (رسول اکرم ﷺ اور ہم :صفحہ353‘طبع دوم :جولائی2014ء)

دنیا کی مضبوط ترین جماعت

* محمد رسول اللہ ﷺ کی سچی نبوت اور آخری نبوت کی بنیاد پر جو جماعت بنی‘وہ دنیا کی مضبوط ترین جماعت تھی ‘ جس کے بارے میں قرآن حکیم میں فرمایا گیا : {مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ} ’’اللہ کے رسول محمد (ﷺ) اور وہ لوگ جو اُن کے ساتھ ہیں‘‘ ۔اس جماعت میں کسی نے رسول اللہ ﷺ کو جماعت کا صدر منتخب نہیں کیا تھا بلکہ

آپ ﷺ نبی ہونے کی حیثیت سے اور داعی ہونے کی حیثیت سے خودبخود امیر تھے ۔آپ ﷺ کے ساتھی ''سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا '' (ہم نے سنا اورمانا) کے اصول پر کاربندتھے ۔(رسول اکرم ﷺ اور ہم :صفحہ443،طبع دوم :جولائی2014ء)

معصیت اورفسق وفجور

* محبّت رسول ﷺ کے محض دعوے ہیں ، لیکن اطاعت نہیں ، فرائض کی ادائیگی نہیں ، اوامر ونواہی کی پرواہ نہیں ،احکام شریعت کا سرے سے کوئی لحاظ نہیں ،تو یہ طرزِ عمل سراسر معصیت اور فسق وفجور پر مبنی ہے ۔(نبی اکرم ﷺ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں :صفحہ21،طبع :مارچ2020ء)

سلسلۂ ارشاد

سلسلہ ارشاد

* میں صوفیاء کرام کے سلسلہ ارشاد کی نفی نہیں کررہا ،کوئی خداترس مرشد ہو ،جو قرآن وسُنّت کی روشنی میں تزکیہ نفس کرنے اور صحیح طورپر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے صراطِ مستقیم پر چلانے والاہو تو {وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۱۱۹﴾} (التوبۃ)کی قرآنی ہدایت کے مطابق ایسے مرشدین سے ضرورفیض حاصل کرنا چاہیے۔ لیکن ہمارے ہاں پیری مریدی کا جو عام اور غلط تصوّر رائج ہے ،اس کے اعتبارسے میں اس کی نفی کررہا ہوں ۔(عظمت ِصیام وقیام رمضان المبارک :صفحہ38،طبع اوّل :مارچ1991ء)

الہام ،القاء،کشف اور رویائے صادقہ

* الہام ،القاء،کشف اور رررویائے صادقہ ،یہ ساری چیزیں اب بھی ہیں ،یہ چیزیں نبیوں کے لیے بھی تھیں اور غیر نبیوں کے لیے بھی ۔(عیدالاضحی اورفلسفہ قربانی:صفحہ30،طبع اوّل :ستمبر1983ء)

طریقت

* طریقت تو نام ہے خدمت ِخلق کا ۔(مروجہ تصوّف یا سلوک ِمحمدی ؟:صفحہ9،طبع اوّل :جون1997ء)

احسان

* اسلام کے بعد ایمان اورایمان کے بعد احسان کا درجہ ہے ۔اس کا عمومی مفہوم ہے کسی بھی شے میں حسن پیدا کردینا ۔گویا ایک ہے مارے باندھے کوئی کام کیا ، اس کے بنیادی تقاضے اور لوازم پورے کردیے ،لیکن ایک ہے پوری طرح جان کھپاکر

دل لگا کر‘پوری توجہ اوراپنی ساری صلاحیتوں اور توانائیوں کو بروئے کار لاتے ہوئے ‘اس کام کو اچھے سے اچھا ‘عمدہ سے عمدہ انداز سے کرنا۔(مروجہ تصوّف یا سلوک ِمحمدی ؐ:صفحہ12‘طبع اوّل :جون1997ء)

قابل ِحصول مراتب

* اگر ہم حضور ﷺ کے زمانے میں پیدا ہونے سے محروم رہ گئے ‘تب بھی کوئی حرج نہیں کہ صدیقیت ‘شہادت اور صالحیت کے تمام مراتب آج بھی قابل حصول ہیں‘ صرف نبوت کا دروازہ بند ہے ۔(مروجہ تصوّف یا سلوک ِمحمدی ؐ:صفحہ23‘طبع اوّل :جون1997ء)

خدمت ِخلق کی منازل

* خدمت ِخلق کی تین منزلیں ہیں ۔پہلی منزل ہے بھوکوں کو کھانا کھلانا‘ ضرورت مندوں کی امداد کرنا اور ایک داعی حق کے لیے یہ چیز نہایت ضروری ہے ‘ورنہ اس کی دعوت دوسروں تک نہیں پہنچ پائے گی ۔دوسری منزل ہے خدمت ِخلق کے حوالے سے لوگوں کی عاقبت سنوارنے کی کوشش کرنا ‘اللہ کی طرف دعوت دینا ۔اس سے بڑی کوئی خدمت ِخلق نہیں ہوسکتی کہ انسان دوسروں کی ابدی زندگی کی فلاح کے لیے کوشش کرے ۔
خدمت ِخلق کی تیسری منزل یہ ہے کہ خلق خدا کو ظالمانہ نظام کے جبر واستحصال سے نجات دلانے کی کوشش کی جائے ۔

صرف پہلی قسم کی خدمت کو کُل سمجھ لینا دراصل دین کے محدود تصوّر کا شاخسانہ ہے۔ (مروّجہ تصوّف یا سلوک ِمحمدی ؐ:صفحہ29‘طبع اوّل :جون1997ء)

سلوک کی انتہائی منزل

* سلوک کی انتہائی منزل ’’ فنا فی اللہ‘‘ نہیں بلکہ ’’بقا باللہ ‘‘ ہے ۔(علامہ اقبال اور ہم :صفحہ20 ‘طبع اوّل :اپریل 1977ء)

مرید

* طلب ِہدایت اور رہنمائی کے مقصد کے لیے کسی شخص کی طرف رجوع کرنے والا مرید ہوتا ہے ۔ مرید کے معنی ہیں:ارادہ کرنے والا۔جس نے عزم وارادہ کیا ہے کہ وہ ہدایت کی راہ پر چلے گا ۔(اصلاح معاشرہ کاقرآنی تصوّر :صفحہ12‘طبع اوّل :نومبر2018ء)

اہل تصوّف کی کیفیت

* اس دور میں ہمارے اہل تصوّف کی ‘الا ماشاء اللہ ‘یہی کیفیت ہے کہ قوالیوں سے حال آئے گا ‘عراقی اورجامی

کے اشعار سنیں گے تو تڑپ اُٹھیں گے‘ لیکن قرآن مجید کا ان کی محفلوں میں گزر نہیں ہوگا۔(اصلاح معاشرہ کا قرآنی تصوّر :صفحہ143‘طبع اوّل :نومبر2018ء)

حضور ﷺ کے درجات کی بلندی

* اُمّت ِمسلمہ میں جس کسی نے بھی نیکی اور خیر کی ترویج واشاعت میں حصہ ڈالا ہے‘ وہ معین الدین اجمیریؒ ہوں‘علی ہجویریؒ ہوں یا کوئی اور ہو‘ظاہر ہے اس خیر کا منبع اور سرچشمہ تو حضور ﷺ کی ذات ِاقدس ہی ہے ۔ چنانچہ یہ خیر قیامت تک جیسے جیسے پھیلے گا ‘اس کی وجہ سے حضور ﷺ کے درجات بلند سے بلند تر ہوتے چلے جائیں گے۔ (قلب ِقرآن سورۂ یٰس کی مختصر تشریح :صفحہ59‘طبع اوّل :مئی 2017ء)

تصوّف کا مقصد

* تصوّف کا مقصد یہ ہے کہ ایمان انسان کے قال سے آگے بڑھ کر حال کی شکل اختیار کرلے۔ (حقیقت ِایمان :صفحہ173‘طبع اوّل :فروری 2003ء)

سلسلہ محمدیہ

* مَیں تو اس ایمان کا قائل ہوں جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ایمان ہے یا گزشتہ صدی میں

231

تحریک شہیدینؒ کے لوگوں کا ایمان ‘یعنی سید احمد بریلوی شہید اور شاہ اسماعیل شہیداوران کے ساتھی (رحمھم اللہ تعالیٰ رحمۃً واسعۃً) یہ لوگ ذکر وفکر کی حدتک تصوّف کے بھی قائل تھے اور انہوں نے اس کا نام ’’سلسلہ محمدیہ‘‘ تجویز کیا ہوا تھا ‘جس کا لازمی جزو تھا جہادفی سبیل اللہ ۔(حقیقت ِایمان :صفحہ197‘طبع اوّل :فروری 2003ء)

اولیاء اللہ کا جینا اورمرنا

* اولیاء اللہ نے اپنے دلوں میں صرف اللہ تعالیٰ کو بسایا تھا۔صرف اللہ کی طرف لوگوں کو دعوت دینے کو انہوں نے اپنی کُل سعی وجہد کا مطلوب ومقصودبنایا تھا ۔ اسی کے لیے ان کا جینا اور اسی کے لیے ان کا مرنا تھا ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداول :صفحہ108‘طبع دہم :اپریل2019ء)

صوفیہ کبار اور اولیاء اللہ

* صوفیہ کبار اور اولیاء اللہ‘یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے بدخواہوں کو دعائیں دیں‘ جن کے سینے انتہائی کشادہ تھے ‘جن کے دلوں میں لوگوں نے اپنے لیے شفقت و مودت اور محبّت ورحمت کا دریا موجزن پایا ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداول :صفحہ111‘طبع دہم :اپریل2019ء)

خانقاہی نظام

* ہمارے ہاں بد قسمتی سے خانقاہی نظام میں سارا زور تزکیہ ہی پر رہ گیا ۔ افراد کو مانجھے جاؤ' رگڑے جاؤ ۔ پھر جن کا تزکیہ ہوا ہے 'ان کو بھی اسی کام میں لگادو کہ اور لوگوں کو مانجھیں رگڑیں 'مگر اس بات کی طرف کوئی توجہ نہیں کی گئی کہ جن کو مانجھا اور رگڑا گیا ہے 'ان کو کسی انقلابی عمل میں شریک کرنا ہے ۔ یقیناً حضور ﷺ نے تزکیہ کیا 'مگر تزکیہ کے بعد پھر افراد کو باطل کے ساتھ ٹکرادیا ۔ (سیرتِ خیر الانام علیها الصلوة والسلام :صفحہ147'طبع اوّل :اکتوبر 2013ء)

232

سائنس اور ٹیکنالوجی

سائنسی ترقی

* اور اب جتنی سائنسی ترقی ہورہی ہے اور جو سائنسی انکشافات اور اکتشافات ہورہے ہیں 'ان کے نتیجے میں ثابت ہورہا ہے کہ قرآن مجید یہ بات اس انداز میں بہت پہلے کرچکا ہے ۔ (عیسائیت اور اسلام :صفحہ 49'طبع اوّل:اکتوبر1995ء)

مظاہر فطرت

* سائنس کائنات کے تمام مظاہر فطرت کو ایسے بیان کرتی ہے کہ یہ خودکار نظام ہے اور اس میں طبیعی قوانین عمل پیرا ہیں ۔ مثلاً بھاپ اُٹھی 'ہوا اُسے اِدھر سے اُدھر لے گئی ' بادل بنے اور بارش برسی ۔ اس میں کہیں خدا کی مشیت 'خدا کے ارادہ 'خدا کے اذن کا کوئی ذکر نہیں ہے ۔ (حقیقت واقسام شرک :صفحہ64 'طبع اوّل :اکتوبر2008ء)

بلیک ہولز

* آج نزولِ قرآن کے چودہ سو سال بعد ہمارے علم میں آیا ہے کہ اس کائنات میں بلیک ہولز ہیں 'جو ستاروں کے سکڑ کر ختم ہوجانے کے نشانات ہیں ۔ گویا ستارے ڈوب رہے ہیں ' ان کی موت واقع ہورہی ہے ۔ کائنات میں کہیں ایک خلا پیدا ہوتا ہے ۔ اس کے اندر جو ویکیوم ہے ' اس میں کھینچنے کی اتنی طاقت ہے کہ جو ستارہ اس کے قریب سے گزر جائے 'اسے کھینچ کر اس قبر میں دفن کردیتا ہے ۔ یہ ہے وہ جگہ جہاں ستارے ڈوبتے ہیں ۔ (تعارف قرآن :صفحہ149 'طبع اوّل :فروری2006ء)

روحانی آنکھ

* سائنس اور ٹیکنالوجی میں تو بے پناہ ترقی ہوئی 'لیکن اخلاق اور انسانیت کا دیوالیہ ہوگیا ۔ اس اعتبار سے اگر تہذیبِ حاضر کو ''یک چشمی ''کہا جائے تو غلط نہ ہوگا ۔

233

اس لیے کہ اس کی مادی آنکھ تو چوپٹ کھلی ہوئی ہے 'جب کہ روحانی آنکھ بالکل بند ہوچکی ہے ۔ (سابقہ اور موجودہ مسلمان اُمتوں کا ماضی 'حال اور مستقبل :صفحہ123 'طبع اوّل :اکتوبر1993ء)

السّاعۃ کے احوال

* کشش ثقل کا جو باہمی نظام ہے ' اس کا معاملہ درہم برہم ہوجائے گا اور یہ بڑے بڑے کرے ایک دوسرے کے ساتھ ٹکرائیں گے اورچاند سورج میں دھنس جائے گا۔ تو یہ اس ''اَلسَّاعَۃُ'' کے ابتدائی احوال ہیں ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداول : صفحہ284 ،طبع دہم : اپریل2019ء)

سائنسی حقائق قرآن کے مطابق ہیں

* سائنسی علوم میں جتنی بھی ترقی اور ارتقاء آج تک ہوا ہے ' اس حوالہ سے ایک بھی ایسی حقیقت اب تک سامنے نہیں آئی ،جس سے قرآن کی بتائی ہوئی کوئی بات غلط ثابت ہوئی ہو۔(قرآن حکیم کی سورتوں کے مضامین کا اجمالی تجزیہ(حصہ دوم) :صفحہ99،طبع اوّل :اپریل 2017ء)

سائنسی علوم کے اشارے

* سائنس اور ٹیکنالوجی قرآن حکیم کا موضوع نہیں ہے ،قرآن مجید کتاب ِہدایت ہے، سائنس کی کتاب نہیں ہے، البتہ اس میں سائنسی علوم کی طرف اشارے موجود ہیں۔ (قرآن حکیم اورہم :صفحہ180،طبع چہارم :ستمبر2015ء)

جدید سائنس اور قرآن

* جدید سائنس جیسے جیسے ترقی کرے گی ،قرآن میں سے نئے نئے ہیرے نکلتے چلے آئیں گے۔ (قرآن حکیم اورہم :صفحہ271،طبع چہارم :ستمبر2015ء)

عالمگیر معاشرہ

* آپ کو معلوم ہے کہ سائنس کی حیرت انگیز ترقی اور ذرائع آمدورفت اور نقل و حمل

میں بے پناہ اضافے کی بناپر پورا عالم انسانی ایک شہر کے مانند ہوکر رہ گیا ہے اور مختلف ممالک کی حیثیت اس کے محلوں سے زیادہ نہیں رہی ،لیکن فاصلوں کی یہ ساری کمی انسان کے خارج ہی میں وقوع پذیر ہوئی ہے ،دلوں کے بُعد میں قطعاً کوئی کمی واقع نہیں ہوئی ،اور افرادِ نوع بشر اور اقوام وملل عالم کے مابین دوری جوں کی توں قائم ہے ۔ اور یہ عجیب مخمصہ ہےجس میں عالم انسانی اس وقت گرفتار ہے کہ حالات کا شدید تقاضا تو یہ ہے کہ انسان باہم ایک دوسرے سے قریب ہوں اوردنیا میں جلدازجلد ایک عالمگیر معاشرہ اور ایک عالمی ریاست (world state) قائم ہوجائے ،لیکن انسان کی تہی دستی اورتنگ دامانی کا عالم یہ ہے کہ ایسی کوئی قدرِ مشترک اسے نہیں مل رہی جو مشرق ومغرب کے فاصلے ،گورے اور کالے کے امتیاز، اور نسلوں اورعقائد ونظریات کے فرق وتفاوت کی خلیجوں کو پاٹ سکے ،یا کم ازکم ایسا پل بن جائےجس پر سے گزرکر ابنائے نوعِ بشرایک دوسرے سے بغل گیر ہوسکیں۔(قرآن حکیم اورہم :صفحہ290،طبع چہارم :ستمبر2015ء)

ستارہ شناسی اور دست شناسی

٭ وحی سے ہٹ کر طرح طرح کے اوہام ہیں ‘جیسے ستارہ شناسی او ردست شناسی ہے۔ یہ چیزیں ہمارے ہاں ’’occult sciences‘‘ کے نام سے مشہور ہیں۔ اسی طرح ہمارے ہاں علم الاعداد (سائنس آف نمبرز) ہے ۔ اگرچہ ان سب کوسائنس کا نام دے دیا گیا ہے لیکن ان کو ’’occult sciences‘‘ کہتے ہیں ۔قرآن کی راہنمائی یہ ہے کہ ان کے پیچھے نہ پڑو ۔(اُمُّ المُسَبِّحات‘یعنی سورۃ الحدید :صفحہ334‘طبع اوّل :جون2005ء)

صحابۂ کرامؓ و صحابیاتؓ

صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا وصف ِ اوّل

٭ ان کا پہلا وصف یہ ہے: {اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ} ’’کُفّار پر بہت سخت اور آپس میں رحم دل ہیں۔‘‘ ظاہر ہے کہ جب وہ ایک ہیئت ِ اجتماعی میں شریک ہو گئے تو اب ایک تفریق ہوئی ہے۔ ایک وہ ہیں جو اِس ہیئت ِ اجتماعیہ میں شامل ہیں اور ایک وہ ہیں جو شامل نہیں ہیں‘ تو ان میں حدّ ِ فاصل قائم ہو گئی۔ پھر یہ کہ جو آ گئے ہیں ان میں بھی حفظِ مراتب ہو گا‘ سب برابر تو نہیں ہوتے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اپنا مقام و مرتبہ ہے‘ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا اپنا مقام و مرتبہ ہے۔ ع

ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است !

(حزب اللہ کے اوصاف :صفحہ68‘طبع اوّل :جون2006ء)

تفضیل صحابہؓ

٭ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اندر تفضیل تو ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں انبیاء و رُسل علیہم السلام کے بارے میں فرمایا گیا: {تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ ۘ} ’’یہ وہ رسول ہیں کہ بعض کو ہم نے بعض پر فضیلت دی‘‘۔ اسی طرح صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں بھی بعض کو بعض پر فضیلت حاصل ہے۔ ہمارے ہاں اہل سُنّت کے نزدیک یہ بات متفق علیہ ہے کہ بالکل چوٹی پر تو چار خلفائے اربعہ ہیں اور ان میں جو ترتیب خلافت ہے یہی ترتیب ِ فضیلت ہے کہ خلیفۂ اوّل تمام صحابہؓ میں افضل ہیں‘ پھر خلیفۂ ثانی‘ پھر خلیفۂ ثالث اور پھر خلیفۂ رابع۔ اس کے بعد

پھر چھ حضرات عشرۂ بشرہ میں سے ہیں۔ ان کے بعد پھر نیچے اتریں گے تو ۳۱۳ اَصحابِ بدر ہیں۔ پھر ذرا اور نیچے اتریں تو ۱۴۰۰ یا ۱۸۰۰ اصحاب بیعت ِرضوان ہیں۔ اس سے پھر ایک سیڑھی نیچے

اتریں تو وہ سب لوگ جو فتح سے پہلے ایمان لائے۔ (فتح سے مراد صلح حدیبیہ ہے یا فتح مکہ' اس میں اختلاف ہے) اور پھر اس کے بعد وہ سب صحابہؓ جو فتح کے بعد ایمان لائے۔(حزب اللہ کے اوصاف : صفحہ68'طبع اوّل :جون2006ء)

فرضِ منصبی کا شعور

* صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اپنے فرضِ منصبی کا پورا شعور حاصل تھا' چنانچہ ان کے ایک ہاتھ میں قرآن تھا تو دوسرے میں تلوار۔(انقلاب ِنبوی ﷺ کا اساسی منہاج: صفحہ43)

صدیقین کی شخصیت

* جیسے ہی رسول کی دعوت کسی صدیق کا مزاج رکھنے والے شخص کے کان میں پہنچے گی وہ فوراً لبیک کہے گا 'اسے کوئی دیر نہیں لگے گی ' اس لیے کہ یہ اُس کی سلامتی عقل او ر سلامتی فطرت کا تقاضا ہے 'وہ خود پہلے سے گویا تیار ہے ۔میں تو اس کی مثال دیا کرتا ہوں 'جیسے کوئی شخص وضو کرکے گھر میں بیٹھا ہو او راذان کی آواز آئے تو یقیناً وہ مسجد کا رُخ کرے گا ۔صدیقین کی شخصیت میں بالکل اس طرح کی آمادگی پہلے سے موجود ہوتی ہے ۔ (اُمُّ المُسَبِّحات'یعنی سورۃ الحدید :صفحہ229'طبع اوّل :جون2005ء)

صدیقین

* صدیقین وہ ہوتے ہیں جونبی کی دعوت کو قبول کرنے میں والہانہ پیش قدمی کرتے ہیں اورقطعاً کوئی توقف نہیں کرتے ۔گویا انہیں اس کے بارے میں کوئی اشتباہ لاحق ہی نہیں ہوتا 'چنانچہ نہ وہ کوئی اعتراض واردکرتے ہیں'نہ کوئی جرح کرتے ہیں ۔وہ یہ نہیں کہتے کہ آپ ہم کو دعوت دینے والے کون ہوتے ہیں؟ بلکہ ان کی کیفیت ایسی ہوتی ہے کہ جیسے کوئی نمازی وضو کرکے نماز کے لیے تیار بیٹھا ہو اور صرف انتظار کررہا ہو کہ جیسے ہی اذان کی آواز کان میں پڑے 'وہ فوراً مسجد کا رُخ کرے۔بالکل یہی کیفیت صدیقین کی ہوتی ہے ۔(ملفوظاتِ ڈاکٹر اسرار احمدؒ'صفحہ201)

مقام ِصدیقیت

* صدیقیت کامقام نبوت سے قریب ترہوتا ہے ۔چنانچہ جو مقام ومرتبہ حضور ﷺ کا ہے 'اس سے بالکل ملحق مقام ومرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہے ۔(اُمُّ المُسَبِّحات'یعنی سورۃ الحدید: صفحہ230'طبع اوّل :جون2005ء)

٭ حضرت ابوبکرؓ بلاشبہ صدیق اکبر ہیں' رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔ اور یہ جان لینا چاہیے کہ مقام صدیقیت 'مقام نبوت سے بہت قرب رکھتا ہے ۔(رسول اکرم ﷺ اور ہم :صفحہ120'طبع دوم :جولائی2014ء)

٭ اگر کسی نے دل سے مال کی محبّت کو کھرچ دیا ہو اور پھر اللہ پر ایمان لایا ہو تو وہ مرتبہ صدیقیت پر فائز ہو سکتا ہے ۔ (اُمُّ المُسَبِّحات 'یعنی سورۃ الحدید :صفحہ212'طبع اوّل :جون2005ء)

صدیق کے اوصاف

٭ صدیق کا پہلا وصف یہ ہے کہ اس میں عطاء اور جود و سخاوت ہوتی ہے ۔ وہ لوگوں کی مشکلات کو دیکھ کر تڑپ اٹھتا ہے اور ان کی مدد کرتا ہے 'بھوکوں کو کھانا کھلاتا ہے ۔ دوسرا وصف یہ ہے کہ اس کے اندر تقویٰ ہوتا ہے۔ وہ کسی کا دل نہیں دکھانا چاہتا' کسی کو نقصان نہیں پہنچانا چاہتا 'کسی پر دست درازی اور تعدّی نہیں کرنا چاہتا۔ اور تیسرا وصف یہ کہ وہ ہر اچھی بات کی تصدیق کے لیے ہر وقت تیار رہتا ہے۔ اس کے اندر تعصب نہیں ہوتا 'عصبیت 'ضد اور ہٹ دھرمی نہیں ہوتی۔ اس کے سامنے جب کوئی ایسی بات آتی ہے کہ اس کا دل گواہی دے کہ بات صحیح ہے تو اسے فوراً تسلیم کر لیتا ہے۔ وہ یہ نہیں سوچتا کہ دوسرے کی بات مان لینے سے اس کی جیت اور میری ہار ہو جائے گی ۔ (اُمُّ المُسَبِّحات 'یعنی سورۃ الحدید :صفحہ221'طبع اوّل :جون2005ء)

٭ صدیق سے مراد ہے انتہائی راست گو 'راست باز' راست رو انسان 'کہ جو ہر اچھی بات کی تصدیق کے لیے ہر وقت آمادہ رہے۔ اور اصطلاحاً اس سے مراد وہ سلیم

الفطرت لوگ ہیں کہ جن کے لیے نبی کی دعوت ہرگز اجنبی نہیں ہوتی۔ جیسے ہی نبی کی دعوت اُن کے کانوں تک پہنچتی ہے 'اُنہیں ایسے محسوس ہوتا ہے کہ یہ ان کے دل کی آواز ہے ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلددوم :صفحہ516'طبع ہشتم :اپریل2019ء)

٭ صدیقین کے اوصاف میسے چوٹی کے دو اوصاف یہ ہیں کہ وہ ہر حال میں اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے والے اور مصیبت و ابتلا میں اور میدانِ قتال میں استقامت و مصابرت کا مظاہرہ کرنے والے ہوتے ہیں ۔(رسول اکرم ﷺ اور ہم :صفحہ274'طبع دوم :جولائی2014ء)

حضرت ابوبکر صدیقؓ

٭ میرے نزدیک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قربانیوں میں سب سے بڑا ایثار یہی تھا کہ انہوں نے اپنی شخصیت کی کامل نفی کر کے اس کو نبی اکرم ﷺ کی ذات اقدس میں گم کر دیا تھا۔(رسول اکرم ﷺ اور ہم :صفحہ318'طبع دوم :جولائی2014ء)

قرآن مجید کا جمع کرنا

* ایک اور بہت بڑا احسان جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اُمّت ِمسلمہ پر فرمایا' وہ ہے قرآن مجید کا جمع کرنا۔ (رسول کامل ﷺ :صفحہ65 'طبع اوّل :دسمبر1983ء)

انسانیت کی معراج

* نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے خلافت ِراشدہ کی صورت میں اسلام کا جو نظام عدل اجتماعی قائم کیا 'وہ انسانیت کی معراج ہے۔(مطالبات ِدین :صفحہ69 'طبع اوّل :جولائی 1975ء)

گاندھی کی وزارتوں کو ہدایت

* آنجہانی گاندھی نے 1937ء میں وزارتوں کو یہ ہدایت جاری کی تھی کہ اپنی حکومت

کے لیے صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ کے دورِ حکومت کو بطور نمونہ سامنے رکھا جائے۔ (مطالبات ِدین :صفحہ69 'طبع اوّل :جولائی 1975ء)

قریب سے قریب تر

* جو اپنے جذبہ سے جتنا قریب آگیا 'جس نے جتنی محنت کی 'جس نے جتنی قربانیاں دیں' جس نے زیادہ وقت صرف کیا 'جس نے اپنے آپ کو جتنا چمٹا لیا محمد ﷺ سے اتنا ہی وہ قریب ہوتا چلاگیا۔(حزب اللہ کے اوصاف :صفحہ69 'طبع اوّل :جون2006ء)

مرتبہ صدیقیت یا مرتبہ شہادت کا راستہ

* جو لوگ اس مشکل گھاٹی کو عبور کرجائیں 'یعنی مال کی محبّت سے نجات حاصل کرلیں اور پھر ایمان کے زیور سے آراستہ ہوں تو اُن کے لیے مرتبہ صدیقیت یا مرتبہ شہادت تک رسائی حاصل کرنے کا راستہ کھلا ہے ۔(اُمُّ المُسَبِّحات 'یعنی سورۃ الحدید :صفحہ214 'طبع اوّل :جون2005ء)

صدیقیت کبریٰؓ

* صدیقیت ِکبریٰ کے مقام پر حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا فائز ہیں ۔اسی لیے ان کے نام کے ساتھ لفظ ''کبریٰ '' لگا ہوا ہے ۔جس طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کے قدموں میں اپنی ساری دولت نچھاور کردی 'اسی طرح حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے بھی اپنی پوری دولت حضور ﷺ کے قدموں میں ڈال دی کہ جس طرح چاہیں اور جہاں چاہیں استعمال کیجیے ۔حضور اکرم ﷺ کی تصدیق میں جیسے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک لحظہ کا توقف بھی نہیں کیا 'ایسے ہی حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے بھی لحظہ بھر کے توقف کے بغیر آپ ﷺ کی تصدیق کی ۔ بلکہ یہ فیصلہ کرنا مشکل ہے کہ حضور ﷺ پر پہلے ایمان لانے والے

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں یا حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ! میں تو دعوے سے کہتا ہوں کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہیں ۔ اس لیے کہ غارِ حرا سے اتر کر حضور ﷺ پر جو خوف کی کیفیت تھی

اور لرزہ طاری تھا ‘تو یہ پہلا تجربہ آپ ﷺ نے اپنی زوجہ محترمہ کو ہی بتایا ہے۔ کیسے ممکن ہے کہ آپ ﷺ نے جا کر پہلے اپنے کسی دوست یا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بتایا ہو۔ بلکہ آپ ﷺ زَمِّلُونی زَمِّلُونی کہتے ہوئے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور انہوں نے تسلی دی کہ نہیں ‘اللہ آپ کو ضائع نہیں کرے گا ۔تو در حقیقت اُمّت کی عورتوں میں سب سے اونچا مقام حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہم پلہ شخصیت وہی ہیں ۔(اُمُّ المُسَبِّحات ‘یعنی سورۃ الحدید: صفحہ 223 ‘طبع اوّل :جون 2005ء)

صدیقۃ الکبریٰ ؓ

* جس طرح صدیق اکبر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں ‘اسی طرح الصدیقۃ الکبریٰ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں ۔(عظمت ِ مصطفی ﷺ : صفحہ 28 ‘طبع اوّل :جولائی 2001ء)

* حضرت مریم کے بارے میں قرآن حکیم میں ’’صدیقہ‘‘ کا لفظ آیا ہے {وَاُمُّہٗ صِدِّیْقَۃٌ}۔ اِس اُمّت کی صدیقۃ الکبریٰ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں۔(عظمت ِ مصطفی ﷺ : صفحہ 28 ‘طبع اوّل :جولائی 2001ء)

* اُمّت کی عورتوں میں سب سے اونچا مقام حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا ہے۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلد دوم : صفحہ 543 ‘طبع ہشتم :اپریل 2019ء)

ازواج مطہراتؓ

* عورتوں کی زندگیوں کا جو خالص نسوانی اور صنفی پہلو ہے اس اعتبار سے ظاہر بات ہے کہ حضور ﷺ تو ان کے لیے مکمل نمونہ نہیں ہو سکتے۔ اس لیے کہ آپ ؐ بہر حال مرد ہیں تو وہ اُسوہ اللہ نے ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنھن کے ذریعے سے فراہم کیا ہے۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلد دوم : صفحہ 659 ‘طبع ہشتم :اپریل 2019ء)

تعلیم و تربیت کا اعلیٰ نمونہ

* صحابہ کرام ؓ جناب محمد ﷺ کی تربیت کا شاہکار ہیں ‘یہ حضور ﷺ کی دعوت ‘

تعلیم ‘تلقین ‘تربیت اور تزکیہ کے اعلیٰ ترین نمونے ہیں۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین (شیل ِ عیسیٰ ؑ۔ علی مرتضیٰ ؓ: صفحہ 27 ‘طبع اوّل :جون 1995ء)

نیتوں کا جائزہ

* جنگ کے دوران بھی جب مرو یا مارو کی کیفیت ہوتی ہے ' صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنے اندر جھانکتے اور اپنی نیتوں کا جائزہ لیتے تھے ۔(سیرت ۔ خیر الانام علیہ الصلوۃ والسلام : صفحہ98 'طبع اوّل : اکتوبر 2013ء)

صحابہ کرام ؓ کی پیروی

* اگر کسی کے دل میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عظمت ہوگی تو وہ ان کی پیروی کرے گا اور جو ان کی پیروی کرے گا ' وہ نجات پا جائے گا ۔(جماعت ۔ شیخ الہند ؒ اور تنظیم اسلامی : صفحہ373 'طبع ششم : اپریل2015ء)

صحابہ کرام ؓ کی زندگیوں کا نقشہ

* ایک طرف قرآن کو دوسروں تک پہنچانا ' اس کے نورِ ہدایت کو عام کرنا اور دوسری جانب اللہ کے دین کے غلبے کے لیے اللہ اور اس کے دین کے دشمنوں سے جہاد اور قتال ' یہ تھا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زندگیوں کا نقشہ ! (مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلد دوم : صفحہ175 'طبع ہشتم : اپریل2019ء)

عمر فاروقؓ کا دبدبہ

* کہاں عمر فاروق رضی اللہ عنہ تھے جو حجرے میں رہتے تھے ' لیکن ان کے نام سے قیصر و کسریٰ کے ایوانوں کے اندر لرزہ طاری ہوتا تھا ' کہاں یہ عالم کہ عیاشیاں ہیں ' ایوان سجا رکھے ہیں ' لیکن دنیا کے اندر ان کی کوئی حیثیت ہی نہیں ۔(اُمُّ المُسَبِّحات ' یعنی سورۃ الحدید : صفحہ292 'طبع اوّل : جون2005ء)

جلالی طبیعت

* حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو قدرت کی طرف سے جلالی طبیعت ودیعت ہوئی تھی ۔ اسلام کی دولت سے مالامال ہونے کے بعد آپؓ کی اس کیفیت میں کافی اعتدال آگیا

تھا لیکن کبھی کبھار دین کی حمیت کے باعث اس جلالی طبیعت کا غلبہ ہو جاتا تھا ۔(منہج انقلاب نبوی ﷺ : صفحہ209 'طبع اوّل : جون1987ء)

یومِ شہادت حضرت عمر فاروق ؓ

* دوسرے خلیفہ راشد امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کا دن یکم محرم الحرام ہے ' وہ عمر رضی اللہ عنہ جن کے متعلق آنحضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ ''اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتے'' ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ(سانحہ کربلا : صفحہ 8 'طبع اوّل : اکتوبر 1983ء)

حضرت عثمان ذوالنورینؓ

* حضرت عثمان رضی اللہ عنہ وہ پہلے مردِ صالح ہیں جو امام وقت ' خلیفہ راشد اور امیر المومنین ہوتے ہوئے مسلمانوں

کے ہاتھوں شہید ہوئے ۔(شہید مظلوم حضرت عثمان ذوالنورین ؓصفحہ 48‘طبع اوّل‘ دسمبر 1973ء)

* آج ہم جس قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں ‘وہ اُمّت تک بہ کمال وتمام صحت کے ساتھ حضرت عثمان ؓہی کی بدولت منتقل ہوا۔(شہید مظلوم حضرت عثمان ذوالنورین ؓصفحہ 48‘طبع اوّل‘ دسمبر 1973ء)

خلفاء ثلاثہ کے بعد افضل ترین انسان

* خلفاء ثلاثہ حضرات ابوبکر ‘عمر ‘عثمان رضی اللہ عنہم کے بعد حضرت علی ؓپوری اُمّت میں افضل ترین انسان ہیں۔ (خُطبات سیرت : صفحہ 194‘طبع اوّل: مئی 2017ء)

دو عظیم ترین شہداء اور صدیقین

* اس اُمّت کے دو عظیم ترین شہداء ہیں حضرت حمزہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما ۔اور اس اُمّت کے دو عظیم ترین صدیقین ہیں حضرت ابوبکر اور حضرت عثمان i۔(اُمُّ المُسَبِّحات‘یعنی سورۃ الحدید :صفحہ202‘طبع اوّل :جون2005ء)

ایک درخت کے پھل

* کوئی چاہے حضرات ابوبکر وعمر اور عثمان رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سیرت کو داغدار کرے ‘چاہے علی رضی اللہ عنہ کی سیرت کو ‘بات تو ایک ہی ہے ‘چاروں ایک ہی درخت کے پھل ہیں‘ چاہے اِدھر سے تیر چلادو ‘چاہے اُدھر سے چلادو ‘وہ تیر پہنچے گا حضرت محمد ﷺ کی ذاتِ مبارکہ پر۔ (شیل عیسیٰ ۔علی مرتضیٰ ؓصفحہ 27 ‘طبع اوّل :جون1995ء)

دشمنوں کا آلہ کار کون؟

ز خود کو سُنّی کہنے والا جو شخص بھی ان حضرات (حضرت ابوبکر ‘حضرت عمر ‘حضرت عثمان‘ حضرت علی ‘حضرات حسنین اور حضرت معاویہ رضوان اللہ علیہم اجمعین) میں سے کسی کی ذات پر بھی حملہ کرے گا ‘ان کی نیتوں پر کسی شک کا اظہار کرے گا یا ان کے بارے میں کوئی الزام تراشی کرے گا ‘میرے نزدیک اسے سنّی کہلانے کا حق قطعاً نہیں ہے‘ کیونکہ جو بھی یہ کام کرتا ہے وہ گویا آنحضور ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دشمنوں کا آلہ کار بن رہا ہے ۔(شیل عیسیٰ ۔علی مرتضیٰ ؓصفحہ 27 ‘طبع اوّل :جون1995ء)

حضرت علی ؓ

* حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فصاحت وبلاغت اور علم سے کون انکار کرسکتا ہے ؟آپ ؓکا شمار چوٹی کے فقہاء صحابہ ؓمیں ہوتا ہے۔ دوسری طرف آپؓ مردِ میدان ہیں ‘تلوار کے دھنی ہیں۔(اُمُّ المُسَبِّحات‘یعنی سورۃ الحدید :صفحہ237‘طبع اوّل :جون2005ء)

* حضرت علی رضی اللہ عنہ بڑے حلیم الطبع ‘صُلح جو اور نرم مزاج کے مالک تھے۔(شیل عیسیٰ ۔علی مرتضیٰ ؓصفحہ 23 ‘طبع اوّل

:جون1995ء)

جامعیت ِکبریٰ

* ایک طرف شجاعت وبہادری اور دوسری طرف فصاحت وبلاغت' ادبیت' شاعری'

اس اعتبار سے حضرت علی رضی اللہ عنہ صحابہ کرام ؓمیں چوٹی کے آدمی ہیں۔ چنانچہ میرے نزدیک صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں جامعیت ِکبریٰ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حاصل ہے' اس میں کوئی شک نہیں ہے۔
(اُمُّ المُسَبِّحات'یعنی سورۃ الحدید:صفحہ239'طبع اوّل :جون2005ء)

عربی گرامر کے موجد

* حضرت علی رضی اللہ عنہ اُن گنتی کے چند صحابہ ؓمیں سے تھے جو لکھنا پڑھنا جانتے تھے ۔پھر آپ رضی اللہ عنہ عربی گرامر کے موجد ہیں 'علم نحو کے ابتدائی اصول آپ ؓہی کی طرف منسوب ہیں۔(شیل عیسیٰ ۔علی مرتضیٰ ؓ:صفحہ32 'طبع اوّل
:جون1995ء)

کاتبِ رسول ﷺ

* حضور ﷺ کے جو مکاتب وفرامین لکھے جاتے تھے 'ان میں سے بعض کو تحریر کرنے کا شرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حصّے میں بھی آیا 'حدیبیہ کا صلح نامہ آپ ؓہی نے تحریر کیا تھا ۔ (شیل عیسیٰ ۔علی مرتضیٰ ؓ:صفحہ36 'طبع اوّل
:جون1995ء)

علوم ومعارف کے سرچشمہ سے سیرابی

* اسلام کے علوم ومعارف کا سرچشمہ قرآن مجید ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس سرچشمہ سے پوری طرح سیرابی حاصل کی۔ آپ ؓنہ صرف حافظ وقاری قرآن تھے بلکہ علوم قرآنی سے بھی آپ ؓکو خصوصی شغف تھا ۔ بالخصوص آیات کے شان نزول کے علم میں آپ ؓگہری دلچسپی رکھتے تھے۔چنانچہ آپ ؓکا شمار مفسرین کے اعلیٰ طبقہ میں ہوتا ہے۔(شیل عیسیٰ ۔علی مرتضیٰ ؓ:صفحہ36 'طبع اوّل :جون1995ء)

نیابت عمرؓ

* حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنانائب بنایا 'جب وہ اپنے دورِ

خلافت میں حج کے لیے تشریف لے گئے۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُسوۂ رسول ﷺ پر عمل کرتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب مقرر فرمایا۔(شیل عیسیٰ ۔علی مرتضیٰ ؓ:صفحہ43 'طبع اوّل :جون1995ء)

* حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب بیت المقدس کی فتح کے موقع پر یروشلم تشریف لے گئے تو مدینہ میں اپنا نائب حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی کو بنا کر گئے ۔(شیل عیسیٰ ۔علی مرتضیٰ ؓ:صفحہ43 ،طبع اوّل :جون1995ء)

انتظامی محکمے

* خلافت فاروقی میں جتنے بھی حکومت کے انتظامی محکمے قائم ہوئے ،ان میں سے اکثر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فہم وفراست کے رہین منت ہیں۔(شیل عیسیٰ ۔علی مرتضیٰ ؓ:صفحہ44 ،طبع اوّل :جون1995ء)

بنت ِعلی ؓ سے حضرت عمر ؓ کا نکاح

* حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ،رسول اللہ ﷺ کی نواسی اور حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی نور چشم اُمّ کلثوم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں ۔(شیل عیسیٰ ۔علی مرتضیٰ ؓ:صفحہ44 ،طبع اوّل :جون1995ء)

حضرت حسین ؓ

عزیمت کا ایک کوہِ گراں ،پیکرِ شجاعت ،سراپا استقامت(سانحہ کربلا:صفحہ 35،طبع اوّل :اکتوبر 1983ء)

سانحہ کربلا

* واقعہ کربلا دردناک بھی ہے اورافسوس ناک بھی۔(سانحہ کربلا:صفحہ 25،طبع اوّل :اکتوبر 1983ء)

حضرت امیر معاویہ ؓ

* حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِحکومت کو اگرچہ ہم دورِخلافت ِراشدہ میں شامل

نہیں سمجھتے ،لیکن آپ ؓ بہر حال صحابی رسول ﷺ ہیں ،کاتب ِوحی ہیں ،اپنی ذات کے اعتبار سے ایک صحابی ؓ کی حیثیت سے جو اُن کا منصب ہے ،اس پر انگلی نہیں اٹھائی جاسکتی ۔ (اُمُّ المُسَبِّحات،یعنی سورۃ الحدید :صفحہ29،طبع اوّل :جون2005ء)

حضرت بلال ؓ

* اُمیّہ بن خلف نے حضرت بلال ؓ کو اس طرح وحشیانہ طور پر مارا ہے کہ اس طرح حیوانوں کو بھی نہیں مارا جاتا ۔کیا بلال ؓ نے کہیں چوری کرلی تھی یا اس کی بیٹی کی عزت پر ہاتھ ڈالا تھا ؟نہیں ، وہ صرف یہ کہتا تھا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں ۔ (جہاد فی سبیل اللہ :صفحہ54 ،طبع اوّل :اپریل 2000ء)

سیدنا بلال ؓ

* بلال حبشی ؓ اس مقام تک پہنچ گئے کہ عمر فاروق ؓ انہیں ہمیشہ ''سیدنا بلال'' (ہمارے آقا بلال) کہا کرتے تھے ۔(منہج انقلاب ِنبوی ﷺ :صفحہ43 ،طبع اوّل :جون1987ء)

خالد بن ولید ؓ اور عمرو بن العاص ؓ

* حضرت خالد بن ولید ؓ اور حضرت عمرو بن العاص ؓ نے دورِ نبوت اور بعد ازاں دورِ خلافت ِصدیقی وفاروقی میں وہ کارہائے نمایاں انجام دیے کہ رہتی دنیا تک بھلائے نہیں جاسکتے۔ (منہج انقلاب ِنبوی ﷺ : صفحہ 221 ،طبع اوّل :جون 1987ء)

دحیہ کلبی ؓ

* قیصر روم کے دربار میں حضرت دِحیہ کلبی رضی اللہ عنہ نامہ مبارک دے کر بھیجے گئے ۔یہ وہ صحابی ہیں ،جن کے بارے میں روایت آتی ہے کہ وہ شکل وصورت میں نبی اکرم ﷺ سے بہت مشابہ تھے اور نہایت حسین تھے ۔ حضرت جبرائیل ؑ جب بھی انسانی شکل میں تشریف لاتے تھے تو حضرت دحیہ کلبی ؓ کی شکل میں آتے تھے۔(منہج انقلاب نبوی ﷺ :صفحہ 306 ،طبع اوّل :جون 1987ء)

عدل و قسط

عدل وقسط کا قیام

* اللہ کی یہ شان اور یہ صفت ہے کہ وہ عدل وقسط قائم کرنے والا ہے ۔اُس نے روزِ جزا کا معاملہ رکھا ہی اس لیے ہے کہ عدل وقسط قائم ہو ۔(اُمُّ المُسَبِّحات ،یعنی سورۃ الحدید: صفحہ 287 ،طبع اوّل :جون 2005ء)

* یہ بھی اللہ کا حکم ہے کہ دین کے لیے جہاد کرو ،کلمہ حق کہو ،عدل وقسط پر قائم رہو ،حق کے علمبردار بن جاؤ ، انصاف کے گواہ بن کر کھڑے ہوجاؤ اور اللہ کے دین کو قائم کرو۔(اطاعت کا قرآنی تصوّر: صفحہ 5 ،طبع اوّل :اکتوبر 1995ء)

نظام ِاجتماعی

* کسی بھی معاشرے میں جو نظام اجتماعی قائم ہے ، وہ اگر انصاف اور عدل وقسط پر مبنی نہیں ہے تو اس معاشرے میں نہ تو اصلاح کی کوئی شکل پیدا ہوسکتی ہے اور نہ ہی اصلاح کی کوشش کامیاب ہوسکتی ہے۔(اصلاح معاشرہ کا قرآنی تصوّر :صفحہ 105 ،طبع اوّل :نومبر 2018ء)

اسلام کا عادلانہ نظام

* حکومت ِوقت کسی ایسی تحریک کو ٹھنڈے پیٹوں برداشت نہیں کرتی ،جس کے کامیاب ہونے کے نتیجہ میں سرمایہ دارانہ اور جاگیردارانہ استحصالی نظام ختم ہوجائے اور اسلام کا عادلانہ ومنصفانہ نظام قائم ہوجائے۔(منہج انقلاب ِنبوی ﷺ :صفحہ 375 ،طبع اوّل :جون 1987ء)

میزان

* انسان کو زندگی گزارنے کا جو نظام اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے وہ نظام ایک میزان ہے ،

جس میں حقوق وفرائض کا توازن ہوتا ہے کہ فلاں کا یہ حق ہے اور یہ اس کا فرض یا اس کی ذمہ داری ہے۔(اُمُّ المُسَبِّحات‘یعنی سورۃ الحدید: صفحہ282‘طبع اوّل :جون2005ء)

اجتماعی عدل وقسط

* جنّت ودوزخ اور جزاوسزا کا جو تصوّر قرآن مجید دیتا ہے ‘اس سے مقصود صرف یہ ہے کہ اس دنیا میں انسان کی معاشرتی ‘سماجی ‘سیاسی ‘معاشی الغرض پوری اجتماعی زندگی عدل وقسط پر قائم ہوجائے اورانسان دنیا میں امن وسکون کے ساتھ بہتر طریق پر زندگی بسر کرسکے ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداول :صفحہ257‘طبع دہم :اپریل2019ء)

عدل وقسط پر مبنی نظام

* پوری دنیا میں کوئی ایک ملک بھی ہم ایسا نہیں دکھاسکتے جہاں ہم نے اسلام کا عدل وقسط پر مبنی نظام قائم کیا ہو۔ سعودی عرب میں نماز‘روزہ ‘حج ‘عمرے سب کچھ ہے ‘ لیکن کیا اللہ کا دین قائم ہے ؟ کیا بادشاہت کا نظام اورملکی دولت کے اوپر ایک خاندان کا قبضہ اورارب ہاارب ڈالر کا ایک ایک محل بنانا اسلام ہے ؟ اگر یہ اسلام ہے توپھر اس کی نوعِ انسانی کو کوئی ضرورت نہیں ۔اس اسلام کو تو نوعِ انسانی بہت عرصے پہلے ترک کرچکی ہے۔(قرآن حکیم اورہم :صفحہ373‘طبع چہارم :ستمبر2015ء)

حقیقی نظامِ عدلِ اجتماعی

* حقیقی نظام عدلِ اجتماعی صرف وہ ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کے ذریعے سے نوعِ انسانی کو عطافرماتا ہے ‘جسے ہم دین وشریعت کے نام سے موسوم کرتے ہیں ۔(رسول اکرم ﷺ اور ہم :صفحہ349‘طبع دوم :جولائی2014ء)

شک کافائدہ

* موجودہ دنیا میں ملزم کو شک کا فائدہ دینے کا جو اصول رائج ہے ‘یہی درحقیقت ابتداءً

رحمۃ للعالمین ﷺ ہی کا عطا کردہ ہے۔(اصلاحِ معاشرہ کاقرآنی تصوّر: صفحہ31‘طبع اوّل :نومبر2018ء)

فیصلہ کا اہم اصول

* یہ اصول بھی حضور ﷺ ہی کا دیا ہوا ہے کہ جب تک دونوں فریقین کی بات نہ سن لو‘ فیصلہ نہ کرو۔(اصلاح معاشرہ کاقرآنی تصوّر: صفحہ31‘طبع اوّل :نومبر2018ء)

لاتوں کے بھوت

* جواپنے حق سے زائدلے رہے ہیں وہ کبھی چاہیں گے کہ عدل وقسط کی میزا ن قائم ہو‘ نصب ہو؟ اور یہ وہ لوگ ہیں جو چاہے دلیل سے قائل بھی ہوجائیں بالفعل مانیں گے کبھی نہیں ۔یہ لاتوں کے بھوت ہیں ‘باتوں سے کبھی ماننے والے نہیں ۔(جماعت ِ شیخ الہندؒ اور تنظیم اسلامی :صفحہ157‘طبع ششم :اپریل2015ء)

ظلم و ناانصافی کا نتیجہ

* ناانصافی ،ظلم اور عدوان سے انسان میں منفی جذبات پیدا ہوتے ہیں ' اس سے دلوں میں کدورت اور نفرت وجود میں آتی ہے اورعداوت اورانتقام کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔(اصلاح معاشرہ کاقرآنی تصوّر :صفحہ105'طبع اوّل :نومبر 2018ء)

عذابِ الٰہی

عذاب ِالٰہی کے کوڑے

* سقوطِ ڈھاکہ اورعرب اسرائیل جنگوں میں جو مسلمانوں کو شکستیں ہوئیں 'یہ عذاب الٰہی کے کوڑے ہیں جوہماری پیٹھ پر برس رہے ہیں ۔(رسولِ کامل ﷺ :صفحہ79 'طبع اوّل :دسمبر1983ء)

تنبیہات کے کوڑے

* ہم پر تنبیہات کے کوڑے مختلف عذابوں کی شکل میں برس رہے ہیں 'لیکن حیف کہ ہماری نگاہوں سے غفلت کے پردے نہیں چھٹ رہے اور ہم خواب ِغفلت سے بیدار ہونے کو تیار نہیں۔ (مطالبات ِدین :صفحہ70 'طبع اوّل :جولائی 1975ء)

گیہوں کے ساتھ گھن

* جس طرح چکی میں گیہوں کے ساتھ گھن بھی پس جاتاہے ' اسی طرح جب کسی قوم پر دنیا میں اجتماعی عذاب آتاہے تواس کی لپیٹ میں بدکاروں اور بدمعاشوں کے ساتھ ساتھ بے گناہ لوگ بھی آجاتے ہیں۔(سابقہ اور موجودہ مسلمان اُمتوں کا ماضی 'حال اور مستقبل :صفحہ154 'طبع اوّل :اکتوبر1993ء)

عذاب ِالٰہی کی وجہ

* اِس وقت عالمی پیمانے پر اُمّت ِمسلمہ جس زبوں حالی کا شکار ہے یہ اصل میں عذاب ِالٰہی ہے 'جس میں ہم بتلا ہیں ۔اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم زمین پر اللہ کے دین کے نمائندے بنائے گئے تھے' لیکن ہم آج پوری دنیا میں کوئی ایک ملک بھی بطور ِماڈل ایسا نہیں دکھا سکتے 'جس کے بارے میں ہم یہ کہہ سکیں کہ لوگو آؤ 'دیکھو ' یہ ہے نظام مصطفیٰ ﷺ ۔(رسول اکرم ﷺ اور ہم :صفحہ417)

عذابِ الٰہی سے نکلنے کی صورت

* آج پوری اُمّت عذاب ِالٰہی سے صرف اسی صورت میں نکل سکتی ہے کہ کم ازکم کسی ایک ملک میں اللہ کے دین کو قائم کرکے پوری دنیا کو دعوت دے سکے کہ آؤ دیکھو' یہ ہے اسلام ! اس کی برکتیں دیکھو۔ اس کی سعادتیں دیکھو۔ یہاں کی مساوات اوریہاں کا بھائی چارہ دیکھو ۔یہاں کی آزادی دیکھو ۔یہاں کا امن وامان دیکھو ! ! اگر ہم یہ نہ

کرسکے تو پھر اللہ کا عذاب سخت سے سخت تر ہوگا۔ عذاب کی شدّت بڑھے گی ' گھٹے کی نہیں۔(رسولِ اکرم ﷺ اور ہم :صفحہ468 'طبع دوم :جولائی2014ء)

عالمِ عرب پر عذابِ خداوندی

* عالمِ عرب پر عذابِ خداوندی کے کوڑے برسیں گے ۔ اس لیے کہ ان پر اللہ کا بہت بڑا احسان ہوا تھا۔ رسول عربی محمد رسول اللہ ﷺ ان میں سے تھے ۔ پھر یہ کہ ان کی زبان میں اللہ نے اپنی آخری کتاب نازل فرمائی۔ ہم تو چٹائی توڑ تعلیم حاصل کرنے کے بعد عربی سیکھ کر قرآن کو سمجھ سکتے ہیں ' لیکن ان کی یہ مادری زبان ہے ۔(رسول اکرم ﷺ اور ہم :صفحہ468 'طبع دوم :جولائی2014ء)

علماءِ کرام

علماء کرام کا کردار

* علماء کرام کا کردار مثبت اور منفی دونوں اعتبارات سے یعنی مثبت طور پر پاکستان میں اسلامی دستوروقانون کے نفاذ واجراء اور منفی اعتبار سے اسلام کے مسلّمہ اعتقادات و تعلیمات کے خلاف اُٹھنے والے فتنوں کے سدّباب ' دونوں پہلوؤں سے ہرگز مایوس کن نہیں ' بلکہ الحمد للہ ! نہایت روشن اور تابناک رہا ہے ۔ (استحکام پاکستان 'صفحہ100)

تحریکِ ختمِ نبوت میں علماء کرام کا کردار

* عقیدہ ختم نبوت کی فصیل میں نقب لگانے والوں کے خلاف 1953ء اور1974ء میں علماء کرام نے جس اتحادواتفاق کا ثبوت دیا ' وہ بھی ہماری تاریخ کا نہایت تابندہ ودرخشندہ باب ہے۔ (استحکامِ پاکستان:صفحہ100 'طبع اوّل 'مارچ 1986ء)

علماء پر اعتماد

* پاکستان کے مسلمان دین کے معاملے میں اصل اعتماد علماء ہی پر کرتے ہیں ۔(اسلام اور پاکستان:تاریخی 'سیاسی 'علمی اور ثقافتی پس منظر 'طبع اوّل 'جنوری 1983ء)

امتیازی مقام

* برصغیر پاک وہند کو پورے عالم اسلام میں ایک امتیازی مقام حاصل ہے۔ چنانچہ علماء دین کو جس قدر اثر ورسوخ یہاں کے مسلمان عوام پر حاصل ہے وہ دنیا میں کہیں اور نظر نہیں آتا ' اور راسخ العقیدہ اسلام جتنی مضبوط جڑیں یہاں رکھتا ہے کہیں اور نہیں رکھتا ۔(سابقہ اور موجودہ مسلمان اُمتوں کا ماضی 'حال اور مستقبل :صفحہ48 'طبع اوّل :اکتوبر 1993ء)

ڈھونڈے سے بھی نہیں مل سکتے

* طبقہ علماء میں سے اسیر مالٹا شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ ایسی عظیم شخصیت 'جدید تعلیم یافتہ

لوگوں میں سے علامہ اقبال ؒایسا مفکّر ملت اور حکیم الامت ‘پھر مولانا الیاسؒ ایسا عظیم مبلغ اور مولانا مودودی ؒایسا عظیم مصنّف پورے عالم اسلام میں کہیں ڈھونڈنے سے بھی نہیں مل سکتا ۔ (سابقہ اور موجودہ مسلمان اُمتوں کا ماضی ‘حال اور مستقبل :صفحہ132)

علماءِ حق

* علمائے حق کے بغیر دین کا کوئی تصوّر ہی نہیں ‘لہٰذا ہر دور ‘ہر زمان ‘ ہر مکان میں علمائے حقانی بھی لازماً موجود رہیں گے ۔ (جماعت ِ شیخ الہند ؒاور تنظیم اسلامی :صفحہ338)

* دنیا کبھی بھی علماء حق سے خالی نہیں ہوئی اور نہ کبھی ہوگی ۔(اُمّت ِ مسلمہ کے لیے سہ نکاتی لائحہ عمل :صفحہ96‘طبع اوّل :اکتوبر 1990ء)

عام علماء کا حال

* بدقسمتی سے ہمارے عام علماء کا حال یہ ہے کہ انہوں نے عربی علوم تو پڑھے ہیں ‘ عربی مدارس سے فارغ التحصیل ہیں ‘مگر وہ آگے بڑھنے کی صلاحیت سے عاری ہیں۔ انہوں نے سائنس نہیں پڑھی ‘وہ جدید علوم سے واقف نہیں ‘وہ نہیں جانتے آئن سٹائن کس بلا کا نام ہے اوراس شخص کے ذریعے طبیعیات کے اندر کتنی بڑی تبدیلی آگئی ہے۔ نیوٹونین ایرا کیا تھا اورآئن سٹان کا دورکیا ہے ‘انہیں کیا پتہ ! آج کائنات کا تصوّر کیا ہے‘ایٹم تو پرانی بات ہوگئی ‘ اب تو انسان نیوٹرون پروٹون سے بھی کہیں آگے کی باریکیوں تک پہنچ چکا ہے ۔ اب ان چیزوں کو نہیں جانیں گے تو ان حقائق کو صحیح طور پر سمجھنا ممکن نہیں ہوگا ۔ مظاہر طبیعی کا معاملہ توآگے سے آگے جارہا ہے۔ اس کی تعبیر جدید سے جدید ہونی چاہیے۔(قرآن حکیم اور ہم :صفحہ204‘طبع چہارم :ستمبر2015ء)

مولانا ابوالکلام آزاد ؒ

* حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمہ اللہ علیہ سے بعض ساتھی علماء نے پوچھا :’’حضرت آپ الہلال کا اتنا گہرا مطالعہ کرتے ہیں ‘حالانکہ اس میں تصویریں ہوتی ہیں ‘‘۔ حضرت شیخ الہند ؒنے جوجواب دیا وہ اس بات کا آئینہ دار ہے کہ حضرت شیخ الہند ؒکس نظر سے

مولانا آزاد ؒکو دیکھتے تھے ۔ حضرت شیخ الہند ؒنے پہلے تو یہ شعر پڑھا ؎

کامل اس طبقہ زہاد سے اٹھا نہ کوئی
کچھ ہوئے تو یہی رندانِ قدح خوار ہوئے !

پھر فرمایا کہ میاں تم اس بات کو دیکھتے ہو کہ اس میں تصویریں ہوتی ہیں ،تم یہ بات نہیں دیکھتے کہ وہ فریضہ جہاد جس سے ہم لوگ غافل تھے اس کو سب سے پہلے جس شخص نے یاد دلایا ہے وہ یہی ابو الکلام آزاد ہیں ۔(جماعت ِ شیخ الہندؒ اور تنظیم اسلامی : صفحہ269 ،طبع ششم : اپریل2015ء)

مولانا ابو الکلام آزادؒ کے کردار کی خوبی

* مولانا ابو الکلام آزادؒ اپنے مخالف کو کبھی برا کہنا جانتے ہی نہیں تھے ۔ مولانا کے متعلق لوگوں نے کیا کچھ نہیں کہا ، ان کے ساتھ کیا کچھ نہیں کیا گیا ،لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ایک مرتبہ بھی کبھی مَیں نے مولانا کی زبان سے قائداعظم یا لیاقت علی خان یا مسلم لیگ کے کسی دوسرے لیڈر یا خود مسلم لیگ کے متعلق بدگوئی سنی ہی نہیں۔ ان میں اس قدر وسعت ِظرف تھی کہ کبھی کسی کی برائی نہیں کرتے تھے ،کبھی غیبت نہیں کرتے تھے ۔ (مولانا سعید احمد اکبر آبادیؒ)(جماعت ِ شیخ الہندؒ اور تنظیم اسلامی : صفحہ275 ،طبع ششم : اپریل2015ء)

مرتد کا حکم

* مرتد کا حکم اسلام سے پھرنے والے پر لگے گا۔ اگر کوئی یہودی عیسائی ہوجائے یا ہندو عیسائیت اختیار کرلے تو اُن سے کوئی تعرض نہ کیا جائے گا ۔یہ چونکہ بہت اہم معاملہ ہے ۔ لہٰذا اس پہلو پر علماء نے بہت توجہ صرف کی ہے۔ (سیرت ِ خیر الانام علیہ الصلوۃ والسلام : صفحہ47 ،طبع اوّل : اکتوبر2013ء)

قیصر روم

* قیصر روم کے بارے میں مستند تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خود بہت بڑا عالم تھا۔(منہج انقلاب ِنبوی ﷺ :صفحہ308 ،طبع اوّل :جون1987ء)

عید الاضحی اور فلسفۂ قربانی

عیدا لاضحی کے موقع پر قربانی

* ہمارے لیے لمحہ فکریہ ہے کہ ہم اپنے اپنے گریبانوں میں جھانکیں اور جائزہ لیں کہ کیا واقعتاً ہم اللہ کی راہ میں اپنے جذبات واحساسات کی قربانی دے سکتے ہیں ،کیا واقعتاً ہم اپنی محبوب ترین اشیاء اللہ کی راہ میں قربان کرسکتے ہیں ؟ کیا واقعتاً ہم اللہ کے دین کی خاطر اپنے وقت کا ایثار اور اپنے ذاتی مفادات کی قربانی دے سکتے ہیں؟ اپنے دُنیوی تعلقات ،اپنے رشتے اور اپنی محبتیں اللہ اور اس کے دین کی خاطر قربان کرسکتے ہیں ؟ اگر ہم یہ سب کرسکتے ہیں تو عید الاضحی کے موقع پر کی گئی قربانی بڑی مبارک ہے ۔(ملفوظاتِ ڈاکٹر اسرار احمدؒ صفحہ42)

محبوب ترین شے کی قربانی

* اللہ تعالیٰ کو ایک بندۂ مؤمن سے مطلوب یہ ہے کہ وہ اللہ کی راہ میں اپنی محبوب ترین چیز بھی قربان کرنے کے لیے

تیار ہو۔(عیدالاضحی اور فلسفہ قربانی: صفحہ8‘طبع اوّل : ستمبر1983ء)

* جو جانور ہزاروں سال سے عید الاضحی کے موقع پر ذبح ہوتے ہیں ‘یہ ایک اعتبار سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کا فدیہ ہیں اوردوسرے اعتبار سے ان کا مفادیہ ہے کہ اُمّت مسلمہ کے ہر فرد کے دل میں یہ جذبہ ہر سال تازہ ہوتا رہے کہ وہ متاعِ دنیا کی محبوب ترین شے بھی اللہ کی راہ میں قربان کرنے کے لیے تیار رہے۔(عیدالاضحی اور فلسفہ قربانی: صفحہ33‘طبع اوّل : ستمبر1983ء)

قربانی کی روح

* اگر ہم اللہ کے دین کے لیے کوئی ایثار کرنے کے لیے تیار نہیں تو جانوروں کی یہ

256

قربانی ایک خول اور ڈھانچہ ہے ‘جس میں کوئی روح نہیں۔(عیدالاضحی اور فلسفہ قربانی: صفحہ41‘طبع اوّل : ستمبر1983ء)

عید الاضحی اور قربانی

* قربانی کو عیدالاضحی کی صورت میں روئے زمین کے ان تمام لوگوں کے عام کردیا گیا جو اللہ کی اطاعت وفرمابرداری کی راہ اختیار کرکے گویا ابراہیم علیہ السلام ہی کی معنوی ذُرّیت میں شامل ہوگئے ہیں ‘قطع نظر اس سے کہ ان کا کوئی صلبی و نسلی تعلق ان سے ہے یا نہیں ۔(عیدالاضحی اور فلسفہ قربانی: صفحہ54‘طبع اوّل : ستمبر1983ء)

آسائشوں کی قربانی

* جو لوگ فوری لذتوں کو چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہوتے اور فوری آسائشوں کو قربان نہیں کرسکتے ‘وہ آگے نہیں بڑھ سکتے۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداول :صفحہ282‘طبع دہم :اپریل2019ء)

257

عبادات

نماز کی حقیقت

* نماز آپ نے جیسے تیسے پڑھی ‘وہ ادا تو ہوگئی ‘لیکن اگر اس میں خشوع وخضوع اور استحضار نہ ہوا ‘اللہ کی طرف انابت ہی نہ ہوئی ‘اُس کی طرف توجہ ہی نہ ہوئی تو بات وہی ہوئی کہ نماز پڑھی تو ہے مگر نماز کی حقیقت حاصل نہ ہوئی ۔

(قرآن کا لائحہ عمل : صفحہ 36‘طبع اوّل اکتوبر 2004ء)

نماز :زندگی کا محور

* نماز کو اگر کوئی شخص اپنی زندگی میں قائم کرلے تو اس کی زندگی گویا ایک حصار میں آجاتی ہے ‘ایک کھونٹے سے بندھ جاتی ہے۔پھر اس کے سارے پروگرام اس نماز کے حوالے سے طے ہوں ‘اس کی appointments اگر ہوں گی تو نماز کے اوقات کو مدّنظر رکھ کر ہوں گی ‘ اس کے شب وروز کے معمولات میں فیصلہ کن چیز نماز ہوگی ۔ لہٰذا پوری

انسانی زندگی کو شکنجے میں کَس لینے والی شے نماز ہے۔(تعمیر سیرت کی اساسات اور قرآن کا انسان مطلوب:صفحہ 19‘طبع اوّل :اپریل 1997ء)

خشوع و خضوع والی نماز

* نماز بہتر سے بہتر ہو اور بڑی عمدگی سے پڑھی جائے ۔اس میں خشوع وخضوع ہو‘ تعدیل ارکان کا لحاظ رکھاجائے۔ (اسلام ‘ایمان اور احسان :صفحہ62)

ہمہ تن اللہ کے سامنے جھکنا

* جو شخص نماز پڑھتاہے وہ ہمہ تن اللہ کے سامنے جھکتا ہے ‘جس کا نقطہ آغاز ہے ادب کے ساتھ جھک کر کھڑے ہونا ‘ اور پھر درمیانی مقام ہے حالت ِرکوع ‘ اوراس کی انتہا ہے حالت ِسجدہ ۔ (مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداول :صفحہ283)

عبادت ِالٰہی

* عبادتِ الٰہی کا مطلب ہے‘محبّت کے جذبے سے سرشار ہوکر ہمہ تن اورہمہ جہت اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنا۔ (اسلام ‘ایمان اور احسان :صفحہ63 ‘طبع اوّل :نومبر2010ء)

* عبادت یعنی ہمہ تن ‘ہمہ وقت او رہمہ جہت اللہ تعالیٰ کی بندگی اور اطاعت کرنا آسان کام نہیں ہے‘اس کے لیے مدد کی ضرورت ہے ۔نماز ‘روزہ ‘زکوٰۃ اورحج اسی کام کے لیے مدد فراہم کرتے ہیں ۔ (اسلام ‘ایمان اور احسان :صفحہ63 ‘طبع اوّل :نومبر2010ء)

حقوق اللہ اور حقوق العباد

* اللہ کے ساتھ جوڑنے والی سب سے بڑی عبادت نماز ہے اور بندوں کے ساتھ تعلق قائم کرنے والی شے زکوٰۃ ہے۔(تعارف ِقرآن :صفحہ133 ‘طبع اوّل :فروری2006ء)

محبّت اور شوق کا جذبہ

*عبادت کا حقیقی مفہوم یہ ہوگا کہ شوق اور محبّت کے جذبے کے ساتھ کسی کے سامنے اپنے آپ کو بچھادینا ۔ (مطالبات ِدین :صفحہ19 ‘طبع اوّل :جولائی 1975ء)

حج کی جامعیت

* حج میں وہ تمام چیزیں جمع ہوگئی ہیں جو نماز ‘زکوٰۃ اور روزے سے حاصل ہوتی ہیں۔ اس میں یادِ الٰہی بھی ہے ‘وقتی طورپر علائق دنیوی سے کٹ جانا بھی ہے ‘انفاق مال بھی ہے ‘جسمانی مشقت بھی ہے اور نفس کے تقاضوں کو ضبط

میں رکھنے کی مشق بھی ہے۔چنانچہ حج ایک انتہائی جامع عبادت ہے ۔ (مطالبات دین :صفحہ38)

قرآن کی دعوت کا خلاصہ

* تمام انبیاء ورسل علیہم السلام اور قرآن کی دعوت کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرے ' اُس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرے۔(قلب قرآن سورۂ یٰسٓ کی مختصر تشریح :صفحہ129'طبع اوّل :مئی 2017ء)

نماز تہجد

* تہجد کی نماز نبی اکرم ﷺ کے لیے اوّلاً فرض کا درجہ رکھتی تھی 'لیکن بعد میں اسے نفل کا درجہ دے دیا گیا۔(قرآن حکیم کی سورتوں کے مضامین کا اجمالی تجزیہ(حصہ دوم) :صفحہ197'طبع اول :اپریل 2017ء)

عبادت کی قبولیت کی شرط لازم

* اللہ کی بندگی پورے خلوص واخلاص کے ساتھ ہونی چاہیے ۔اس میں کوئی ریاکاری نہ ہواور اللہ کی رضا کے سوا کوئی اورچیز مطلوب ومقصود کے درجے میں نہ آجائے۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداول :صفحہ139'طبع دہم :اپریل2019ء)

نظام صلوٰۃ میں محافظت ومداومت

* نظامِ صلوٰۃ کے متعلق یہ بات جان لیجیے کہ اس میں اہم ترین چیز محافظت اور مداومت ہے ۔اس نظام کو مستقل قائم ودائم رکھنا ہے ۔یہ نہیں کہ جب چاہا نماز اداکرلی اور جب چاہا گول کردی ۔یا جب جی چاہا نماز تو پڑھ لی لیکن اوقات کی پابندی نہیں کی گئی 'یا بلا کسی عذر اور مجبوری کے گھر میں ہی اداکرلی 'مسجد میں حاضر نہیں ہوئے تو یہ طرزِ عمل اقامت ِصلوٰۃ کے تقاضوں کے منافی ہے ' اس طرح اس کی اجتماعی مصلحتیں اور حکمتیں بالکل ضائع ہوجائیں گی ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداول :صفحہ319'طبع دہم :اپریل2019ء)

عبادت اور اتباع کا مفہوم

* عبادت کا اصل مفہوم ہے: ''انتہائی محبّت کے جذبہ سے سرشار ہوکراللہ کی بندگی اور پرستش کرنا ''اور اتباع کا مفہوم ہے:''محبّت کے جذبہ سے سرشارہوکرپیروی کرنا۔''(رسول اکرم ﷺ اور ہم :صفحہ340'طبع دوم :جولائی2014ء)

فقہ

اختلاف

* مختلف فقہی مسالک کے مابین جو اختلافات سامنے آئے ہیں وہ ایک فطری بات ہے۔ ظاہر بات ہے کہ جہاں

انسانی ذہن کام کرتا ہے‘ وہاں اختلاف کی گنجائش پیدا ہوتی ہے۔(اطاعت کا قرآنی تصوّر: صفحہ28‘طبع اوّل :اکتوبر1995ء)

فقہ حنفی

* ہمارے ہاں امام اعظم ابوحنیفہ ؒ کے اولین شاگردوں قاضی ابویوسف ؒ اور امام محمد ؒ نے اپنے استاد امام ابوحنیفہ ؒ سے اختلاف کیا ہے اور آج دنیا میں جو فقہ حنفی موجود ہے وہ اکثر وبیشتر امام ابوحنیفہ ؒ کی رائے پر نہیں ہے بلکہ صاحبین یعنی قاضی ابویوسف ؒ اور امام محمد ؒ کی رائے پر ہے ۔مثال کے طور پر امام ابوحنیفہ ؒ کے نزدیک ’مزارعت‘ مطلقاً حرام ہے‘ لیکن فقہ حنفی میں اس پر جو فتویٰ ہے وہ امام ابوحنیفہ ؒ کی رائے پر نہیں ہے بلکہ صاحبینؒ کی رائے پر ہے ۔تو اُن کے شاگردوں نے اُ ن سے اختلاف کیا ہے۔ ہمارے ہاں جب تک تقلید کے معاملے میں یہی طرزِ عمل رہا تو ایک صحت مند فضا رہی۔(حقیقت واقسامِ شرک :صفحہ105 ‘طبع اوّل :اکتوبر 2008ء)

فتنہ

فتنہ وآزمائش

* مال واسباب ِدُنیوی اوراولاد کو ایک فتنہ وآزمائش سمجھنا چاہیے کہ ان کے ذریعے اللہ تعالیٰ ہمیں آزمارہا ہے ۔(اطاعت کا قرآنی تصوّر: صفحہ4‘طبع اوّل :اکتوبر1995ء)

سب سے بڑا فتنہ

* یہ زمین اللہ کی ہے ‘ اس کا جائز حاکم صرف اُس کی ذات ہے ۔ازروئے الفاظ قرآنی: {لَہٗ مُلکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ}اگر زمین پر تشریعی معاملات اور اجتماعی نظام حیات میں اللہ کے سوا کسی اور کا حکم چل رہا ہے تو یہ اُس کے خلاف صریح بغاوت ہے ۔یہی سب سے بڑا فتنہ ہے ۔(جہاد بالقرآن اور اُس کے پانچ محاذ: صفحہ36 ‘طبع اوّل :جولائی 1984ء)

دین و سیاست کی علیحدگی

* سیکولرازم علامہ اقبال ؒ کے نزدیک اس دور کا سب سے بڑا فتنہ اور دین اورسیاست کی علیحدگی فساد کی اصل جڑ ہے۔(اسلام کے انقلابی فکر کی تجدید و تعمیل: صفحہ15 ‘طبع اوّل :دسمبر1994ء)

دجالی فتنہ

* دجالی فتنے سے مراد عہد ِحاضر کی مادہ پرستانہ تہذیب ہے ‘جس کے پورے تانے بانے اور تمام تر رگ وپے میں یہ نقطہ نظر سرایت کیے ہوئے ہے کہ اصل اہمیت کی حامل اور توجہ والتفات کے قابل یہ کائنات ہے نہ کہ خالق کائنات کی ذات ‘مادہ اور اس کے خصائص وقوانین ہیں نہ کہ روح اور اس کی کیفیات‘ اور یہ حیاتِ دُنیوی اور

اس کی فلاح وبہبود ہے نہ کہ حیاتِ اُخروی اور اس کی فوز ونجات ۔(سابقہ اور موجودہ مسلمان اُمتوں کا ماضی ‘حال اور مستقبل :صفحہ123‘طبع اوّل :اکتوبر1993ء)

* نبی اکرم ﷺ نے جس دجالی فتنے کے اثرات سے اپنے دین وایمان کو بچانے کے لیے سورۃ الکہف اور خصوصاً اس کی ابتدائی اور آخری آیات کو اکسیر کی سی تاثیر کی حامل اور تیر بہدف قراردیا ہے ‘وہ یہی مادّہ پرستی ‘دنیا پرستی ‘زرپرستی اور شہوات پرستی کا فتنہ ہے۔(سابقہ اور موجودہ مسلمان اُمتوں کا ماضی ‘حال اور مستقبل :صفحہ124‘طبع اوّل :اکتوبر1993ء)

افسوس او رملامت کے قابل

* دجالی فتنے نے اگرچہ اس وقت پورے کرۂ ارضی اور تمام عالمِ انسانیت کو اپنی لپیٹ میں لیاہوا ہے‘لیکن زیادہ افسوس اورملامت وماتم کے قابل ہے اُمّتِ مسلمہ اور اس کا بھی افضل اور برتر حصہ یعنی مسلمانان عرب ‘کہ وہ بھی قرآن حکیم ایسی کامل اور محفوظ کتابِ ہدایت کے حامل اور اس پر ایمان کے مدّعی ہونے کے باوجود اس فتنے میں پوری شدّت کے ساتھ ‘بلکہ دوسروں سے بھی کچھ زیادہ ہی مبتلا ہیں ۔(سابقہ اور موجودہ مسلمان اُمتوں کا ماضی ‘حال اور مستقبل :صفحہ123‘طبع اوّل :اکتوبر1993ء)

کسوٹی

* فتنہ کے لغوی معنی ’’کسوٹی‘‘ کے ہیں ۔یعنی وہ چیز جس پر پرکھ کر دیکھا جاتا ہے کہ سونا خالص ہے یا اس میں کھوٹ اور ملاوٹ ہے ۔چنانچہ اہل ایمان کو بتایا جارہا ہے کہ اس دنیا میں مال اوراولاد تمہارے لیے کسوٹی ہیں ۔’’یعنی تمہاری آزمائش کا ذریعہ ہیں اور ان پر تم کو پرکھا جارہاہے کہ کہیں تم ان کی محبّت سے مغلوب ہوکر اللہ کو بھول تو نہیں جاتے اور اس کے اوامر ونواہی سے بے پرواہ ہوکر اپنی عاقبت تو خراب نہیں کرلیتے۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداول :صفحہ239‘طبع دہم :اپریل2019ء)

مال واولاد کی محبّت

* اگرمال واولاد کی محبّت انسان کے دل پر ضرورت سے زیادہ قابو پالے تو گویا اُس

نے اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں فتنے میں ڈال دیا ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلددوم :صفحہ623‘طبع ہشتم :اپریل2019ء)

معتمد علیہ بزرگ کی توہین

* کسی معتبر ومعتمد علیہ بزرگ کی توہین کرنا ‘ ان کی تنقیص کرنا ‘ ان کے احترام کو مجروح کرنا ‘یہ ایک بہت بڑا فتنہ ہے۔(جماعتِ شیخ الہندؒ اور تنظیم اسلامی :صفحہ353‘طبع ششم :اپریل2015ء)

فساد کی اصل جڑ

* احکام دین کا جہاں تک تعلق ہے ‘اس میں کوئی نئی بات کہنا فتنہ اور فساد کی جڑ ہے۔ اس میں کوشش ہو کہ پیچھے سے

پیچھے جاؤ‘حتیٰ کہ پہنچ جاؤ محمدؐ رسول اللہ ﷺ تک۔(جماعت۔ شیخ الہندؒ اور تنظیم اسلامی :صفحہ358‘طبع ششم :اپریل2015ء)

استحصال کی بدترین شکل

* مزدور غریب کو معلوم ہے کہ اگرچاردن مجھے مزدوری نہیں ملی تومیرے گھر کے اندر فاقہ آجائے گا ‘میرے بچے کے پینے کے لیے دودھ کہاں سے آئے گا ؟لہٰذا وہ کارخانے کے مالک کے رحم وکرم پر ہے کہ وہ اُسے جو اجرت دے گا اس پر وہ کام کرنے پر مجبورہے ۔یہ استحصال کی بدترین شکل ہے جو سرمایہ داری کی صورت میں مسلط ہے ۔(اُمُّ المُسَبِّحات‘یعنی سورۃ الحدید :صفحہ285‘طبع اوّل :جون2005ء)

کفر و شرک

اللہ کی پہچان

* اگر اللہ کو پہچان لیاجائے ‘جیسا کہ پہچاننے کا حق ہے تو شرک کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔(شہادت علی الناس ‘صفحہ 13‘طبع اوّل‘اپریل 2001)

شرک ناقابلِ معافی گناہ

* قرآن مجید کی رُو سے ہمارے دین میں سب سے بڑا جرم‘ سب سے بڑا قطعی اورناقابل معافی گناہ شرک ہے ۔(بندۂ مؤمن کی شخصیت کے خدوخال :صفحہ 17‘طبع اوّل: ستمبر1999ء)

* ہمارا دین ‘ دین توحید ہے ۔تواس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اس دین میں سب سے بڑا جرم او رسب سے بڑا گناہ ‘جو ناقابل درگزر ہے ‘وہ شرک ہے ۔(حقیقت واقسام شرک :صفحہ5 ‘طبع اوّل :اکتوبر2008ء)

توحید کی ضد شرک

* ہمارا دین اصل میں دین توحید ہے ۔’’توحید‘‘کی ضد ہے ’’شرک‘‘۔شرک چاہے ثنویت کی شکل میں ہو تثلیث کی شکل میں ہو یا کثرتِ آلِہَہ کی صورت میں ہو‘ ان سب صورتوں کو ہم ایک لفظ ’’شرک‘‘ سے تعبیر کرتے ہیں ۔(حقیقت واقسام شرک :صفحہ5 ‘طبع اوّل :اکتوبر2008ء)

انسانیت کے لیے معراج

* شرک سے بالکل آزاد ہوجانا‘ انسانیت کے لیے معراج ہے او ریہ بلند ترین مقام ہے جس تک انسان پہنچ سکتا ہے ۔(حقیقت واقسام شرک :صفحہ9 ‘طبع اوّل :اکتوبر 2008ء)

شرک کا مرض

* مسلمان کا خمیر جس مٹی سے اٹھا ہے ‘مجھے یقین ہے کہ وہ جان بوجھ کر کبھی شرک نہیں کرتا ‘بلکہ ایسا ناممکن ہے ۔ اس کے تصوّرات میں اگر شرک آتا ہے تو غیر محسوس طریقے سے درآتا ہے ‘کسی مغالطے کے باعث آتا ہے۔وہ اس کو شرک سمجھ کر شرک نہیں کرتا ‘اس میں جہالت اور نا سمجھی کارفرما ہو سکتی ہے ۔اس کی ایک شکل یہ بھی ہوتی ہے کہ ہر دور میں شرک کا یہ مرض ایک نئی صورت اختیار کر کے سامنے آتا ہے ‘جس کو پہچاننے میں کوتاہی رہ جاتی ہے اور جب تک اس کو پہچاننے کی صلاحیت پیدا نہ ہو جائے ‘اس سے پوری طرح بچنا ممکن نہیں ۔(حقیقت واقسامِ شرک :صفحہ 11 ‘طبع اوّل :اکتوبر 2008ء)

عقابی نگاہ

* اب ضرورت اُس عقابی نگاہ کی ہے جو اپنے دور کے شرک کو پہچان لے۔(حقیقت واقسامِ شرک :صفحہ 12 ‘طبع اوّل :اکتوبر 2008ء)

دورِ جدید کا سب سے بڑا شرک

* اس دور کا سب سے بڑا شرک کیا ہے ‘اسے سمجھ لیا جائے ‘جس کے بارے میں مَیں اپنے بارے میں بھی نہیں کہہ سکتا کہ میں اس سے بالکل بری ہوں ۔اللہ ہی جس کو بچالے وہ بچ جائے گا ‘ورنہ اللہ کی توفیق کے بغیر اس سے بچنا انسان کے بس کی بات نہیں ۔وہ شرک کیا ہے ؟وہ ’’مادہ پرستی کا شرک‘‘ ہے۔(حقیقت واقسامِ شرک :صفحہ 54 ‘طبع اوّل :اکتوبر 2008ء)

مادّہ پرستی کے شرک کی مثال

* آپ نے کہیں جانا ہے اور آپ کے پاس کار یا کوئی اور سواری درست حالت میں موجود ہے ‘آپ نے اس کے لیے پٹرول کا انتظام بھی کر لیا ہے اور آپ نے یہ ارادہ کر لیا ہے کہ آپ صبح اُٹھ کر لازماً اپنی منزلِ مقصود کی طرف روانہ ہو جائیں

گے۔اگر آپ کو یقین ہو گیا ہے کہ اب آپ کے روانہ ہونے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے اور آپ یہ بھول گئے ہیں کہ ان اسباب کے اوپر ایک مسبّب الاسباب ہستی بھی ہے اور سارے وسائل کے جمع ہونے کے باوجود بھی آپ اُس کے اذن کے بغیر ہل نہیں سکتے تو آپ گویا مادہ پرستی کے شرک میں مبتلا ہو گئے ۔(حقیقت واقسامِ شرک :صفحہ 60 ‘طبع اوّل :اکتوبر 2008ء)

تقلید اور شرک

* اہلِ علم کے نزدیک کوئی شخص اپنی ذات میں مُطاع ہر گز نہیں ہے ‘بلکہ کتاب وسُنّت کی بنیاد پر ہی اس کی بات مانی جائے گی ‘چنانچہ یہ تقلید شرک نہیں ہے ۔البتہ اگر کسی شخص کو اپنی ذات میں مُطاع مان لیا جائے تو اس قسم کی تقلید شرک ہے۔(حقیقت واقسامِ شرک :صفحہ105 ‘طبع اوّل :اکتوبر2008ء)

اطاعت کی حدود

* کوئی چاہے مرشدہو ‘عالم ہو ‘حاکم ہو ‘مجتہد ہو ‘کسی کی بات بھی اگرمانی جائے گی تو کتاب وسُنّت کے دائرے کے اندر اندر مانی جائے گی او رقرآن وحدیث کی دلیل سے مانی جائے گی ۔اگر طرزِ عمل یہی ہے تو یہ توحید ہے‘ اور اگر اس کو کہیں سے بھی اورکسی پہلو سے بھی مجروح کردیا جائے تو یہ شرک ہے ۔(حقیقت واقسام شرک :صفحہ106 ‘طبع اوّل :اکتوبر 2008ء)

شخصیت پرستی

* اگرکسی شخص کی محبّت اور عقیدت آپ کو اندھا اوربہرا کردے اور اس کی ہر بات آپ کے لیے سندہو ‘اس کی رضا جوئی ہی آپ کےپیش نظر رہے تو یہ شخصیت پرستی ہے او ر یہ یقیناً شرک ہے ۔(حقیقت واقسامِ شرک :صفحہ107 ‘طبع اوّل :اکتوبر2008ء)

شرکِ خفی

* اگر کسی شخص کے بارے میں یہ بات دل میں بیٹھ جائے کہ یہ شخص میرا کام کرسکتا ہے اور

اس وجہ سے اُس کے سامنے گریہ وزاری بھی ہورہی ہو اور تضرع بھی ہورہاہو تو یہ ایک درجے میں شرک ِخفی ہے۔ (حقیقت واقسامِ شرک :صفحہ116 ‘طبع اوّل :اکتوبر2008ء)

* اگر کوئی شخص نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہواور وہ یہ دیکھتے ہوئے کہ کوئی اسے دیکھ رہا ہے ‘نماز ذرارُک رُک کر اور ٹھہر ٹھہر کرپڑھنا شروع کردے ‘سجدہ ذرا طویل کردے تو یہ ’’شرک ِخفی ‘‘ ہے ۔(حقیقت واقسام شرک :صفحہ120)

توکّل

* اس صدمے سے گھلے جارہے ہیں کہ ہم اپنے بچے کے لیے فلاں ڈاکٹر کا علاج نہیں کراپارہے ‘یاعلاج کے لیے امریکہ یاانگلستان نہیں بھیج پارہے ۔اس سے ظاہر ہوتاہے کہ ان کا اصل تکیہ اور توکّل خدا کی ذات کے بجائے دوا پر ہوگیاہے۔(حقیقت واقسام شرک :صفحہ116 ‘طبع اوّل :اکتوبر2008ء)

علیحدہ علیحدہ کیٹیگریز

* قرآن مجید نے جہاں بت پرستوں کو مشرک قراردیا ہے ‘وہاں اہل کتاب کو مشرک قرار نہیں دیا۔ان کا شرک بیان کیا ہے ‘لیکن ان کی کیٹیگری جدا رکھی ہے۔آخری وقت تک بھی یہ دو کیٹیگریز علیحدہ علیحدہ رہی ہیں ۔(حقیقت واقسام شرک

:صفحہ125 ،طبع اوّل :اکتوبر2008ء)

مشرک کافتویٰ

* مجھے یقین ہے کہ کوئی بھی مسلمان جس نے مسلمان ماں کا دودھ پیا ہے اور اس کی جو ایک ذہنی ساخت بنی ہوئی ہے اور جس مٹی سے اس کا خمیر اٹھا ہے وہ جان بوجھ کر شرک نہیں کرسکتا ۔یہ سب مغالطے اور گمراہیاں ہیں ،نا سمجھی اور غلو ہے ،تو ان گمراہیوں کی نفی کیجیے ، انہیں واضح کیجیے ،ہدایت کو عام کیجیے اور اس میں مداہنت ہرگز نہ کیجیے۔ لیکن ایسے لوگوں پر شرک کے فتوے لگا کر اُن سے اپنے آپ کو کاٹ لینا یا اُن کو خود سے کاٹ دینا ،یہ نہ تو قرآن مجید کی روح کے مطابق ہے اور نہ ہی

محمد رسول اللہ ﷺ کے اُسوہ کے مطابق ہے۔(حقیقت واقسام شرک :صفحہ125 ،طبع اوّل :اکتوبر2008ء)

* کسی شخص کے اندر ذرا سا بھی شرک کا شائبہ نظر آجائے تو اس کو مشرک قرار دے دینا اور اُس کے ساتھ وہ طرزِ عمل اختیار کرنا جو مشرکین کے ساتھ ہے ،یہ سراسر غلو ہے۔ (حقیقت واقسام شرک :صفحہ128 ،طبع اوّل :اکتوبر2008ء)

قطع تعلقی

* شرک کی مذمت لازماً کی جائے ،اس میں مداہنت ہرگز نہ ہو ،لیکن کسی کو مشرک قرار دے کر اُس سے قطع تعلق کر لینا ،یہ بہت بڑا فتنہ ہے ،اس سے کسی کی بھلائی کی امید نہیں ،بلکہ نقصان ہی کا اندیشہ ہے۔(حقیقت واقسام شرک :صفحہ128 ،طبع اوّل :اکتوبر2008ء)

تکفیر کا فیصلہ

* تکفیر بھی جان لیجیے کہ انفرادی معاملہ نہیں ہے کہ جو شخص چاہے کھڑا ہو کر فتویٰ دے دے کہ فلاں کافر ہے ،بلکہ اسلامی ریاست کا کام ہے کہ وہ تکفیر کا فیصلہ کرے ۔(حقیقت واقسام شرک :صفحہ128 ،طبع اوّل :اکتوبر2008ء)

دولت کو معبود بنا لینا

* اگر حصولِ دولت میں حلا ل وحرام کی تمیز ختم ہوگئی تو معلوم ہو اکہ دولت کو معبو دبنالیا گیا ہے ۔(توحید ِعملی :صفحہ30 ،طبع اوّل :مارچ 1985ء)

شرک کا جرم

* شرک جرم اتنا بڑا ہے کہ اُس کے ساتھ بڑی سے بڑی نیکی بھی مفید نہیں ہوسکتی۔(قرآن حکیم کی سُورتوں کے مضامین کا اجمالی تجزیہ :صفحہ61 ،طبع اوّل :رمضان المبارک1398ھ)

توحید اور شرک

* انسان کی ہدایت کا اصل الاصول توحید ہے اور تمام گمراہیوں اور ضلالتوں کی جڑ اور

بنیاد شرک ہے۔(قرآن حکیم کی سُورتوں کے مضامین کا اجمالی تجزیہ :صفحہ69‘طبع اوّل :رمضان المبارک1398ھ)

غیر اللہ کی محبّت

* اگر کسی اور کی محبّت اللہ کی محبّت کے برابر آکر بیٹھ گئی تو جان لیجیے کہ یہی شرک ہے ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداول :صفحہ90‘طبع دہم :اپریل2019ء)

نفسانی خواہشات کی پوجا

* صرف سامنے رکھی ہوئی مورتیاں ہی نہیں پوجی جاتیں ‘اندر کی نفسانی خواہشات کو بھی پوجا جاتا ہے ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداول :صفحہ92‘طبع دہم :اپریل2019ء)

اکبر الکبائر

* ازروئے قرآن مجید کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑے اور چوٹی کے گناہ تین ہیں: شرک ‘قتل ناحق اور زنا۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداول :صفحہ362‘طبع دہم :اپریل2019ء)

پتھروں کے بُت

* بُت عموماً پتھروں سے تراشے جاتے ہیں اور اُنہیں معبود سمجھا جاتا ہے ‘ ان پر چڑھاوے چڑھائے جاتے ہیں ‘ان کے آگے ماتھا ٹیکا جاتا ہے ‘ان سے حاجت روائی کے لیے دعائیں کی جاتی ہیں ‘اس لیے مشرکوں کے ساتھ پتھروں کے یہ بُت بھی جہنّم میں جھونک دیے جائیں گے تاکہ ان کی حسرت میں مزید اضافہ ہو کہ جنہیں ہم معبود سمجھے بیٹھے تھے وہ بھی ہمارے ساتھ اس آگ میں جل رہے ہیں ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداول :صفحہ392‘طبع دہم :اپریل2019ء)

کشمیر

مسئلہ کشمیر پر ہمارا موقف

* بھارت کے مقابلے میں ہمیشہ سے ہمارا موقف یہ رہا ہے کہ پہلے کشمیر پر بات ہوگی‘ پھر کسی اور مسئلے پر ! (موجودہ عالمی حالات کے تناظر میں اسلام اور پاکستان کا مستقبل ‘صفحہ 66‘طبع اوّل نومبر2013ء)

انگریز کی چالبازی

* ہمارے ساتھ انگریز یہ چالبازی کرکے گیا ہے کہ ہندوستان اور پاکستان کو آزاد تو کردو‘ لیکن کشمیر کا جھگڑا پیدا کرکے جاؤ تاکہ یہ آپس میں لڑتے رہیں۔(عیسائیت اور اسلام :صفحہ 19‘طبع اوّل:اکتوبر 1995ء)

کشمیر ہماری شہ رگ

* کشمیر ہماری شہ رگ ہے ‘لیکن کبھی یہ ہمت نہیں ہوئی کہ ہم الٹی میٹم دیتے کہ کشمیر چھوڑو ورنہ آؤ مقابلہ کرو ! یہ خوف

نہیں ہے تو کیا ہے؟(توبہ کی عظمت اور تاثیر: صفحہ 43‘طبع اوّل :نومبر 2011ء)

* ہم اہل ِپاکستان کا حال یہ ہے کہ کشمیر کو اپنی شہ رگ کہتے ہیں ‘مگر اتنی جرات نہیں کہ کبھی انڈیا سے یہ کہہ سکیں کہ آؤ‘ ہم سے میدان میں آکر مقابلہ کرو ۔ایک وہ دور تھا جب انڈیا کے دونوں اطراف پاکستان تھا ۔ ایک طرف موجودہ پاکستان دوسری جانب مشرقی پاکستان (بنگلہ دیش) اور بھارت پاکستان سے ڈرتا تھا۔اب حالات بہت بدل گئے ہیں ۔ اب تو ہم انڈیا کے آگے پیچھے جارہے ہیں ۔(سیرت ِ خیرالانام علیہ الصلاۃ والسلام :صفحہ39‘طبع اوّل :اکتوبر 2013ء)

ہماری ذلت و مسکنت

* بھارت ہمارا پانی روک کر گویا ہمارا پیچ کستا جارہا ہے۔آپ اخبارات میں پڑھتے ہیں کہ بھارت ہمارے میدانوں کو صحرا میں بدل کر رکھ دے گا ‘جبکہ ہماری حالت یہ ہے کہ ہم کشمیر کے لیے اسے کوئی الٹی میٹم نہیں دے سکے تو اب پانی کے لیے کہاں دیں گے۔یہ کیا ہے ؟یہ ذلت و مسکنت ہے جو ہم پر تھوپ دی گئی ہے ۔تو یہ اللہ کا عمومی عذاب ہے پوری اُمّت ِ مسلمہ پر۔(توبہ کی عظمت اور تاثیر: صفحہ 43‘طبع اوّل :نومبر 2011ء)

کوئی اُمید بر نہیں آتی !

* ہماری حکومت نے کشمیر پر جو بھی امیدیں ہمیں دلائی تھیں ‘وہ سب خاک میں مل چکی ہیں ۔ (بصائر: صفحہ36 ‘طبع اوّل :مارچ2006ء)

* مسئلہ کشمیر کے حل کی کوئی امید جو ذرا پید اہوگئی تھی ‘ اب اس کا کوئی امکان نہیں ہے‘کیونکہ بھارت کسی درجے میں کوئی لچک دکھانے کو تیار نہیں ۔(بصائر: صفحہ37 ‘طبع اوّل :مارچ2006ء)

کشمیریوں کا جذبہ

* کشمیر کے اندر جو جذبہ اُبھرا اُسے پوری دنیا نے دیکھ لیا ۔کشمیریوں کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ وہ تو لڑنے والی قوم ہے ہی نہیں ‘مگر اب اس کے اندر جان پیدا ہوچکی ہے۔(رسول اکرم ﷺ اور ہم :صفحہ468‘طبع دوم :جولائی2014ء)

قرآن کریم

تعلیم و تعلّم ِقرآن

* اِس وقت اصل ضرورت اس کی ہے کہ خود اُمّت ِ مسلمہ میں تعلیم و تعلّمِ قرآن پاک کی ایک رَو چل نکلے اور مسلمان درجہ بدرجہ قرآن سیکھنے اور سکھانے میں لگ جائیں۔(ملفوظاتِ ڈاکٹر اسرار احمدؒ ‘صفحہ213‘طبع اوّل ‘دسمبر 2015ء)

اہل ایمان کو جوڑنے والی رسّی

* اہل ایمان کو جوڑنے والی رسّی ' ان کو باہم ایک دوسرے سے باندھ دینے والی شے ' ان کو بنیانِ مرصوص بنانے والی چیز ''قرآن'' ہے۔(ملفوظاتِ ڈاکٹر اسرار احمدؒ ،صفحہ36)

قرآن کی دعوت

* قرآن سیکھو اور سکھاؤ'اسے پڑھو اور پڑھاؤ۔یہ ضروری نہیں کہ فارغ التحصیل ہونے تک انتظار کرو'بلکہ تم نے ایک آیت بھی سمجھ لی ہے تو اس کو پھیلانا شروع کردو۔ (تنظیم اسلامی کی دعوت :صفحہ 21'طبع اوّل اکتوبر 1995ء)

کتابِ الٰہی

* انسان کی سوچ کو درست کرنے والی کتاب ''کتابِ الٰہی'' ہے۔(سورۃ الفاتحہ :صفحہ 7'طبع اوّل:دسمبر 1997ء)

دل کی آواز

* قرآن مجید کو سنتے ہوئے وہ شخص جس کا دل قوی اورزندہ ہو اورروح بیدار ہو تو وہ یوں محسوس کرتا ہے جیسے یہ میرے دوست کی آواز آرہی ہے اورگویا یہ تومیرے اپنے دل کی آواز ہے۔ (دنیا کی عظیم ترین نعمت ،قرآن حکیم :صفحہ 11'طبع اوّل:نومبر 2000ء)

کتابِ نصیحت

* دل اگر سخت ہوگئے ہیں تو ان کو نرم کرنے کے لیے نصیحت قرآن ہے ۔(دنیا کی عظیم ترین نعمت ،قرآن حکیم :صفحہ 14'طبع اوّل:نومبر 2000ء)

سب سے اونچا علم

*{عَلَّمَ الْقُرْآنَ}''اُس نے قرآن سکھایا۔''ویسے تو انسان کو سارے کا سارا علم اللہ تعالیٰ ہی نے دیا ہے ۔فزکس' الجبرا'جیومیٹری کس نے سکھائی ؟ کیمسٹری کس نے پڑھائی ؟لیکن سب سے اونچا علم قرآن کا ہے ۔(دنیا کی عظیم ترین نعمت ،قرآن حکیم :صفحہ 16'طبع اوّل:نومبر 2000ء)

بہترین لوگ

* قرآن سیکھنے سکھانے کے مختلف مراحل و مدارج ہیں۔بہترین لوگ وہ ہیں جو قرآن پڑھیں اورپڑھائیں ،سیکھیں اور سکھائیں ۔(دنیا کی عظیم ترین نعمت ،قرآن حکیم :صفحہ 16'طبع اوّل:نومبر 2000ء)

قرآن کے باطن تک رسائی

* قرآن کے باطن تک انسان کی رسائی اُس وقت تک نہیں ہوسکتی جب تک کہ اُس کا (اپنا)باطن بالکل پاک نہ ہوجائے۔(دنیا کی عظیم ترین نعمت ،قرآن حکیم :صفحہ 16'طبع اوّل:نومبر 2000ء)

قرآن کو سیکھنے اور سکھانے کی آرزو اور امنگ

* جوانی کادور آرزوؤں اور امنگوں کا دور ہوتا ہے‘اس حوالے سے مَیں خاص طور پر نوجوانوں کے لیے عرض کروں گا کہ ان کے دلوں میں قرآن کو سیکھنے اور سکھانے کی آرزو اورامنگ پیدا ہونی چاہیے ۔(عظمت ِقرآن :صفحہ 15‘طبع اوّل:جنوری 1992ء)

اتحاد کی بنیاد

* ہمارے اتحا دکی اگر کوئی بنیادہے توقرآن ہے ‘ہمارے عروج وبلندی کے لیے اگر کوئی زینہ ہے تو قرآن ہے‘ اور ذلّت ورسوائی سے نجات کا کوئی راستہ ہے تو قرآن ہے۔(عظمت ِقرآن : صفحہ 32‘طبع اوّل:جنوری 1992ء)

ایمان بالرسالت کی شرطِ لازم

* رسول اللہ ﷺ کی کامل اطاعت اور قرآن وسُنّت کے احکام پر سر تسلیم خم کرنا ایمان بالرسالت کی شرطِ لازم ہے ۔(نبی اکرم ﷺ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں : صفحہ13‘طبع :مارچ2020ء)

سر تسلیم خم

* جب محمد ﷺ کو اللہ کا رسول اوراس کا نمائندہ مان لیا ہے تو اب تمہارے لیے اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں کہ تمہیں ان ﷺ کا ہر حکم ماننا پڑے گا اورہر ارشاد کے آگے سر تسلیم خم کرنا ہوگا۔(نبی اکرم ﷺ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں :صفحہ13‘طبع :مارچ2020ء)

بار بار اور ہمیشہ پڑھی جانے والی کتاب

* قرآن صرف ایک بار پڑھ لینے کی چیز نہیں ہے بلکہ بار بار پڑھنے اور ہمیشہ پڑھتے رہنے کی چیز ہے ‘ اس لیے کہ یہ روح کے لیے بمنزلہ غذا ہے اور جس طرح جسم انسانی اپنی بقاء و تقویت کے لیے مسلسل غذا کا محتاج ہے جو انسان کے جسدِ حیوانی کی طرح سب زمین ہی سے حاصل ہوتی ہے ‘اسی طرح روحِ انسانی جو خود آسمانی چیز ہے ‘کلامِ ربانی کے ذریعے مسلسل تغذیہ و تقویت کی محتاج ہے۔(قرآن حکیم اور ہم : صفحہ 306‘ طبع چہارم‘ ستمبر2015ء)

قرآن فہمی کی ضرورت

* مَیں نہیں سمجھتا کہ ایک ایسا مسلمان جس نے کچھ بھی پڑھا لکھا ہو‘کجا یہ کہ غیر ملکی زبان

تک سیکھی ہو‘بی اے اور ایم اے پاس کیا ہو‘ ڈاکٹری اور انجینئرنگ جیسے مشکل علوم وفنون حاصل کیے ہوں ‘ وہ اللہ تعالیٰ کی عدالت میں اتنی سی عربی بھی نہ سیکھ سکنے پر کیا عذر پیش کرسکے گا ‘جس سے وہ اُس کے کلام پاک کا فہم

حاصل کر سکتا ۔(ملفوظاتِ ڈاکٹر اسرار احمدؒ،صفحہ218)

* انگریزی ہم نے اتنی پڑھ لی کہ انگریزوں کو پڑھادیں ،لیکن عربی نہیں سیکھ سکے کہ قرآن سمجھ سکیں ۔آخر اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے ؟پی ایچ ڈی ہیں ،فزکس ، کیمسٹری میں ،ڈاکٹری میں نہ جانے کتنے کتنے سال لگاکر لوگ ڈگریاں لیتے ہیں کہ آدھی عمر گزرچکی ہوتی ہے۔سب کچھ پڑھ لیتے ہیں ،لیکن اتنی عربی نہیں پڑھ سکتے کہ قرآن سمجھ سکیں ۔(دنیا کی عظیم ترین نعمت ،قرآن حکیم :صفحہ 18،طبع اوّل:نومبر2000ء)

تحریک رجوع الی القرآن

* پوری قوت کے ساتھ انفرادی اور اجتماعی سطح پر قرآن کی طرف رجوع کی ایک زبردست تحریک چلنی چاہیے ،جس میں لوگوں کو دعوت دی جائے کہ آؤ ! قرآن پڑھو،پڑھاؤ،سیکھو سکھاؤ، سمجھو سمجھاؤ ،اس کا علم حاصل کرواورعام کرو۔(دنیا کی عظیم ترین نعمت ،قرآن حکیم :صفحہ 19،طبع اوّل:نومبر2000ء)

مسلمانوں کی زبوں حالی

* میرے نزدیک مسلمانوں کی زبوں حالی اور ان کا زوال وانحطاط دراصل قرآن مجید سے دوری کا نتیجہ ہے ۔(نبی اکرم ﷺ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں :صفحہ 39،طبع اوّل :مارچ 1974ء)

زوال کے سائے

* اپنی تاریخ کے اوراق پلٹ کر دیکھیں ،آپ کو واضح طور پر نظر آئے گاکہ جب تک مسلمانوں نے قرآن کو مضبوطی سے تھامے رکھا، اسی کو حقیقی معنوں میں اپنا ہادی

وراہنما سمجھا ،اپنے عمل ،اخلاق اورمعاملات کو اسی کے مطابق استوار رکھا تو انفرادی اور اجتماعی ، ہر سطح پر ان کا رعب اور دبدبہ قائم رہا ، دنیا میں وہ سربلنداور غالب رہے اور اسلام کا جھنڈا چہار دانگ ِعالم میں لہراتا رہا ،لیکن جیسے جیسے وہ کتاب اللہ سے بےپرواااورنور وحکمت کے اس خزینہ سے بے تعلق ہوتے چلے گئے ویسے ویسے ان پر زوال کے سائے گہرے ہوتے گئے ۔(نبی اکرم ﷺ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں :صفحہ40،طبع :مارچ2020ء)

قرآن سے ہمارا تعلق

* قرآن سے ہمارا جو حقیقی تعلق ہونا چاہیے ،آج اسے ہم ترک کرچکے ہیں ۔ہمارا اس سے تعلق اس کے سوا اور کچھ نہیں رہا کہ ہم اسے محض حصولِ برکت کا ایک ذریعہ سمجھتے ہیں ۔ہم میں سے گنتی کے چند لوگ اگر اس کی تلاوت کرتے بھی ہیں تو اسے سمجھنے اور اس سے ہدایت اخذکرنے کے لیے نہیں ،بلکہ محض حصولِ ثواب کے لیے !(نبی اکرم ﷺ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں :صفحہ40،طبع :مارچ2020ء)

* کتاب مبین سے ہمارا عملی تعلق بس اتنا رہ گیا ہے کہ کہیں قسم کھانے کی ضرورت پڑتی ہے ' چاہے وہ جھوٹی قسم ہی کیوں نہ ہو ' تو اس کے لیے اس کتاب کو تختہ مشق بنایا جاتا ہے ' دم توڑتے شخص کو سورہ یٰسین پڑھ کر سنادی جاتی ہے ' یا بیٹی کو قرآن کا ایک نسخہ جہیز میں دے کر ایک رسم پوری کردی جاتی ہے ' اللہ اللہ خیر سلاّ ! (نبی اکرم ﷺ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں : صفحہ 43 ' طبع : مارچ 2020ء)

ہمارے تمام مسائل کا حل

* ایمان ویقین اسی کتاب (قرآن حکیم) سے حاصل ہوگا ' عقائد اسی سے درست ہوں گے ' جاہلیت ِ قدیمہ وجدیدہ کا ابطال اسی فرقان حمید سے ہوگا ۔ شرک وبدعت کے اندھیرے اسی نورِ ہدایت کی ضیا پاشی سے دور ہوں گے ' عمل واخلاق کی اصلاح اوران میں تبدیلی اسی کی تعلیمات سے ہوگی ۔ معاملات اگر سنوریں گے تو اسی کتاب ِ مبین کی رشدوہدایت سے سنوریں گے ۔ اوراچھی طرح سمجھ لیجیے کہ ہمارے ملک میں اسلامی

نظام بھی اسی حبل اللہ کے اعتصام اور اس سے تمسک کے نتیجے میں قائم ہوگا ۔ اس کی بنیاد پر جو دعوت اٹھے گی اورنبی اکرم ﷺ کے طریق پرجو انقلابی کام ہوگا ' اسی کے نتیجے میں یہاں اسلامی نظام کا قیام ممکن ہوسکے گا ' کسی اور ذریعہ سے یہ تبدیلی ممکن نہیں ہے ! (نبی اکرم ﷺ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں : صفحہ 46 ' طبع : مارچ 2020ء)

سورۃ العصر کی جامعیت

* پورا قرآن مجید ایک درخت کی مانند ہے اور یہ چھوٹی سی سورۃ (العصر) اُس کا بیج ہے ۔ اور جس طرح ایک بیج میں پورا درخت پنہاں ہوتا ہے ' اسی طرح سورۃ العصر میں پورا قرآن حکیم موجود ہے ۔ (راہِ نجات سورۃ العصر کی روشنی میں : صفحہ 33 ' طبع اوّل : ستمبر 1973ء)

والعصر کا لفظ

* وَالْعَصر کا لفظ انسان کو جھنجھوڑ کر غفلت سے بیدار کرتا ہے کہ غافل انسان ! تیرا اصل سرمایہ وہ وقت ہے جو تیزی سے گزراجارہا ہے اور تیری اصل پونجی وہ مہلت عمر ہے جو تیزی سے ختم ہورہی ہے ۔ (راہِ نجات سورۃ العصر کی روشنی میں : صفحہ 47 ' طبع اوّل : ستمبر 1973ء)

قرآن کی معجز نمائی

* اس کتاب ِ ہدایت کے طفیل ' جو رہزن تھے وہ رہبر بن گئے ' جو اُمّی تھے ' اَن پڑھ تھے ' وہ دنیا کے لیے معلّم بن گئے ' جو زانی وشرابی تھے ' وہ عصمتوں کے محافظ اور مکارمِ اخلاق کے علمبردار بن گئے ۔ یہ سب کچھ قرآن کی معجزنمائی تھی ۔ (اُسوۂ رسول ﷺ : صفحہ 72 ' طبع اوّل : دسمبر 1983ء)

تزکیہ وتربیت کا اصل ذریعہ

* تزکیہ وتربیت کے لیے ہمیں ہر حال میں قرآن ہی کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔(اُسوۂ رسول ﷺ :صفحہ 74‘طبع اوّل :دسمبر 1983ء)

ہمارے نزدیک تزکیۂ نفس کا اصل ذریعہ ہے قرآن مجید ۔اس کا لب لباب ہے ایمان‘ اورایمان کا لب ِلباب ہے توکّل اورراضی بہ رضائے رب رہنا۔یہی تصوّف کا حاصل ہے۔ (قرب ِالٰہی کے دومراتب:صفحہ 35‘طبع اوّل :جون 1988ء)

بنیانِ مرصوص

* آنحضور ﷺ نے دعوت وتبلیغ اور تزکیہ وتربیت کا کام کیا تو قرآن کے ذریعے کیا‘ حکمت کی تعلیم دی تو قرآن کے ذریعے دی ‘صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بنیانِ مرصوص بنایا تو قرآن کے ذریعے بنایا۔اب اگر کوئی اس طرح کا کام کرنا چاہے تو قرآن مجید کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں ۔(قرآن کے نام پر اُٹھنے والی تحریکات:صفحہ 26‘طبع اوّل :جنوری2018ء)

قرآن کے ساتھ جاگنا

* جس طرح دن روزے کی حالت میں گزرا ہے ‘اسی طرح رات قرآن کے ساتھ گزاری جائے ۔(عظمت ِصیام وقیام رمضان المبارک :صفحہ26‘طبع اوّل :مارچ1991ء)

اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی

* اکثر مذاہب نے تو اللہ کو اتنا دور اوربندوں سے اتنا بعید فرض کرلیا ہے کہ اُس تک براہ ِراست رسائی گویا ممکن ہی نہیں ۔چنانچہ ایسے تمام مذاہب نے اللہ کے دربار تک رسائی کے لیے بے شمار واسطے اور وسیلے گھڑلیے ہیں اورناقابل فہم مشرکانہ نظام بنالیے ہیں ۔قرآن نے اس وہم کو دور کرکے صاف صاف بتادیا ہے کہ تم جسے دُور سمجھ رہے ہو ‘وہ دُور نہیں ہے ‘تمہارے بالکل قریب ہے ۔اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کے لیے کہیں جانے کی ضرورت نہیں ہے ‘جب چاہو اور جہاں چاہو ‘اُس سے ہم کلام ہوجاؤ۔(عظمت ِصیام وقیام رمضان المبارک :صفحہ37‘طبع اوّل :مارچ1991ء)

اصل ذکر

* ذکر کے ضمن میں اصل شے قرآن ہے ‘پھر نماز آتی ہے اوراس کے بعد اذکار ِمسنونہ ہیں ۔ (مروجہ تصوّف یا سلوک ِمحمدی :صفحہ24‘طبع اوّل :جون1997ء)

ایمان و تعظیم

* قرآن پر ایما ن لانے کا مطلب یہ ہے کہ زبان سے اس کا اقرار کیا جائے کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے‘ جو برگزیدہ

فرشتے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے اللہ کے آخری رسول حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوا۔اس اقرار سے انسان دائرہ اسلام میں داخل ہوجاتا ہے ،لیکن حقیقی ایمان اسے اُس وقت نصیب ہوتا ہے جب ان تمام امور پر ایک پختہ یقین اُس کے قلب میں پیدا ہوجائے۔پھر ظاہر ہے کہ جب یہ صورت پیدا ہوجائے گی تو خود بخود قرآن کی عظمت کا نقش قلب پر قائم ہوجائے گا، اورجوں جوں قرآن پرایمان بڑھتا جائے گا اس کی تعظیم واحترام میں بھی اضافہ ہوتا چلاجائے گا۔گویا ایمان و تعظیم لازم وملزوم ہیں۔(مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق: صفحہ 7،طبع: اپریل 2019ء)

کلام اللہ

* قرآن اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا کلام ہے، جو اس لیے نازل ہوا ہے کہ لوگ اس سے ہدایت پائیں اور اسے اپنی زندگیوں کا لائحہ عمل بنائیں۔ (مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق: صفحہ 10،طبع اوّل :جنوری 1969ء)

روح کی غذا

* قرآن صرف ایک بار پڑھ لینے کی چیز نہیں ہے بلکہ بار بار پڑھنے اور ہمیشہ پڑھتے رہنے کی چیز ہے ،اس لیے کہ یہ روح کے لیے بمنزلہ غذا ہے اور جس طرح جسم انسانی اپنی بقاء وتقویت کے لیے مسلسل غذا کا محتاج ہے جو انسان کے جسد حیوانی کی طرح سب زمین ہی سے حاصل ہوتی ہے، اسی طرح روحِ انسانی جو خود آسمانی چیز ہے،

کلامِ ربانی کے ذریعے مسلسل تغذیہ وتقویت کی محتاج ہے۔(مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق: صفحہ 14،طبع اوّل :جنوری 1969ء)

بار بار پڑھی جانے والی کتاب

* اگر قرآن بس ایک مرتبہ پڑھ لینے کی چیز ہوتی تو کم ازکم نبی اکرم ﷺ کو تو اس کے بار بار پڑھنے کی قطعاً کوئی حاجت نہ تھی۔لیکن قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ؐ کو مسلسل قرآن پڑھتے رہنے کی بار بار تاکید ہوئی۔(مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق: صفحہ 15،طبع اوّل :جنوری 1969ء)

مؤثر ہتھیار

* قرآن کریم کی تلاوت مسلسل کرتے رہنا ضروری ہے اور یہ مؤمن کی روح کی غذا، اس کے ایمان کو تروتازہ اور سرسبز وشاداب رکھنے کا اہم ترین ذریعہ اور مشکلات و موانع کے مقابلے کے لیے اس کا سب سے مؤثر ہتھیار ہے۔

(مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق: صفحہ 15،طبع اوّل :جنوری 1969ء)

قرآن مجید کو صحیح پڑھنا

* ایک عرصے سے مساجد ومکاتب کی تعلیم کے زوال اور کنڈرگارٹن قسم کے مدارس کے رواج کی بدولت یہ صورت حال پیدا ہوچکی ہے کہ مسلمان قوم کی نوجوان نسل کی ایک عظیم اکثریت حتیٰ کہ بہت سے بوڑھے اور ادھیڑ عمر کے لوگ بھی قرآن مجید کو ناظرہ پڑھنے پر بھی قادر نہیں۔مَیں ایسے تمام حضرات سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنی اس کمی کا

احساس کریں اور جلد از جلد اسے دُور کرنے کی کوشش کریں ۔ اور خواہ وہ عمر کے کسی بھی مرحلے میں ہوں ' قرآن مجید کو صحیح پڑھنے کی صلاحیت لازماً پیدا کریں۔(مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق: صفحہ16 'طبع اوّل :جنوری 1969ء)

تجوید کی اہمیت

* قرآن کریم کے حروف کی شناخت 'ان کے مخارج کا صحیح علم اور رموزِ اوقاف ِقرآنی

کی ضروری معلومات جسے اصطلاحاً تجوید کہتے ہیں 'اس کے بغیر قرآن مجید کی صحیح اور رواں دواں تلاوت ممکن نہیں ۔ (مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق: صفحہ16 'طبع اوّل :جنوری 1969ء)

تعلیم کی ابتدا

* اپنی اولاد کے بارے میں یہ طے کرلیں کہ ان کی تعلیم کی ابتدا قرآن سے ہوگی اور سب سے پہلے وہ قرآن کے حروف کی پہچان اور ان کو صحیح مخارج سے ادا کرنا سیکھیں گے۔اس معاملے میں حد سے زیادہ غلو تو اگرچہ اچھا نہیں 'لیکن قرآن مجید کو روانی کے ساتھ صحیح اصوات و مخارج اور رموزِ اوقاف کی رعایت و لحاظ کے ساتھ پڑھنے پر قادر ہونا تو ہر معمولی پڑھے لکھے انسان کے لیے بھی لازم اور قرآن مجید کے حق تلاوت کی ادائیگی کی شرطِ اوّلین ہے۔(مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق: صفحہ16)

مقدار ِتلاوت

* مقدار ِتلاوت مختلف لوگوں کے لیے مختلف ہو سکتی ہے۔زیادہ سے زیادہ مقدار جس کی آنحضور ﷺ نے توثیق فرمائی ہے 'یہ ہے کہ تین دن میں قرآن ختم کیا جائے ' یعنی دس پارے روزانہ پڑھے جائیں۔اور کم سے کم مقدار 'جس سے کم کا تصوّر بھی ماضی قریب تک نہ کیا جاسکتا تھا'یہ ہے کہ ایک پارہ روزانہ پڑھ کر ہر مہینے قرآن ختم کرلیا جائے۔ (مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق: صفحہ17 'طبع اوّل :جنوری 1969ء)

مقررہ نصاب

* تلاوتِ قرآن کو زندگی کے معمولات میں مستقل طور پر شامل کیا جائے اور ہر مسلمان تلاوت کا ایک مقررہ نصاب پابندی کے ساتھ لازماً پورا کرتا رہے ۔(مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق: صفحہ17 'طبع اوّل :جنوری 1969ء)

حسنِ نظر اور حسنِ سماعت

* حسن نظر اور حسن سماعت انسان کے فطری داعیات میں سے ہیں ۔قرآن مجید کی

خوبصورت اور خوش نما کتابت سے ایک مؤمن کے حسن نظر کو حقیقی تسکین حاصل ہوتی ہے اور اس کی خوش الحانی کے ساتھ قراء ت اس کے ذوق سماعت کو آسودگی عطا کرتی ہے۔ (مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق: صفحہ18 'طبع اوّل :جنوری

1969ء)

خوش الحانی

* قرآن کی تلاوت کے حقوق میں سے یہ بھی ہے کہ ہر شخص اپنی حدتک بہتر سے بہتر اسلوب ‘اچھی سے اچھی آواز اور زیادہ سے زیادہ خوش الحانی سے قرآن مجید کی تلاوت کرے۔(مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق: صفحہ18‘طبع اوّل :جنوری 1969ء)

ترتیل

* تلاوت ِقرآن پاک کی اعلیٰ ترین صورت یہ ہے کہ نماز (خصوصاً تہجد) میں اپنے رب کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوکر انتہائی سکون اوراطمینان کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر اور توقف کرتے ہوئے قرآن پڑھا جائے ‘جس سے قلب پر اثرات مترتب ہوتے چلے جائیں ۔ قرآن کی اصطلاح میں اس قسم کی تلاوت کانام ترتیل ہے۔(مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق: صفحہ20‘طبع اوّل :جنوری 1969ء)

ظاہری وباطنی آداب

* قرآن کے حق تلاوت کی ادائیگی کی شرائط میں سے تلاوت کے کچھ ظاہری اور باطنی آداب بھی ہیں ۔یعنی یہ کہ انسان باوضو ہو ‘قبلہ رُخ بیٹھ کر تلاوت کرے ‘اور اس کی ابتداتعوذ سے کرے۔پھر یہ کہ اس کا دل کلام او رصاحب کلام دونوں کی عظمت سے معمورہو۔حضور ِقلب ‘خشوع وخضوع اور انابت ورجوع الی اللہ کے ساتھ تلاوت کرے اور خالص طلب ِہدایت کی نیت اور قرآن حکیم کے تقاضوں کے مطابق اپنے آپ کو بدلنے کے عزم مصمم کے ساتھ قرآن کو پڑھے ‘اور مسلسل تذکر وتدبر اور تفہم وتفکر کرتا رہے ۔(مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق:صفحہ20‘طبع اوّل :جنوری 1969ء)

اصل اثاثہ

* ہر شخص قرآن کے اس حصے کو جو اُسے یاد ہو‘اپنا اصل اثاثہ اورسرمایہ سمجھے اوراس میں مسلسل اضافے کے لیے کوشاں رہے۔(مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق: صفحہ22‘طبع اوّل :جنوری 1969ء)

فہم ِقرآن

* قرآن مجید پر ایمان کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ اس کا فہم حاصل کیاجائے۔(مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق: صفحہ23‘طبع اوّل :جنوری 1969ء)

قرآن سے سیری ممکن نہیں

* انسان خواہ کیسی ہی اعلیٰ استعدادکامالک کیوں نہ ہو اور کتنی ہی محنت وکاوش کیوں نہ کرلے ‘پھر چاہے پوری کی پوری عمر قرآن پر تدبر وتفکر میں بسر کردے ‘یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ کسی بھی مرحلے پر پہنچ کروہ سیر ہوجائے اور یہ

محسوس کرے کہ قرآن مجید کا فہم کماحقہ اسے حاصل ہوگیا ہے۔(مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق: صفحہ24‘طبع اوّل :جنوری 1969ء)

عربی زبان کی تحصیل

* میرے نزدیک عربی زبان کی کم ازکم اتنی تحصیل کہ قرآن مجید کا سرسری مفہوم انسان کی سمجھ میں آجائے ‘ہر پڑھے لکھے مسلمان پر قرآن کا وہ حق ہے جس کی عدم ادائیگی نہ صرف قرآن بلکہ خود اپنے آپ پر بہت بڑا ظلم ہے۔(مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق: صفحہ28‘طبع اوّل :جنوری 1969ء)

صراطِ مستقیم

* انسان قرآن کی انگلی پکڑ کر اس کے ساتھ ساتھ چلنے کی کوشش عملاً شروع کردے تو صراطِ مستقیم پر گامزن ہوجائے گا اور درجہ بدرجہ رشد وہدایت میں ترقی کرتا چلا جائے گا۔ (مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق:صفحہ36‘طبع اوّل :جنوری 1969ء)

سلامتی کی راہ

* سلامتی کی راہ ایک ہی ہے اوروہ یہ کہ قرآن کا جس قدر علم بھی انسان کو حاصل ہواُس پر وہ حتی الامکان فوری طور پر عمل شروع کردے۔(مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق: صفحہ39‘طبع اوّل :جنوری 1969ء)

ایمان کا حقیقی منبع اور سرچشمہ

* قرآن مجید ہی دراصل ایمان کا حقیقی منبع اور سرچشمہ ہے ۔ایمان کے ضعف اور اضمحلال کا اگر ازالہ ہوسکتا ہے تو اسی قرآن کے ذریعے ہوسکتا ہے۔(اسلام میں عورت کا مقام: صفحہ11 ‘طبع اوّل : اپریل 1984ء)

اللہ کا فضل

* قرآن مجید کی تعلیم یہ ہے کہ بلاشبہ محنت اور مشقّت تم کرتے ہو ‘لیکن یہ نہ سمجھنا کہ مجھے جو کچھ ملا ہے وہ میری محنت ومشقّت کا حاصل اور ثمرہ ہے ‘بلکہ یہی سمجھنا کہ یہ اللہ کا فضل ہے ۔(اسلام میں عورت کا مقام: صفحہ21 ‘طبع اوّل : اپریل 1984ء)

حکمت کے موتی

* ایک ہیرے کی کان کا تصوّر کیجیے ‘جس میں کارکن لگے ہوئے ہیں اور ہیرے برآمد کررہے ہیں ۔لیکن ایک وقت ایسا آکر رہتا ہے کہ کان خالی ہوجاتی ہے اور ہیرے دستیاب نہیں ہوتے ۔لیکن قرآن ایسی معدن ‘ایسی کان نہیں ہے کہ جس کے متعلق کبھی یہ کہا جاسکے کہ حکمت کے موتی اب اس میں سے مزید نہیں نکل سکتے۔(جہاد بالقرآن اور اُس کے پانچ محاذ :صفحہ76 ‘طبع اوّل :جولائی 1984ء)

اصحابِ یقین پیدا کرنے کا ذریعہ

* اگر کسی کے دل میں یقین والے ایمان کی شمع روشن ہے تو آپ اگر اس کے قریب رہیں گے ‘اس کی صحبت سے فیض اٹھائیں گے تو آپ کو بھی یقین کی دولت ملے گی ۔

لیکن مَیں اس کو ثانوی اس لیے کہہ رہاہوں کہ ہمیں پہلے یہ طے کرنا پڑے گا کہ وہ صاحبِ یقین کہاں سے آئے گا۔ تواچھی طرح ذہن نشین کرلیجیے کہ ایسے صاحبِ یقین پیدا کرنے کا واحد ذریعہ بھی قرآن حکیم ہے۔(جہادبالقرآن اور اُس کے پانچ محاذ: صفحہ78 ‘طبع اوّل :جولائی 1984ء)

ڈھال اور تلوار

* ذرائع ابلاغ سے معاشرے میں نفس پرستی کا جو نفوذ ہورہا ہے اور انسان کی سوچ اور رجحانا ت ومیلانات کو جس غلط رُخ پر ڈالا جارہا ہے ‘اس سے مقابلے کے لیے بھی ہمارے پاس ڈھال اور تلوار قرآن ہی ہے ۔(جہادبالقرآن اور اُس کے پانچ محاذ: صفحہ85 ‘طبع اوّل :جولائی 1984ء)

قرآن کی تلوار

* واقعہ یہ ہے کہ آج ہماری ملی وقومی زندگی کے شعور کی گہرائیوں میں آرٹ کونسلز ‘ثقافتی طائفوں کے مبادلوں ‘راگ ورنگ کی محفلوں ‘رومانوی ڈراموں ‘افسانوں ‘ لٹریچر اور ٹیلی ویژن کے مختلف ’’Cultural Shows‘‘ نے ڈیرا لگا رکھا ہے۔ہمارے ملک کی اعلیٰ ترین شخصیات اس میٹھے زہر کی سرپرستی کررہی ہیں ۔ان سے نبرد آزما ہونا آسان کام نہیں ہے ۔بہتر شکل یہی ہے کہ قرآن کی تلوار سے ان اربابِ اختیار کو مسلمان بنانے کی کوشش کی جائے۔(جہادبالقرآن اور اُس کے پانچ محاذ: صفحہ87 ‘طبع اوّل :جولائی 1984ء)

* نفس امّارہ کو بھی مارو گے تو قرآن کی تلوار سے ماروگے ‘ویسے یہ نہیں مرے گا۔ اورشیطان سے لڑنے کے لیے بھی یہی تلوار کام آئے گی جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے ہاتھ میں قرآن مجید کی صورت میں دی ہے ۔(دینی فرائض کا جامع تصوّر: صفحہ 24)

* دلوں کے امراض اور شیطان کے وسوسوں اور ترغیبات کو ختم کرنے کے لیے اصل شمشیر دراصل قرآن ہی ہے۔ (اصلاح معاشرہ کاقرآنی تصوّر :صفحہ144‘طبع اوّل :نومبر 2018ء)

اصل ہتھیار

* دعوت وتبلیغ اور تربیت وتزکیہ کے مرحلے پر جہاد کے لیے اصل ہتھیار قرآن ہے‘ جبکہ اللہ کی راہ میں سربکف ہوکر میدانِ کارزار میں نکلنے کے مرحلے پر مؤمن کا ہتھیار تلوار ہے۔(قرآن حکیم کی سورتوں کے مضامین کا اجمالی تجزیہ(حصہ دوم)

:صفحہ38‘طبع اوّل :اپریل 2017ء)

پُراثر تریاق

* شیطان اپنے راستے کو بہت مزین کرکے انسان کو اس کی طرف بلاتا ہے۔پھر انسان کے نفس میں ‘اس کے پورے وجود میں‘ اس کی دعوت خوش نما زہر بن کر سرایت کرجاتی ہے ۔ لہٰذا اس زہر کے لیے تریاق بھی وہ درکار ہے جو پورے وجود میں سرایت کرسکے اور پھر جس میں حلاوت اور تاثیر بھی ہو ۔ ایسا کوئی تریاق سوائے قرآن کے اور کوئی نہیں ہے۔(جہاد بالقرآن اور اُس کے پانچ محاذ: صفحہ88 ‘طبع اوّل :جولائی 1984ء)

کام کے نتائج

* الحمدللہ ! قرآن کا پیغام لے کر مَیں دوسرے ممالک میں بھی گیا ہوں ۔ صنم کدۂ ہند‘ عالمِ عرب‘ امریکہ اور یورپ میں چراغ روشن کیے ہیں ۔ لوگوں کو آمادہ کیا ہے کہ کمر کسیں اور اس جہاد بالقرآن کے لیے میدان میں آئیں ۔ ظاہر بات ہے کہ کام کے نتائج ظاہر ہونے میں وقت لگتا ہے۔(جہاد بالقرآن اور اُس کے پانچ محاذ: صفحہ94 ‘طبع اوّل :جولائی 1984ء)

علم غیب کی تقسیم

* جس طرح ’’شرک فی الذات ‘‘ کے ضمن میں قرآن مجید کا اہم ترین مقام سورۃ الاخلاص ہے ‘اسی طرح ’’شرک فی الصفات ‘‘ یا بالفاظِ دیگر ’’توحید فی الصفات‘‘ کے ذیل میں قرآن مجید کا عظیم ترین مقام آیت الکرسی ہے ۔(حقیقت واقسام شرک :صفحہ72 ‘طبع اوّل :اکتوبر 2008ء)

دعوت ِدین کا مرکز و محور

* حضور نبی اکرم ﷺ کی دعوت کا مرکز و محور قرآن حکیم تھا ‘آپ ﷺ نے لوگوں کی ذہنیتیں بدلیں تو اسی قرآن حکیم سے ‘لوگوں کی سوچ میں انقلاب برپا کیا تو اسی قرآن حکیم سے ‘ذہن کی تطہیر فرمائی تو اسی قرآن کی آیات بینات سے ‘تزکیۂ نفس فرمایا تو اسی قرآن کی آیات بینات اُس کا ذریعہ بنیں ‘خارج و باطن سے منور ہوئے تو اسی قرآن حکیم کے نور سے۔(رسول کامل ﷺ :صفحہ87 ‘طبع اوّل :دسمبر 1983ء)

قرآن پر ایمان کا تقاضا

* جو شخص بھی اس بات کو نہیں مانتا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی ولادت بغیر باپ کے ہوئی ہے وہ قرآن پر ایمان نہیں رکھتا۔ (بصائر: صفحہ80 ‘طبع اوّل :مارچ2006ء)

رکوع

* عام طور پر تلاوت کی وہ مقدار جو ایک رکعت میں بآسانی پڑھی جاسکتی ہو ایک رکوع پر مشتمل ہوتی ہے۔رکوع

رکعت سے ہی بنا ہے۔(تعارف قرآن :صفحہ49 ،طبع اوّل :فروری2006ء)

تفسیر

* تفسیر کا معنی ہے کسی شے کا کھولنا ،واضح کردینا ،کسی شے کو روشن کردینا ،لیکن یہ زیادہ تر مفردات اور الفاظ سے متعلق ہوتی ہے۔(تعارف قرآن :صفحہ86 ،طبع اوّل :فروری2006ء)

تاویل

* کلام کی اصل حقیقت ،اصل مراد ، اصل مطلوب ،اصل مدلول کو پالینا تاکہ انسان اصل مقصود تک پہنچ جائے ،اسے تاویل کہتے ہیں ۔(تعارف قرآن :صفحہ86 ،طبع اوّل :فروری2006ء)

قرآن مجیدکی موجودہ ترتیب

* جس ترتیب سے اس وقت قرآن مجید موجودہے ،اصل حُجّت یہی ہے ،یہی اصل ترتیب ہے ،یہی لوحِ محفوظ کی ترتیب ہے ۔(تعارف قرآن :صفحہ88 ،طبع اوّل :فروری2006ء)

قرآن سے ہم کلام ہونا

* انسان کو اتنی عربی ضرور آتی ہو کہ وہ قرآن سے ہم کلام ہوجائے۔(تعارف قرآن :صفحہ90 ،طبع اوّل :فروری2006ء)

قرآن پر تدبر

* تدبر گہرائی میں غوطہ زن ہونے کو کہتے ہیں ۔(تعارف قرآن :صفحہ91 ،طبع اوّل :فروری2006ء)* چودہ صدیوں میں کوئی ایک انسان بھی ایسا نہیں گزرا، جس نے ضخیم سے ضخیم تفسیر لکھنے کے بعد بھی اس امر کا دعویٰ کیا ہو کہ اس نے قرآن حکیم پر تدبر کا حق ادا کردیا اور اس کا فہم کماحقہ ،حاصل کرلیا۔(قرآن حکیم اور ہم :صفحہ321 ،طبع چہارم :ستمبر2015ء)

آیت کا مطلب

* آیت کا مطلب نشانی ہے۔نشانی اسے کہتے ہیں ،جس کو دیکھ کر ذہن کسی اور شے کی طرف منتقل ہوجائے ۔آپ نے قلم یا رومال دیکھا تو ذہن دوست کی طرف منتقل ہوگیا،جس سے ملے ہوئے بہت عرصہ ہوگیا تھا اور اس کا کبھی خیال ہی نہیں آیا تھا۔ ہمارا ایک ازلی دوست ہے ''اللہ '' وہی ہمارا خالق ہے ،ہمارا باری ہے ،ہمارا رب ہے ،اس کی دوستی پر کچھ پردے پڑگئے ہیں ، اس پر کچھ ذہول طاری ہوگیا ہے ، قرآن اس دوست کی یاد دلانے کے لیے آیا ہے۔ (تعارف قرآن :صفحہ91 ،طبع اوّل :فروری2006ء)* آیت کے معنی نشانی کے ہیں ۔قرآنی آیت گویا اللہ کے علم و حکمت کی نشانی ہے۔(قرآن حکیم اور ہم :صفحہ152 ،طبع چہارم :ستمبر2015ء)

قرآن پر عبور نا ممکن ہے

* بعض لوگ غیر محتاط انداز میں یہ الفاظ استعمال کردیتے ہیں کہ ''انہیں قرآن پر بڑا عبور حاصل ہے''۔ یہ قرآن کے لیے بڑا توہین آمیز کلمہ ہے۔ عبور ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک پہنچ جانے کو کہتے ہیں۔ قرآن کا تو کنارہ ہی کوئی نہیں ہے۔ کسی انسان کے لیے یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ قرآن پر عبور حاصل کرے۔ یہ ناممکنات میں سے ہے۔ اسی طرح اس کی گہرائی تک پہنچ جانا بھی ناممکن ہے۔ (تعارف قرآن: صفحہ 91 ،طبع اوّل: فروری 2006ء)

تقرب الی اللہ

* تقرب الی اللہ اور وصل الی اللہ کا مؤثر ترین ذریعہ قرآن حکیم ہی ہے۔ (تعارف قرآن: صفحہ 131 ،طبع اوّل: فروری 2006ء)

صاحب قرآن

* صاحب قرآن سے مراد صرف حافظ قرآن یا ہمارے ہاں پائے جانے والے قاری نہیں ہیں ،بلکہ وہ حافظ اور قاری مرادہیں جو قرآن کے علم و حکمت سے بھی واقف ہیں، اس کو پڑھتے بھی ہیں اور اس پر عمل پیرا بھی ہیں۔ جنّت میں اس قرآن کے ذریعے ان کے درجات میں ترقی ہوتی چلی جائے گی اور ان کا آخری مقام وہاں معیّن ہوگا جہاں ان کا سرمایہ قرآن ختم ہوگا۔ (تعارف قرآن: صفحہ 131)

حبل اللہ

* حبل اللہ کے بارے میں مفسرین کے ہاں بہت سے اقوال ملتے ہیں کہ حبل اللہ سے مراد قرآن ہے ،کلمہ طیبہ ہے، اسلام ہے۔ یہ ساری چیزیں اپنی جگہ پر درست ہیں لیکن احادیث نبوی ؐ کی روشنی میں اس کا مصداق کامل قرآن ہی ہے۔ (تعارف قرآن: صفحہ 133 ،طبع اوّل: فروری 2006ء) * حبل اللہ ایک طرف اہل ایمان کو اللہ سے جوڑ رہی ہے اور دوسری طرف اہل ایمان

کو آپس میں جوڑ رہی ہے۔ (تعارف قرآن: صفحہ 133 ،طبع اوّل: فروری 2006ء)

بنیانِ مرصوص

* یہ قرآن مجید ہی ہے جو اہل ایمان کے دلوں کو جوڑتا اور ان کو باہم پیوست کرتا ہے، اور یہ دلی تعلق اور دلی ہم آہنگی ہی ہے جو مسلمانوں کو بنیانِ مرصوص بنانے والی ہے۔ (تعارف قرآن: صفحہ 134 ،طبع اوّل: فروری 2006ء)

قرآن مجید کے حقوق کی ادائیگی

* قرآن مجید کے حقوق کو ادا نہ کرنا قرآن کو ترک کردینے کے مترادف ہے۔ (تعارف قرآن: صفحہ 136 ،طبع اوّل: فروری 2006ء)

قرآن کو پھیلائو !

* قرآن کو بیان کرو ‘قرآن کو عام کرو ‘قرآن کو پھیلاؤ۔(تعارف ِقرآن :صفحہ146 ‘طبع اوّل :فروری2006ء)

قوت بیان

* قوت بیان کا اصل مصرف یہ ہے کہ اسے قرآن کے لیے استعمال کیا جائے۔(تعارف ِقرآن :صفحہ147 ‘طبع اوّل :فروری2006ء)

الذکر

* قرآن اپنے آپ کو ’’الذکر ‘‘کہتا ہے ‘لیکن تم نے ذکر کے نت نئے طریقے ایجاد کر لیے ہیں۔سب سے مضبوط ذکر یہ قرآن ہے ‘لیکن اس پر توجہ ہی نہیں ‘ جبکہ ذکر واذکار اور ادو وظائف کے مجموعے توجہات کا مرکز بنے ہوئے ہیں۔ (تعارف ِقرآن :صفحہ160 ‘طبع اوّل :فروری2006ء)

جدید سائنس کی ترقی

* جدید سائنس جیسے جیسے ترقی کرے گی ‘قرآن میں سے نئے نئے ہیرے نکلتے چلے آئیں گے۔(تعارف ِقرآن :صفحہ163 ‘طبع اوّل :فروری2006ء)

علم و حکمت کے موتی

* ہیروں کی ایک کان سے آپ ہیرے نکالتے رہیں تو ایک وقت آئے گا کہ معلوم ہوگا کان خالی ہوگئی ۔لیکن قرآن ایسی کان نہیں ہے جو کبھی خالی ہوجائے‘ اس میں سے ہیرے نکلتے رہیں گے ۔ اس میں غور وفکر اور تدبر کے نتیجے میں علم و حکمت کے موتی ہمیشہ نکلتے رہیں گے۔(تعارف ِقرآن :صفحہ163 ‘طبع اوّل :فروری2006ء)

دعوت الی القرآن

* لوگوں سے یہ کہنا کہ قرآن پڑھو او رپھر انہیں قرآن پڑھانا‘لوگوں کو دعوت دینا کہ قرآن سمجھو اور پھر انہیں سمجھانا دعوت الی القرآن ہے۔(تعارف ِقرآن :صفحہ165 ‘طبع اوّل :فروری2006ء)

صراطِ مستقیم

* قرآن مجید ہی دراصل وہ صراطِ مستقیم ہے جس کی ایک بندہ مؤمن کو احتیاج ہے۔یہی اُن لوگوں کی راہ ہے جن پر اللہ تعالیٰ کا انعام واکرام ہوا ‘جو نہ گمراہ ہوئے اور نہ اُن پر اللہ کا غضب نازل ہوا۔ (مطالبات ِدین :صفحہ9 ‘طبع اوّل :جولائی 1975ء)

قرآن مجید کی دعوت

* قرآن مجید کی دعوت کو اگر ایک لفظ میں بیان کیا جائے تو وہ ہے ’’عبادت ِرب‘‘ یا ’’بندگی ٔ ربّ‘‘ ۔گویا قرآن مجید کی

پوری دعوت کا خلاصہ یہی ہے کہ ''اللہ کی بندگی اختیار کرو!''(مطالبات ِدین :صفحہ13 ‘طبع اوّل :جولائی 1975ء)* قرآن مجید کی دعوت تو یہ ہے کہ کبیرہ گناہوں سے اپنا دامن پاک کرکے میدان میں آؤ ‘باطل کو للکارو ‘اقامت ِدین کی جدّوجُہد میں شامل ہوجاؤ ۔البتہ فحاشی کی ہر شکل اور ہر نوع سے بچو ‘یہ سب سے زیادہ اندیشہ کی بات ہے ۔(توحید ِعملی :صفحہ197‘طبع اوّل :مارچ 1985ء)

جامع اور کامل نمونہ

* قرآن تو نبی اکرم ﷺ پر اس لیے نازل کیا گیا تھا تاکہ اس کے مطابق نظام زندگی بالفعل قائم ہو اور دنیا کے سامنے اللہ کے دین کا جامع اور کامل نمونہ آجائے۔(مطالبات ِدین :صفحہ78 ‘طبع اوّل :جولائی 1975ء)

قرآن کا اعجاز

* قرآن کا یہ اعجاز ہے کہ وہ چھوٹی چھوٹی آیات میں نہایت اہم مضامین کا احاطہ کرلیتا ہے اور اس طرح کوزے میں سمندر بند ہونے کا محاورہ قرآن حکیم کی ہر آیت پر سو فی صد راست آتا ہے۔(مطالبات ِدین :صفحہ110 ‘طبع اوّل :جولائی 1975ء)* یہ قرآن کا اعجاز ہے کہ اسے پڑھتے رہیے ‘پڑھتے رہیے ‘سینکڑوں دفعہ پڑھ جائیے ‘ہر دفعہ آپ کو نئی چیزیں ملیں گی ‘نئے نکتے ملیں گے۔(تعارف ِقرآن :صفحہ162 ‘طبع اوّل :فروری2006ء)

ہدایت ِربّانی کا کامل ایڈیشن

* تمام آسمانی کتب اور صحیفے دراصل ایک ہی کتاب ِہدایت کے مختلف ایڈیشن ہیں۔پہلی کتابیں بھی حق تھیں ‘لیکن وہ محفوظ نہ رہیں ‘محرّف ہوگئیں ۔اب ہدایت ِربانی کا آخری اور کامل ایڈیشن یہ قرآن مجید ہے ‘جو محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوا ۔(مطالبات ِدین :صفحہ111 ‘طبع اوّل :جولائی 1975ء)

تعلیم و تعلّم قرآن

* اگر علمی وفکری کام کرنے کی استعداد رکھتے ہوں تو تعلیم و تعلّم قرآن کے لیے اپنی زندگیوں کو وقف کردیں اور کتاب اللہ کے علم و حکمت کی تحصیل واشاعت میں مصروف ہوجائیں ۔(پاکستان کی سیاست کا پہلا عوامی وہنگامی دور :صفحہ39 ‘طبع اوّل :ستمبر 1996ء)

ہر آیت میں عملی رہنمائی

* قرآن مجید کی ہر آیت میں علمی نکات بھی ہیں ‘حکمت وفلسفہ کے مسائل بھی ہیں اور عملی رہنمائی بھی ہے۔(اُمّت

مسلمہ کے لیے سہ نکاتی لائحہ عمل: صفحہ6‘طبع اوّل: اکتوبر1990ء)

ہمہ وقت کام

* فروری 71ء میں مَیں نے حرم شریف میں بیٹھ کر یہ طے کیا کہ اب ہمہ وقت یہی کام (قرآن حکیم کا پڑھنا ‘پڑھانا اور سیکھنا ‘سیکھانا) کروں گا ۔چنانچہ میں نے مطب بند کیا‘ پریکٹس چھوڑی او رُاس وقت کے بعد سے میں کہہ سکتا ہوں کہ میرا کوئی بھی لمحہ فکرمعاش میں بسر نہیں ہوا ۔میں نے اپنی ساری توانائیاں او رقوتیں اسی کام میں لگائی ہیں ۔

(اُمّت مسلمہ کے لیے سہ نکاتی لائحہ عمل: صفحہ103‘طبع اوّل: اکتوبر1990ء)

کبیرہ گناہوں سے اجتناب

* قرآن مجید میں تین مقامات پر یہ مضمون آیا ہے کہ اگر تم کبیرہ گناہوں سے اجتناب کروگے تو اللہ تعالیٰ تمہارے صغیرہ گناہوں سے درگزر فرمائے گا ۔(توحید عملی: صفحہ191‘طبع اوّل: مارچ 1985ء)

ایمان کا سرچشمہ

* فرد کی اصلاح کا معاملہ ہو یا پورے معاشرے کی اصلاح کا سوال ہو تو اس کے لیے اصل ضرورت ہے ایمان۔ اورایمان کا سرچشمہ اور منبع ہے قرآن۔(اصلاحِ معاشرہ کاقرآنی تصوّر: صفحہ81‘طبع اوّل: نومبر2018ء)* درحقیقت انقلاب کے لیے ‘حکومت الٰہیہ کے قیام کے لیے ‘معاشرے کوبدلنے کے لیے جوایمان درکار ہے ‘اُس کا واحد منبع اور سرچشمہ قرآن حکیم ہے۔ (اُمُّ المُسَبِّحات‘یعنی سورۃ الحدید: صفحہ124‘طبع اوّل: جون2005ء)

عظیم تبدیلی

* ہمارے ہاں نصاب تعلیم ایسا رائج ہوجس میں سائنٹیفک طریقے سے علم الحقائق

یعنی قرآن حکیم سمویاہوا ہو تو دیکھتے ہی دیکھتے ہماری نئی نسلوں کے اذہان میں عظیم تبدیلی آسکتی ہے۔ (اصلاح معاشرہ کاقرآنی تصوّر: صفحہ89‘طبع اوّل: نومبر2018ء)

کتاب ہدایت

*آج ہم جس المیہ سے دوچار ہیں وہ دراصل یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اس کتاب ہدایت سے ہمارا تعلق نہ صرف یہ کہ مضمحل اور کمزور ہوگیا ہے بلکہ اگر آپ حضرات برا نہ مانیں تو میں عرض کروں کہ تقریباً معدوم کے درجے میں آگیا ہے۔(اصلاحِ معاشرہ کاقرآنی تصوّر: صفحہ146‘طبع اوّل: نومبر2018ء)

ہدایت کی ضمانت

* ہماری ہدایت کی ضمانت اعتصام بالقرآن ہے اور اس کو چھوڑنے کا لازمی نتیجہ ضلالت وگمراہی ہے ‘جس کی سزا ہم بھگت رہے ہیں ۔(اصلاحِ معاشرہ کاقرآنی تصوّر: صفحہ147‘طبع اوّل: نومبر2018ء)

قرآن کی تذکیر

* قرآن کی تذکیر صرف اسی انسان کے لیے فائدہ مند ہو سکتی ہے جس کی فطرت میں نیکی وبدی کی تمیز زندہ ہو۔ ایسے انسان کی پہچان یہ ہے کہ اگر اسے نیکی کی توفیق ملتی ہے تو اسے خوشی ہوتی ہے اور اگر اس سے کوئی غلط کام سرزد ہوجاتا ہے تو اسے فوراً پریشانی لاحق ہوجاتی ہے۔(قلب قرآن سورۂ یٰس کی مختصر تشریح :صفحہ50،طبع اوّل :مئی 2017ء)

نورِ فطرت

* سلیم الفطرت لوگوں کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ ان کے اندر نورِفطرت توپہلے سے موجود ہوتا ہے اور جیسے ہی ان کے سامنے نورِوحی آتا ہے تو ان کا آئینہ قلب جگمگا اُٹھتا ہے۔(قرآن حکیم کی سورتوں کے مضامین کا اجمالی تجزیہ(حصہ دوم) :صفحہ31،طبع اوّل :اپریل 2017ء)

روح کی غذا

* روح کا تعلق عالم بالا سے ہے۔اس کی غذا بھی عالم بالا سے آتی ہے ،اور یہ غذا اللہ کا کلام ہے ۔ (سیرت خیرالانام علیہ الصلوۃ والسلام :صفحہ25،طبع اوّل :اکتوبر 2013ء)

قرآن مجید کے حقوق

* قرآن مجید کے حقوق ادا کریں گے تو یہ ہمارے حق میں حُجّت بنے گا، ورنہ یہ ہمارے خلاف حُجّت ہوگا اور ہمارے خلاف گواہی دے گا۔(سیرت خیرالانام علیہ الصلوۃ والسلام :صفحہ34،طبع اوّل :اکتوبر 2013ء)

معروف ومنکر

* قرآن نیکی کو معروف کہتا ہے یعنی یہ لوگوں کے نزدیک جانی پہچانی شے ہےاور برائی اور گناہ کو منکر کا نام دیتا ہے ۔ یعنی اس سے انسان کی طبیعت نفرت کرتی ہے ۔(سیرت خیرالانام علیہ الصلوۃ والسلام :صفحہ35،طبع اوّل :اکتوبر 2013ء)

قرآن کا اثر

* جن لوگوں کی روح مرچکی ہے ،جن کے جسم چلتے پھرتے مقبرے بن چکے ہیں اور روح اُن کے اندر دفن ہوچکی ہے ، ان پر قرآن کا بھی اثر نہیں ہوگا ۔(سیرت خیرالانام علیہ الصلوۃ والسلام :صفحہ107،طبع اوّل :اکتوبر 2013ء)

مقناطیس

* ضرورت اس بات کی ہے کہ قرآن کو مقناطیس کے سے انداز میں معاشرے میں بڑے پیمانے پر گھمایا پھرایا جائے ،تاکہ سلیم الفطرت لوگ اس کی جانب کھنچے چلے آئیں۔(سیرت خیرالانام علیہ الصلوۃ والسلام :صفحہ107،طبع اوّل :اکتوبر 2013ء)

سب سے بڑا معجزہ

* اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور ﷺ کو جو معجزہ دیا گیا ‘وہ قرآن ہے اور یہ سب سے بڑا معجزہ ہے ۔باقی سارے معجزے خواہ کتنے ہی بڑے نظر آئیں ‘صرف

رسول ﷺ کی زندگی میں تھے ‘بعد میں نہیں رہے ۔(سیرت ۔خیر الانام علیہ الصلوۃ والسلام :صفحہ144‘طبع اوّل :اکتوبر 2013ء)

سابقہ انبیاء علیہم السلام کے معجزات

* عصائے موسیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ خاص تھا ۔کہا جا تا ہے وہ لاٹھی اب بھی تابوتِ سکینہ میں موجود ہے جو یہودیوں کے بقول مسجد ِاقصیٰ کے نیچے تہہ خانوں میں دبا ہوا ہے ۔ اسی طرح ایک مرتبان بھی ہے ‘جس میں یہود کے لیے گندم کی شکل میں جو ’’من ‘‘ اترتا تھا(وہ محفوظ ہے) ۔لیکن ان چیزوں میں اب اثر نہیں ۔کیونکہ اس طرح کے معجزات رسول کی زندگی کے لیے تھے ۔حضور ﷺ کو جو معجزہ دیا گیا وہ قرآن ہے ‘جس کی تاثیر تا قیامِ قیامت رہے گی ۔(سیرت ۔خیر الانام علیہ الصلوۃ والسلام :صفحہ144‘طبع اوّل :اکتوبر 2013ء)

روح اور قرآن

* روح اور قرآن دونوں ایک جگہ سے آئے ہیں ۔روح بھی اللہ کے پاس سے آئی ہے‘ یہ زمین کی شے نہیں ہے‘جیسا کہ ہمارا جسد ِخاکی زمین کی شے ہے۔ اور قرآن بھی اللہ کے پاس سے آیا ہے ۔ لہٰذا جب قرآن کی آیات تلاوت کی جاتی ہیں تو روح اس کی جانب کھنچتی ہے۔(سیرت ۔خیر الانام علیہ الصلوۃ والسلام :صفحہ148‘طبع اوّل :اکتوبر 2013ء)

قرآن حکیم پر عمل

* انسان کو قرآن حکیم کی جو نعمت بھی ملتی ہے وہ محض پڑھنے پڑھانے سے نہیں ملتی ‘بلکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو قرآن حکیم کی جو تھوڑی بہت سمجھ دے دی ہو اُس پر وہ عمل کررہا ہو تو پھر اس پر مزید دروازے کھلتے ہیں ۔(اُمُّ المُسَبِّحات‘یعنی سورۃ الحدید :صفحہ18‘طبع اوّل :جون2005ء)

نور اور ظلمات

* نور ایک بسیط حقیقت ہے اور تاریکی کے بے شمار shades ہیں ۔مثلاً کفر‘ شرک‘

الحاد‘انسانی حاکمیت کا تصوّر‘مادہ پرستی ‘شہوت پرستی ‘دولت پرستی ‘شہرت پرستی‘ قوم پرستی ‘خود پرستی ‘نفس پرستی اور اس طرح کی بے شمار پرستشیں ۔یہ سب ظلمات ہی کے مختلف سائے ہیں ‘یہ تمام اندھیرے ہیں اور ان تمام اندھیروں سے نکال کر نورِ ایمان میں لانے والی شے قرآن حکیم کی آیاتِ بیّنات ہیں ۔(اُمُّ المُسَبِّحات‘یعنی سورۃ الحدید :صفحہ122‘طبع اوّل :جون2005ء)

الہدیٰ سے مراد

* الہدیٰ سے مراد قرآن ہے ۔ یہ ھُدًی لِّلنَّاس ہے‘ ھُدًی لِّلمُتَّقِین ہے ‘ جس میں ہدایت خداوندی مکمل ہوچکی ہے ‘اتمام کو پہنچ چکی ‘درجہ تکمیل کو پہنچ چکی اور حضور ﷺ کا معجزہ بھی یہی ہے ۔(اُمُّ المُسَبِّحات‘یعنی سورۃ الحدید :صفحہ289‘طبع اوّل :جون2005ء)

قرآن مجید کا مقصد نزول

* اس دنیا میں زندگی بسر کرنے کا صحیح طریقہ بتانا اور صراطِ مستقیم اور سواء السبیل کی طرف رہنمائی کرنا قرآن مجید کا مقصد نزول ہے ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداول :صفحہ20‘طبع دہم :اپریل2019ء)

قرآن کی گہرائیاں

* پوری پوری زندگیاں کھپانے کے باوجود کوئی انسان کبھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ اُس نے قرآن کی گہرائیوں کو ناپ لیا ہے ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداول :صفحہ28‘طبع دہم :اپریل2019ء)

کتاب زندہ

* قرآن مجید اور فرقان حمید ہمیشہ اسی طرح تابندہ ‘پائندہ اور تروتازہ کلام رہے گا ‘ جس طرح اپنے نزول کے وقت تھا ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداول :صفحہ270‘طبع دہم :اپریل2019ء)

امانت خداوندی

* عقلاً اور نقلاً ہر اعتبار سے یہ بات مسلّم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کو ایک خاص ترتیب سے نبی اکرم ﷺ کے سینہ مبارک میں جمع کیا اور اسی ترتیب کے ساتھ آنحضور ﷺ نے امت کو قرآن سکھایا اور یاد کرایا اور امانت خداوندی کو کامل دیانت کے ساتھ اُمّت کے حوالے کردیا۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداول :صفحہ296‘طبع دہم :اپریل2019ء)

علم و حکمت کے نئے نئے پہلو

* قرآن حکیم کی ہرآیت اپنی جگہ علم و حکمت کا ایک حسین موتی ہے ۔ لیکن جب اسے ایک سلسلہ کلام کی لڑی میں پرودیا جاتاہے ‘ایک مرکزی مضمون کے ساتھ اس کا ربط قائم ہوتا ہے تواس کے حسن میں ایک نئی شان پیداہوتی ہے اور اس ربط باہم سے علم و حکمت کے نئے نئے پہلو آشکاراہوتے ہیں ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلددوم :صفحہ85‘طبع ہشتم :اپریل2019ء)

دل کی سختی کا علاج

* دل اگر سخت ہوگئے ہیں تو ان کو نرم کرنے کے لیے نصیحت بھی قرآن ہے۔(قرآن حکیم اور ہم :صفحہ18‘طبع چہارم :ستمبر2015ء)

شفاءٌ لما فی الصُّدور

* قرآن اس حوالے سے یہ کام کرتا ہے کہ لوگوں کے سینوں میں جو روگ ہیں ‘یعنی مال کی محبّت ‘شہرت کی محبّت ‘اقتدار ‘دولت وجائیداد کی محبّت ‘ ان محبتوں کو کھرچ کھرچ کر نکال دیتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کی محبّت کو دل میں اس طرح داخل کرتا ہے کہ اصل محبوب اللہ تعالیٰ ہوجائے۔(قرآن حکیم اور ہم :صفحہ18‘طبع چہارم :ستمبر2015ء)

* باطنی اور روحانی بیماریوں کا مؤثر اور تیر بہدف علاج قرآن حکیم ہے۔(قرآن حکیم اور ہم :صفحہ103‘طبع چہارم :ستمبر2015ء)

قرآن کی ناقدری

* ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ اگر کسی شخص کو اللہ تعالیٰ نے قرآن دیا ہو اور پھر بھی وہ کسی دوسرے شخص کے بارے میں یہ سوچے کہ اُس پر اللہ کا فضل وکرم مجھ سے زیادہ ہوا ہے (کہ اُس کو اللہ نے محل دے دیا ہے ‘اتنی لمبی کاردی ہے)تو اُس نے قرآن کی بہت ناقدری کی ۔(قرآن حکیم اور ہم :صفحہ18‘طبع چہارم :ستمبر2015ء)

الرحمٰن

* اللہ کے ناموں میں سب سے پیارا نام ’’الرحمٰن‘‘ ہے ۔اہل عرب میں ’’اللہ ‘‘ کا لفظ زیادہ معروف تھا اور وہ ’’رحمٰن ‘‘ کے لفظ سے بدکتے تھے ‘لیکن قرآن نے آکر جس نام کو زیادہ نمایاں کیا وہ ’’رحمٰن ‘‘ ہے۔(قرآن حکیم اور ہم :صفحہ19‘طبع چہارم :ستمبر2015ء)* رحمٰن وہ ہستی ہے ‘جس کی رحمت ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کی مانند ہے ‘جس کی رحمت میں انتہائی جوش وخروش ہے ۔(سورۃ الفاتحہ :صفحہ 19‘طبع اوّل:دسمبر1997ء)

عظیم ترین نعمت کے تقاضے

* نعمت قرآنی کا استعمال ایک تو یہ ہے کہ قرآن پڑھو پڑھاؤ‘سیکھو اور سکھاؤ‘ اس کے نور کو عام کرو‘چہار دانگ عالم کو اس روشنی اور ہدایت سے منور کردو۔ لیکن اس کا دوسرا معاملہ یہ ہے کہ اس کتاب کے نظام کو قائم کرنے کے لیے تن من دھن کی بازی لگاؤ۔ یہ صرف پڑھنے کے لیے نہیں آئی ہے ‘ یہ اس لیے آئی ہے کہ ہمارے سارے فیصلے اس کے مطابق ہوں ۔(قرآن حکیم اور ہم :صفحہ27‘طبع چہارم :ستمبر2015ء)

سورۃ الرحمٰن کی پہلی تین آیات

* 1۔ صفاتِ باری تعالیٰ میں سے چوٹی کی صفت ’’رحمٰن‘‘۔

2۔اللہ نے انسان کو جو علم عطا فرمایا ' اس میں چوٹی کا علم ''قرآن''۔
3۔جو کچھ اُس نے پیدا فرمایا ' اس میں چوٹی کی تخلیق ''انسان''۔(قرآن حکیم اور ہم :صفحہ45'طبع چہارم :ستمبر2015ء)

اصل ضرورت

* اصل ضروت اس بات کی ہے کہ قرآن حکیم کی طرف ہمارا رجوع ہو۔ہماری تقدیر اُس وقت تک نہیں بدلے گی جب تک اس قرآن کے ساتھ ہم اپنے تعلق کو ازسرنو مضبوط نہیں کرلیتے۔(قرآن حکیم اور ہم :صفحہ66'طبع چہارم :ستمبر2015ء)

اتحاد کی بنیاد

* ہمارے اتحاد کی اگر کوئی بنیاد ہے تو قرآن ہے 'ہمارے عروج وبلندی کے لیے اگر کوئی زینہ ہے تو قرآن ہے 'اورذلت ورسوائی سے نجات کاکوئی راستہ ہے تو قرآن ہے۔ ہماری قسمت اسی کتاب کے ساتھ وابستہ ہے۔(قرآن حکیم اور ہم :صفحہ66)

علم ومعرفت کے موتی

* انسانی ذہن کا ظرف جتنا وسیع اورکشادہ ہوگا ' اسی کی مناسبت سے قرآن مجید سے ہدایت اورعلم ومعرفت کے موتی انسان اپنے دامن میں سمیٹ سکے گا۔(قرآن حکیم اور ہم :صفحہ77'طبع چہارم :ستمبر2015ء)

کلام اللہ کی قدر

* ہم نے انگریزی اتنی پڑھ لی کہ انگریزوں کو پڑھاسکتے ہیں 'مختلف فنون حاصل کرلیے 'سائنسی علوم میں بڑی سے بڑی ڈگریاں حاصل کرلیں 'لیکن نہیں پڑھی تو عربی نہیں پڑھی۔ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کے اس سوال کا کیاجواب ہوگا کہ تم نے میرے کلام کی کیا قدر کی ؟ (قرآن حکیم اور ہم :صفحہ109'طبع چہارم :ستمبر2015ء)

خطباتِ الٰہیہ

* عرب یا تو شعروں سے واقف تھے یا خطبوں سے۔قرآن مجید اُس دورکی سب

سے زیادہ معروف اصناف(شاعری اورخطبہ) میں خطبے کے اسلوب پر ہے۔ اس اعتبار سے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ قرآن حکیم مجموعہ خطبات ِالٰہیہ ہے 'جس میں ہرسورت ایک خطبہ کی مانند ہے۔(قرآن حکیم اور ہم :صفحہ147'طبع چہارم :ستمبر2015ء)

قرآن کا اصل موضوع

* جیسے کسی راستے پر چلنے والے کو ''روڈ سائنز'' کی ضرورت ہوتی ہے کہ اِدھر نہ جانا' اِدھر خطرہ ہے 'ہلاکت ہے 'اسی طرح انسان کو سفرحیات میں ان cautions کی ضرورت ہے کہ ادھر خطرہ ہے یہ تمہارے لیے ممنوع ہے 'یہ حرام ہے 'یہ نقصان دہ ہے' اس میں ہلاکت ہے۔چاہے تمہیں ہلاکت نظر نہیں آرہی 'لیکن تم ادھر جاؤگے تو تمہارے لیے

ہلاکت ہے ‘در حقیقت یہ قرآن کا اصل موضوع ہے۔(قرآن حکیم اور ہم : صفحہ188‘طبع چہارم : ستمبر2015ء)

لوحِ محفوظ کی ترتیب

٭جس ترتیب سے اس وقت قرآن مجید موجود ہے ‘اصل حُجّت یہی ہے ‘یہی اصل ترتیب ہے ‘یہی لوحِ محفوظ کی ترتیب ہے۔(قرآن حکیم اور ہم : صفحہ196‘طبع چہارم : ستمبر2015ء)

اقتصادی تعلیمات

٭ آج کے اقتصادی مسائل کیا ہیں ؟پیپر کرنسی کی حقیقت کیا ہے ؟ اقتصادیات کے اصول ومبادی کیا ہیں ؟بینکنگ کی اصل بنیاد کیا ہے ؟ کس طرح لوگوں نے اس پوری نوعِ انسانی کو معاشی اعتبار سے بے بس کیا ہوا ہے ۔اس حقیقت کو جب تک نہیں سمجھیں گے توآج کے دور میں قرآن حکیم کی اقتصادی تعلیمات واضح کرنے کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔ (قرآن حکیم اور ہم : صفحہ201‘طبع چہارم : ستمبر2015ء)

قرآن کے معارف

٭ جب تک کوئی شخص انقلابی جدّوجُہد میں شریک نہیں ہوگا ‘قرآن حکیم کے معارف کا

بہت بڑا خزانہ اُس کے لیے بند رہے گا۔(قرآن حکیم اور ہم : صفحہ207‘طبع چہارم : ستمبر2015ء)

کلام اللہ کا منبع اور سرچشمہ

٭ قرآن کو پڑھ کر اور سن کر روح انسانی محسوس کرتی ہے کہ اس کا منبع اور سرچشمہ وہی ہے جو میرا ہے ۔جہاں سے میں آئی ہو ں ‘یہ کلام بھی وہیں سے آیا ہے۔ یقیناً اس کلام کا منبع اور سرچشمہ وہی ہے جو میرے وجود ‘میری ہستی اور میری روح کا منبع اور سرچشمہ ہے ۔(قرآن حکیم اور ہم : صفحہ210‘طبع چہارم : ستمبر2015ء)

سب سے اونچی صلاحیت

٭ جو سب سے اونچی صلاحیت ہے یعنی بیان ‘ اس کو سب سے اونچے علم ’’قرآن‘‘ پر صرف کرو۔قرآن کو بیان کرو‘قرآن کو عام کرو‘قرآن کو پھیلاؤ۔(قرآن حکیم اور ہم : صفحہ254‘طبع چہارم : ستمبر2015ء)

ہدایت صرف قرآن سے

٭ سائنس سے ہدایت نہیں ملتی ۔اس سے توآپ کو کچھ چیزوں کے استعمال کا علم حاصل ہوجاتا ہے ۔ہدایت صرف قرآن سے ملے گی ۔(قرآن حکیم اور ہم : صفحہ266)

تلاوت وقراءت

٭ قرآن کو پڑھنے کے لیے اصل قرآنی اصطلاح ’’تلاوت ‘‘ ہی کی ہے ۔اس لیے بھی کہ یہ لفظ صرف آسمانی صحیفوں کے پڑھنے کے لیے خاص ہے ‘جبکہ قراء ت ہرچیز کے پڑھنے کے لیے عام ہے۔ (قرآن حکیم اور ہم : صفحہ306‘طبع چہارم

: ستمبر2015ء)

قرآن کو یاد کرنا

* ہر مسلمان مسلسل زیادہ سے زیادہ قرآن یاد کرنے کے لیے کوشاں رہے تاکہ اس قابل ہوسکے کہ رات کو اپنے رب کے حضور میں کھڑے ہوکر اس کا کلام اسے سنا سکے۔ (قرآن حکیم اور ہم :صفحہ314‘طبع چہارم :ستمبر2015ء)

عربی کی تحصیل

* عربی کی اس قدر تحصیل کہ انسان قرآن مجید کا ایک رواں ترجمہ ازخود سمجھ سکے اور تلاوت کرتے ہوئے بغیر متن سے نظر ہٹائے ‘اس کے سرسری مفہوم سے آگاہ ہوتا چلا جائے ‘ہر پڑھے لکھے مسلمان کے لیے فرضِ عین کا درجہ رکھتا ہے۔(قرآن حکیم اور ہم : صفحہ319‘طبع چہارم : ستمبر2015ء)

قرآن حکیم کا حق

* ماننے ‘پڑھنے‘ سمجھنے اور عمل کرنے کے علاوہ قرآن مجید کا ایک اور حق بھی ہر مسلمان پر حسب ِصلاحیت واستعداد عائد ہوتا ہے اور وہ یہ کہ وہ اسے دوسروں تک پہنچائے۔ (قرآن حکیم اور ہم : صفحہ339‘طبع چہارم : ستمبر2015ء)

دعوتِ نبویؐ کا مرکز و محور

رسول اکرم ﷺ کی دعوت کا مرکز و محور قرآن حکیم تھا ۔آپ ؐ نے لوگوں کی ذہنیتیں بدلیں تو اسی قرآن حکیم سے ‘لوگوں کی سوچ میں انقلاب برپا کیا تو اسی قرآن حکیم سے ‘ ذہن کی تطہیر فرمائی تو اسی قرآن کی آیات ِبینات سے ‘تزکیہ نفس فرمایا تو اسی قرآن کی آیات ِبینات اُس کا ذریعہ بنیں ‘خارج وباطن سب منور ہوئے تو اسی قرآن حکیم کے نور سے۔ (رسول اکرم ﷺ اور ہم : صفحہ145‘طبع دوم :جولائی2014ء)

آلہ انقلاب

* انقلاب ِنبوی ﷺ کا اساسی منہج عمل پورے کا پورا گھومتا ہے قرآن مجید کے گرد ‘یا سادہ الفاظ میں یوں کہہ لیا جائے کہ آنحضور ﷺ کا آلہ انقلاب ہے قرآن حکیم۔(رسول اکرم ﷺ اور ہم : صفحہ192‘طبع دوم :جولائی2014ء)

* رسول اللہ ﷺ کا آلہ انقلاب قرآن تھا۔آج بھی یہی قرآن ہمارا آلہ انقلاب ہے۔(رسول اکرم ﷺ اور ہم :صفحہ462‘طبع دوم :جولائی2014ء)

قرآن مجید سے دُوری

* میرے نزدیک مسلمانوں کی زبوں حالی اوراس کا زوال وانحطاط دراصل قرآن مجید سے دوری کا نتیجہ ہے۔ (رسول اکرم ﷺ اور ہم : صفحہ 241، طبع دوم :جولائی 2014ء)

معجزہ

* حضور ﷺ کا سب سے بڑا معجزہ تو اللہ کا نازل کردہ قرآن حکیم ہے اوردوسرا عظیم معجزہ خود نبی اکرم ﷺ کی اپنی ذات اور شخصیت ہے ۔(رسول اکرم ﷺ اور ہم : صفحہ 255، طبع دوم :جولائی 2014ء)

دعوت و تربیت

* ''دعوت وتربیت'' کے ضمن میں نبی اکرم ﷺ کا اُسوہ یہ ہے کہ ان دونوں کا مرکز، مبنیٰ ، مدار اورمحور قرآن اورصرف قرآن رہاہے۔ (رسول اکرم ﷺ اور ہم : صفحہ 308)

قرآن مجید

* دل کے تمام امراض دینیہ واخلاقیہ کے لیے شفاء یہ قرآن مجید ہے۔(رسول اکرم ﷺ اور ہم : صفحہ 313، طبع دوم :جولائی 2014ء)

موعظہ حسنہ

* قرآن کہتاہے کہ موعظہ حسنہ اور نصیحت یہ قرآن ہی ہے ۔دلوں میں اترنے والی چیزیہ قرآن ہے ،جذبات کو جلا بخشنے والی چیزیہ قرآن ہے ۔(رسول اکرم ﷺ اور ہم : صفحہ 314، طبع دوم :جولائی 2014ء)

دعوت کا سرچشمہ

* رسول اللہ ﷺ کے انقلابی فکر کا منبع وسرچشمہ قرآن تھا اوراس منہج پر اب جو بھی دعوت اٹھے گی ، اس کا منبع بھی یہی قرآن ہو گا ۔ (رسول اکرم ﷺ اور ہم : صفحہ 446)

قرآن کی مقناطیسی حیثیت

* میرے نزدیک قرآن کی حیثیت مقناطیس کی ہے جو سلیم الفطرت لوگوں کو اپنی

طرف کھینچ لیتا ہے، اورجن لوگوں کی فطرت مسخ ہوچکی ہو ان پر اس کا اثر نہیں ہوتا۔ جیسے آپ کو معلوم ہے کہ مقناطیس لوہے کے ٹکڑوں کو تو کھینچ لے گا لیکن لکڑی کے ٹکڑوں کو نہیں کھینچے گا۔ لہٰذا قرآن کے مقنا طیس کو اس معاشرے میں پھیلانے کی ضرورت ہے ۔ (رسول اکرم ﷺ اور ہم : صفحہ 462، طبع دوم :جولائی 2014ء)

ہدایت کا طالب

* کوئی ہدایت کا طالب ہے تو قرآن موجود ہے ،جو سب سے بڑا معجزہ ہے ۔اورکوئی ہدایت کا طالب نہیں ہے تو بڑے سے بڑا معجزہ دیکھ کر بھی ایمان نہیں لائے گا ۔(رسول اکرم ﷺ اور ہم : صفحہ 498، طبع دوم :جولائی 2014ء)

قرآنی ہدایات کو امام بنائیں !

* الحمد للہ ! اس دور میں ایک خاص سطح پر تبلیغ ودعوت کے لیے ایک بہت وسیع حرکت ہوچکی ہے ۔اس کے حجم کا جہاںتک تعلق ہے وہ بڑا متاثرکن ہے اور ہزاروں بلکہ لاکھوں افراد اس گلوب پر ہر وقت حرکت میں رہتے ہیں ۔لیکن میں پوری ہمدردی اور دلسوزی کے ساتھ عرض کررہا ہو ں کہ تبلیغ اوردعوت کے لیے اگر ہم نے قرآنی ہدایات کو اپنا امام نہ بنایا اور ان کے مطابق کام نہ کیا جاسکا تو مطلوبہ نتائج برآمد نہ ہوں گے ۔ (جماعت ِ شیخ الہند ؒ اور تنظیم اسلامی :صفحہ179‘طبع ششم :اپریل2015ء)

تریاق

* اگر زہر ایسا ہے جو پورے وجود میں سرایت کرتاہے تو یہ قرآن بھی وہ تریاق ہے جو پورے وجود میں سرایت کرتا ہے ۔ظاہر ہے اگر تریاق زہر سے زیادہ مؤثر نہ ہوتو زہر کا اثر کیسے زائل ہوگا ۔(جماعت ِ شیخ الہند ؒ اور تنظیم اسلامی :صفحہ207‘طبع ششم :اپریل2015ء)

نفس اورشیطان سے کشمکش

* نفس اورشیطان سے کشمکش کے لیے ہمارے ہاتھ میں واحد تلوار قرآن مجید ہے ۔(جماعت ِ شیخ الہند ؒ اور تنظیم اسلامی :صفحہ210‘طبع ششم :اپریل2015ء)

قربِ الٰہی

اللہ غیورہے

* اللہ تعالیٰ بہت غیور ہے اوروہ اپنے کسی ولی کی ذلت ورسوائی کو برداشت نہیں کرتا ۔(قرب ِالٰہی کے دومراتب:صفحہ 20‘طبع اوّل :جون1988ء)

قرب ِالٰہی

* شریعت کے معنی بھی چلنا ‘طریقت کے معنی بھی چلنا اورسلوک کے معنی بھی چلنا ہیں۔ تینوں الفاظ کے مفاہیم میں باریک سا فرق ہے‘لیکن تینوں میں چلنے کا مفہوم مشترک ہے ‘چلنا کس لیے ہوتا ہے ؟ کسی منزل سے قریب ہونے کے لیے ! منزل کیا ہے ؟ وہ ہے قرب ِالٰہی ۔(قرب ِالٰہی کے دومراتب:صفحہ 25‘طبع اوّل :جون1988ء)

محفوظیت اور معصومیت

* محفوظیت ومعصومیت صرف انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا خاصہ ہے ۔لہٰذا بڑے سے بڑے ولی کو بھی کسی وقت شیطان چکمہ دے سکتا ہے۔(قرب ِالٰہی کے دومراتب:صفحہ 28‘طبع اوّل :جون 1988ء)

قادیانیت

مبارک فیصلہ

* اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم پر اللہ کا بڑا کرم ہوا تھا کہ اس ملک میں 1974ء میں قادیانیوں کے غیر مسلم اقلیت قرار پانے کا فیصلہ ہوا۔ واقعہ یہ ہے کہ وہ بہت ہی مبارک فیصلہ تھا۔ اس کے لیے جو تحریک اُٹھی وہ بھی بہت عمدہ تھی ،بہت پرامن تھی، بہت منظم تھی ۔(ختم نبوت کے دو مفہوم: صفحہ13،طبع اوّل : ستمبر2002ء)

ذہین وفطین لوگوں کی تربیت

* قادیانی مبلغین کا انداز بڑا جارحانہ ہے اور ایک عام آدمی تو کجا اچھا بھلا پڑھا لکھا، بلکہ عالم دین بھی ان کے مناظرین و مبلغین کے سامنے ٹھہر نہیں سکتا ۔اِلّا ماشاء اللہ ۔ ان قادیانی مناظرین و مبلغین کو جس طرح خاص موضوعات پر تربیت دی گئی ہے، اس کے ردّ اور ابطال کے لیے جب تک ہمارے ذہین وفطین لوگوں کو اسی طرح ٹریننگ نہ ملے ، یہ مسئلہ حل نہ ہوگا۔(جہاد بالقرآن اور اُس کے پانچ محاذ: صفحہ28 ،طبع اوّل :جولائی 1984ء)

دیسی یہودیت

* عالمی صہیونیت کے علاوہ ایک پاکستانی کی دیسی یہودیت بھی ہے،جس سے مَیں اپنے پاکستانی مسیحی بھائیوں کو خبردار کرنا چاہتا ہوں ۔میری مراد قادیانیت سے ہے، اور جہاں تک میری معلومات ہیں ،یہ قادیانی پاکستانی مسیحیوں کو استعمال کر رہے ہیں۔(بصائر :صفحہ79 ،طبع اوّل :مارچ2006ء)

مرتد کی حد

قادیانیوں نے مظلومیت کا لبادہ اوڑھا ہوا ہے ۔ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ جس روز بھی (قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیے جانے کا) فیصلہ ہوا، ساتھ ہی واضح کردیا جاتا کہ آج کی اس تاریخ سے پہلے پہلے جو قادیانی ہیں وہ تو اقلیت قرار پائیں گے، لیکن اس فیصلے کے نفاذ کے بعد جو شخص بھی قادیانیت اختیار کرے گا ، اس پر قتل مرتد کی حد جاری کی جائے گی ۔جب تک یہ نہیں ہوگا اس فتنے کا استیصال تو دور کی بات ہے ، اس کو کوئی گزند بھی نہیں پہنچ سکتی ۔(رسول اکرم ﷺ اور ہم :صفحہ482،طبع دوم :جولائی2014ء)

مرد اور عورت

رازوں کی امین

*بیوی فطری طور پر گھر کے رازوں کی امین ہوتی ہے ‘لیکن اگر وہ خود ہی اس امانت کی حفاظت نہ کرسکے تو عائلی زندگی جن الجھنوں کا شکار ہوسکتی ہے اورہوتی ہے ‘ اس کا اندازہ کرنا کچھ مشکل نہیں ۔ (عائلی زندگی کے بنیادی اُصول: صفحہ 18‘طبع اوّل: ستمبر 1999ء)

* اگر شوہر نے کوئی راز کی بات بیوی کو بتائی ہو اور بیوی اس راز کو افشا کردے تو یہ بھی خیانت ہے ۔ (عائلی زندگی کے بنیادی اُصول: صفحہ 36‘طبع اوّل: ستمبر 1999ء)

* شوہر کے رازوں سے بیوی سے زیادہ کوئی دوسرا آگاہی رکھ سکتا ہی نہیں۔ایک صالح بیوی کا طرزِ عمل یہ ہوگا کہ وہ شوہر کے رازوں اورکمزوریوں کو چھپائے‘ ان کی حفاظت کرے ۔اگر وہ ان کو افشا کرتی ہے تو یہ طرزِ عمل اس کردار کے بالکل منافی اور متضاد ہوگا جو کتاب وسُنّت سے ایک صالح اور آئیڈیل بیوی کا ہمارے سامنے آتا ہے۔(اسلام میں عورت کا مقام: صفحہ 49 ‘طبع اوّل: اپریل 1984ء)

عورت کی بھلائی اور برائی

* عورت کے اندر اگر بھلائی ‘نیکی اور خیر ہے تو وہ اسی کے لیے ہے اوراگر برائی ‘بدی اور سرکشی ہے تو اس کا وبال بھی اسی پر آئے گا ۔(عائلی زندگی کے بنیادی اُصول: صفحہ 40‘طبع اوّل: ستمبر 1999ء)

پردہ

* اگر ہم نے پردہ چھوڑا ہے تو خود چھوڑا ہے ‘لہٰذا مجرم بھی ہم خودہیں ۔(توبہ کی عظمت اور تاثیر: صفحہ 68‘طبع اوّل: نومبر 2011ء)

مرد اور عورت میں فرق

* مرد اور عورت میں بحیثیت انسان کوئی فرق نہیں ‘صرف انتظامی اعتبار سے فرق

ہے۔ ازروئے الفاظِ قرآنی :{اَلرِّجَالُ قَوّٰمُونَ عَلَی النِّسَآءِ} (النساء:۳۴) ’’مرد عورتوں پر قوام ہیں ‘‘۔یعنی مرد کو خاندان کے ادارے کے سربراہ کی حیثیت حاصل ہے ‘لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ مرد افضل ہے اور عورت کمتر ہے ۔ ہوسکتا ہے کہ کوئی عورت اپنے اخلاق اور کردار کے اعتبار سے کروڑوں مَردوں سے اوپر چلی جائے ۔کتنے مرد ہوں گے جو حضرت مریم ‘حضرت آسیہ‘حضرت خدیجہ‘ حضرت عائشہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنھن کے مقام کو اس طرح دیکھیں گے جیسے آپ آسمان کو دیکھتے ہیں ۔(رسول انقلاب ﷺ کا طریق انقلاب: صفحہ 31‘طبع اوّل: ستمبر 2004ء)

مرد اور عورت کی کمائی

* مرد کی کمائی ہوئی نیکی یا بدی میں عورت حصہ دار نہیں ہوگی اوراسی طرح عورت کی کمائی ہوئی نیکی یابدی سے مرد کو کوئی حصہ نہیں ملے گا ۔(اسلام میں عورت کا مقام: صفحہ 20 ‘طبع اوّل: اپریل 1984ء)

* عورت کوئی خیر کمائے گی تو اُس کا صلہ اور اجر وثواب اسی کو ملے گا۔اسی طرح اگر مَرد کوئی نیکی کماتا ہے تو اُس کا

اجروثواب اسی کے لیے ہے ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداول :صفحہ401،طبع دہم :اپریل2019ء)

معاشی کفالت کی ذمہ داری

* اسلام معاشی کفالت کا تمام بوجھ مرد کے کاندھوپر ڈالتا ہے اور اپنی جسمانی ساخت ،توانائیوں او ر صلاحیتوں کے لحاظ سے وہی اس بوجھ کو اٹھانے کے لائق اورقابل بھی ہے ۔ (اسلام میں عورت کا مقام :صفحہ23 ،طبع اوّل :اپریل 1984ء)

نیک بیوی

* اس دنیا کی زندگی کو گزارنے اور برتنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں دی ہیں ،ان میں سب سے بڑی نعمت نیک بیوی ہے۔(اسلام میں عورت کا مقام :صفحہ38 ،طبع اوّل :اپریل 1984ء)

عورت کی عزّت وناموس

* جب تک شادی نہیں ہوئی تھی ،عورت کی عصمت اُس کی ذاتی اور خاندان والوں کی آبرو او ر عصمت تھی ،جب وہ رشتہ ازدواج میں منسلک ہوکر ایک شخص کی بیوی بن گئی ہے تو اس میں اضافی طور پر اُس کے شوہر کی عزّت وناموس بھی شامل ہوگئی ۔(اسلام میں عورت کا مقام :صفحہ49 ،طبع اوّل :اپریل 1984ء)

بلاسبب طلاق

* مرد کسی حقیقی سبب سے طلاق دیتا ہے تو اُس کو مکمل اختیار ہے ،لیکن اگر بلا سبب اُس نے طلاق دے کر کسی خاتون کی زندگی تباہ کی ہے ،جس کا اختیار بہرحال اُسے حاصل ہے ،تو ایسا شخص جان رکھے کہ وہ اللہ کے ہاں بہت بڑا مجرم بن کر پیش ہوگا ۔(اسلام میں عورت کا مقام :صفحہ50 ،طبع اوّل :اپریل 1984ء)* بغیر کسی حقیقی سبب کے عورت کو طلاق دے دینا انتہائی ظلم ہے ۔(عیسائیت اور اسلام :صفحہ 59،طبع اوّل:اکتوبر 1995ء)

عورت اشتہارات کی زینت

* عورت کو اشتہارات کی زینت کے لیے جو ایک ارزاں جنس بنالیا گیا ہے ،اس پر قدغن لگائی جائے ۔یہ نہ صرف عورت کی عظمت کی تذلیل وتوہین ہے بلکہ سراسر اسلام کے خلاف ہے۔ (اسلام میں عورت کا مقام :صفحہ88 ،طبع اوّل :اپریل 1984ء)

عورت کا لباس

* عورت کا لباس اتنا تنگ نہیں ہونا چاہیے کہ جسم کے سارے نشیب وفراز نظر آرہے ہوں۔ حضور اکرم ﷺ نے لعنت فرمائی ہے ان عورتوں پر جو لباس پہن کر بھی ننگی رہتی ہیں ۔(اسلام میں عورت کا مقام :صفحہ137 ،طبع اوّل :اپریل 1984ء)

چراغِ خانہ سے شمع محفل

* اب بے پردگی ،نیم عریانی ،خواتین کی رنگین ومزین تصاویر کو تہذیب وتمدن کی

ناگزیر ضرورت قراردیا گیا ہے اور اس طرح عورت کو چراغ خانہ سے شمع محفل اوراس سے بڑھ کر اشتہاری جنس بناکر رکھ دیا گیا ہے ۔ہمارے اخبارات و رسائل (الا ماشاء اللہ) اوردوسرے ذرائع ابلاغ اس میں مسابقت کی دوڑ میں لگے ہوئے ہیں ' اس کو وقت اورزمانے کا تقاضا سمجھ لیا گیا ہے ۔دین تورہا ایک طرف ' ہماری جو معاشرتی ،تہذیبی اور مجلسی اقدار تھیں ' ان سب کوبھی پامال کیا جارہاہے۔ (جہادبالقرآن اور اُس کے پانچ محاذ :صفحہ83 ،طبع اوّل :جولائی 1984ء)

کامل شخصیت

* عورت بھی مرد کی طرح ایک کامل شخصیت کی حامل ہے اور اسے اپنے دین وایمان اور فلاح ونجات کی فکر خود کرنی چاہیے۔ (مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب :صفحہ51)

پردہ کا لزوم

* اسلام نے عورت کے لیے پردے کو لازم کیا ہے تاکہ شوہر کی پوری توجہ بیوی پر اوربیوی کی شوہر پر مرتکز رہے۔ (خلافت کی حقیقت :صفحہ148،طبع اوّل :اکتوبر1996ء)

سوچنے کی بات

* سوچیے کیا پی آئی اے میں کھانے اورناشتے کی ٹرے مرد نہیں پیش کرسکتا ؟(خلافت کی حقیقت :صفحہ150،طبع اوّل :اکتوبر1996ء)

بے اعتمادی کا ماحول

* شوہر کابیوی سے اعتماد اٹھ جائے اوربیوی کا شوہرپرسے تو آپ اندازہ لگائیں کہ اس ماحول میں جواولادپروان چڑھے گی ،اس کے اندر منفی رجحانات کے سوا کیا ہوگا۔ اس بے اعتمادی میں بچوں کے اندر مثبت اوصاف کہاں سے پیداہوں گے ؟(خلافت کی حقیقت :صفحہ149،طبع اوّل :اکتوبر1996ء)

* اگرکسی معاشرے میں بدچلنی کا رواج ہوجائے ،شوہر کوبیوی پر اعتمادنہ رہے اوربیوی کا شوہرپرسے اعتماد اُٹھ جائے اور بے اعتمادی باہمی اعتماد کی جگہ لے لے تو اس

معاشرے میں اعلیٰ اوصاف کبھی ترقی نہیں کریں گے۔(بندۂ مؤمن کی شخصیت کے خدوخال :صفحہ 20،طبع اوّل: ستمبر1999ء)

عورت کی آزادی

* عورت بھی یقیناً انسان ہے ' اس کے حقوق بھی ہیں ،اس کے احساسات بھی ہیں ۔اس کا اپنا ایک مقام ہے

‘معاشرے کے اندر اس کی ایک حیثیت ہے ۔وہ ماں ‘بہن ‘بیٹی اور بیوی ہے ‘ اس کی عزّت بھی ہونی چاہیے ‘لیکن اسے اس طرح کی آزادی نہیں دی جاسکتی کہ خاندانی نظام درہم برہم ہوکررہ جائے ۔(اُمُّ المُسَبِّحات‘یعنی سورۃ الحدید :صفحہ282‘طبع اوّل :جون2005ء)

* اسلام نے عورت کے لیے یقیناً ستروحجاب کے احکام دیے ہیں ‘مگر ان احکام کی پابندی کے باوجود عورت کو بہت زیادہ آزادی حاصل ہے ‘عورت کاروبار کرسکتی ہے اور اپنی جائیدا درکھ سکتی ہے ۔بس ! شرط یہ ہے کہ معاشرت مخلوط نہ ہو۔(خلافت کی حقیقت :صفحہ149‘طبع اوّل :اکتوبر1996ء)

عورت کا اصل دائرۂ کار

* عورت کا اصل دائرۂ کار اس کا گھر ہے۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداول :صفحہ425)

مردکا ستر

* اسلام کی رو سے مرد کا ستر ناف سے لے کر گھٹنے کے نچلے حصہ تک ہے‘ اس پر کسی کی نگاہ نہیں پڑنی چاہیے‘یہ ہرحال میں ڈھکا رہنا چاہیے۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداول :صفحہ426‘طبع دہم :اپریل2019ء)

معاشرت اورمعاشرتی نظام

* انسان کی معاشرت اور اُس کا معاشرتی نظام درحقیقت عورت اور مرد کے تعلقات کے صحیح بنیادوں پر استوار ہونے سے ہی برقرار رہ سکتا ہے۔(رسول اکرم ﷺ اور ہم :صفحہ73‘طبع دوم :جولائی2014ء)

مشاورت

باہمی مشورہ

* امیر کا انداز تحکمانہ نہیں ہونا چاہیے‘ بلکہ اسے باہمی مشورے سے معاملا ت طے کرنے چاہئیں۔ (اطاعت کا قرآنی تصوّر:صفحہ42‘طبع اوّل :اکتوبر1995ء)

مشورہ میں شرکت

* مشورہ امیر کی ضرورت ہے ‘لہٰذا وہ اپنے ساتھیوں کو مشورہ میں شرک کرے گا ‘لیکن حتمی فیصلے کا اختیار امیر کو ہوگا ۔پس ! ایک اسلامی جماعت اور تحریک کا نظم یہی ہوسکتا ہے‘ اورکوئی نہیں ہوسکتا ۔(حزب اللہ کے اوصاف :صفحہ130‘طبع اوّل :جون2006ء)

مشورہ دینا فرض ہے

* اظہار رائے یا مشورہ دینا حق نہیں ہے بلکہ فرض ہے ۔تم اپنی رائے دو‘مشورہ دو‘ اس کے بعد تم فارغ ہو ‘تمہاری ذمہ داری اداہوگئی ۔(حزب اللہ کے اوصاف :صفحہ192‘طبع اوّل :جون2006ء)

شورائیت کا نظام

* اسلامی ریاست کے معاملات کو چلانے کے لیے شورائیت کا نظام ازروئے قرآن مجید لازم ہے۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداول :صفحہ452‘طبع دہم :اپریل2019ء)

مغربی تہذیب

شرم وحیا

* مشرقی ممالک میں ابھی شرم وحیا کا کچھ عنصر جو باقی ہے اور خاندانی نظام کسی حدتک برقرار ہے تو مغرب کی طرف سے ایک زبردست تحریک چل رہی ہے کہ اس کو بھی ختم کردیاجائے‘یہ بھی ہم جیسے ہوجائیں ‘ان میں بھی لبرل ازم اورروشن خیالی آجائے۔(موجودہ عالمی حالات کے تناظر میں اسلام اور پاکستان کا مستقبل ‘صفحہ16)

مغربی معاشرے کا مشاہدہ

* آپ یورپ اورامریکہ جاکر وہاں کے معاشروں کا مشاہدہ کیجیے ‘وہاں موجودہ دور میں بڑھاپا سب سے بڑی لعنت سمجھی جاتی ہے ۔اگرچہ وہاں حکومت کی سطح پر بوڑھوں کے لیے ادارے قائم ہیں ‘ ان کی دیکھ بھال ہورہی ہے ‘لیکن وہ جو محبّت کی پیاس ہوتی ہے ‘اس پیاس کی تسکین کا ان اداروں میں کوئی سامان نہیں ہے ‘ وہ اپنی اولاد کودیکھنے تک کے لیے تڑپتے رہتے ہیں ۔ (اسلام کا معاشرتی اور سماجی نظام :صفحہ 13)

ماڈرن ازم

* یہ جو تجدد پسندی اور دین کے اندر ماڈرن ازم پیدا کرنے کی جدّوجُہد ہورہی ہے ‘ اس کے خلاف عملی مزاحمت اسی طرح ممکن ہے کہ ہم خود کو اتنے ہی زیادہ سُنّت رسول ﷺ کے ساتھ پیوستہ کرلیں ‘جس شدّت سے دشمن اس فتنے کو پھیلا رہا ہے۔(ایک یادگار انٹرویو:صفحہ39‘طبع اوّل :اگست2014ء)

میرا جسم ‘میری مرضی !

* نفس یہ کہتا ہے کہ یہ وجود میرا ہے ‘ اس پر میرا حکم چلے گا‘مجھے اس سے غرض نہیں کون خدا ہے ‘کیا اس کا حکم ہے ؟ (جہادفی سبیل اللہ :صفحہ27 ‘طبع اوّل :اپریل 2000ء)

مخلوط محافل

* جہاں بے پردگی اور مَردوں کے ساتھ اختلاط کا معاملہ ہو تو ہمارا دین اس میں حصہ لینے کی قطعاً اجازت نہیں دیتا ۔ (اسلام میں عورت کا مقام :صفحہ88 ‘طبع اوّل :اپریل 1984ء)

تہذیب ِمغرب

* جو تہذیب ہم اپنے ملک میں نافذ کرنے کے لیے امریکی چمچے بنے ہوئے ہیں ‘وہ تہذیب یورپ اور امریکہ میں اپنی موت آپ مررہی ہے۔(بصائر: صفحہ106 ‘طبع اوّل :مارچ2006ء)

آزادیٔ نسواں

* ہم اپنے معاشرے میں پھیلے ہوئے منکرات کا جائزہ لیں تو ان میں ایک بہت بڑا منکر آزادیٔ نسواں کا فتنہ ہے ۔ (اُمّت ِمسلمہ کے لیے سہ نکاتی لائحہ عمل: صفحہ111 ‘طبع اوّل :اکتوبر1990ء)

کلچر

* کلچر کے نام پر شیطان نے رقص وسرود اور ان جیسی نہ معلوم کتنی چیزیںایجاد کی ہیں‘ جن کا مقصد انسان کو ان مشاغل میں اس طرح مصروف رکھنا ہے کہ کبھی اللہ کی طرف اس کا دھیان ہی نہ ہو۔(قرآن حکیم کی سورتوں کے مضامین کا اجمالی تجزیہ(حصہ دوم): صفحہ59 ‘طبع اوّل :اپریل 2017ء)

ہم جنسیت

* آج مغرب میں مکمل انفرادی آزادی ہے کہ جو چاہے کرو ‘چاہے ننگے ہوکر بازاروں میں نکل آؤ۔دومرد باہم شادی کرنا چاہیں تو انہیں اس کی آزادی ہے ۔ہم جنسیت کے حق میں دلائل کے انبار لگائے جارہے ہیں اورلمبے چوڑے قوانین وضع کیے جارہے ہیں ۔ (اُمُّ المُسَبِّحات‘یعنی سورۃ الحدید :صفحہ283‘طبع اوّل :جون2005ء)

مادر پدر آزادی

* فرد کو ہر طرح کی آزادی حاصل ہے اور آپ کو اس کی آزادی میں دخل اندازی کا کوئی حق نہیں ۔وہ جس طرح سے چاہتا ہے اپنی جنسی خواہش پوری کرے ‘آپ اسے روک نہیں سکتے ۔جب ایک مرد اورایک عورت اپنی آزاد مرضی سے زنا کریں تو یہ جرم ہے ہی نہیں‘ البتہ اگر زنا بالجبر ہو تو وہ جرم ہے ۔ہر مرد وزن اپنے جسم کا مالک ہے‘ اسے اس پر پورا اختیار ہونا چاہیے‘زیادہ سے زیادہ شوہر یہ کہہ سکتا ہے کہ میرے حق پر دست درازی ہوگئی ہے ۔وہ جاکر سول کورٹ میں کیس کرے ۔اگر کسی کی بیوی اپنی مرضی سے کسی دوسرے شخص کے ساتھ تعلقات قائم کرلیتی ہے تو اس معاملے میں کوئی کریمنل کیس نہیں بنے گا ۔اب یہ آزادی کی انتہا ہے ‘جسے مادر پدر آزادی کہا جاتا ہے ۔مغربی معاشرہ اس انتہا کو نکل گیا ہے ۔اب فرد اور اجتماعیت میں کیا توازن ہو‘ یہ نہایت پیچیدہ مسئلہ ہے ۔(اُمُّ المُسَبِّحات‘یعنی سورۃ الحدید: صفحہ284‘طبع اوّل :جون2005ء)

رقص وموسیقی

* رقص اور موسیقی کا اسلامی معاشرے میں سدّباب کیا گیا ہے ‘کیونکہ یہ بھی جنسی جذبے میں ہی جان پیدا کرتی ہیں ۔

(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداول :صفحہ425‘طبع دہم :اپریل2019ء)

مطالباتِ دین

کتاب وسُنّت

* ہمارے دین کے دوبنیادی ماخذ ہیں ‘قرآن وحدیث ۔انہی کو اصطلاحاً کتاب وسُنّت بھی کہا جاتا ہے۔ (رسول اکرم ﷺ اور ہم :صفحہ375 ‘طبع دوم :جولائی2014ء)

شکر

* شکریہ ہے کہ انسان کو نعمت کا احساس ہو اور وہ اس کا اظہار کرے ۔(مقام عزیمت: صفحہ 15‘طبع اوّل:جنوری 1992ء)

جنّت کے خریدار

* کیا یہ ممکن ہے کہ آپ ابدی جنّت کے خریدار ہوں لیکن آپ کو کوئی مشقت نہ اُٹھانی پڑے ‘کوئی مشکل پیش نہ آئے ‘کوئی محنت اورایثار نہ کرنا پڑے ‘کوئی قربانی نہ دینی پڑے اور کوئی نقصان نہ جھیلنا پڑے؟(تنظیم اسلامی کی دعوت :صفحہ 16‘طبع اوّل اکتوبر 1995ء)

جماعت کی ضرورت

* اقامت ِدین کی جدّوجُہد کے لیے التزام جماعت فرض ہے ۔(تنظیم اسلامی کی دعوت :صفحہ 28‘طبع اوّل اکتوبر 1995ء)

نیک انسان کی تمنّا

* جو شخص خودنیک ہوگا اور سیدھے راستے پر زندگی بسر کررہا ہو گا‘ اس کی لازماً تمنّا ہوگی کہ اُس کے اہل وعیال بھی اسی راستے پر چلیں اور وہ بھی تقویٰ اوراحسان کی روش اختیار کریں ۔(بندئہ مؤمن کی شخصیت کے خدوخال :صفحہ 32‘طبع اوّل:ستمبر 1999ء)

ایفائے عہد

* معاملات ِزندگی میں ایفائے عہد کی بڑی اہمیت ہے ‘ہمارے سارے معاملات معاہدوں پر مبنی ہوتے ہیں۔(نیکی کی حقیقت :صفحہ 23‘طبع اوّل:دسمبر2002ء)

اطاعت

* نبی اکرم ﷺ پرایمان اور آپ ﷺ کی توقیر وتعظیم کا پہلا لازمی نتیجہ آپ ﷺ کی مکمل اطاعت ہے ۔(نبی

اکرم ﷺ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں: صفحہ12)

پیغام حق

* بنی نوع انسان آج بھی ہدایت ِ ربانی کی محتاج ہے ۔دنیا آج بھی طاغوتی شکنجے میں گرفتار ہے ۔ آج بھی ہر اُس شخص پر جو خود کو مسلمان سمجھتا ہے ‘یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ بنی نوع انسان تک حق کا پیغام پہنچائے ۔(نبی اکرم ﷺ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں: صفحہ31‘طبع :مارچ2020ء)

محبّت ِرسول ﷺ

* اگر ایک مسلمان کے دل میں حضور ﷺ کی محبّت اپنے تمام اعزّہ واقارب اور تمام انسانوں سے بڑھ کر جاگزیں نہیں ہوئی ہے تو وہ شخص حقیقتاً مؤمن نہیں ۔(نبی اکرم ﷺ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں: صفحہ 13‘طبع اوّل :مارچ 1974ء)

اچھا بدلہ

* صرف وہ محنت اور وہ کوشش لازماً نتیجہ خیز ہوگی جو اللہ کے لیے کی گئی ہو ‘اس کا بدلہ مل کر رہے گا ۔ (عقل ‘فطرت اور ایمان: صفحہ 32‘طبع اوّل :اپریل 1997ء)

توکّل علی اللہ

* عالم اسباب میں محنت وکوشش اپنی جگہ ضروری ہے اورامکانی حدتک اسباب ووسائل کی فراہمی اور ان کا استعمال بھی لازمی ہے ‘لیکن توکّل صرف اور صرف اللہ کی ذات پر ہوگا۔(ایمان اوراس کے ثمرات :صفحہ 33‘طبع اوّل :دسمبر 1997ء)

مجرم کون؟

* شریعت کے جس حکم پر عمل ہوسکتا ہو اورہم نہ کریں تو مجرم ہم خودہیں ۔(توبہ کی عظمت اور تاثیر: صفحہ 68‘طبع اوّل :نومبر 2011ء)

ہم کامیاب ہیں !

* حضرت نوح علیہ السلام ساڑھے نوسوبرس تک دعوت دیتے رہے اور نتیجہ صفر نکلا ۔اگر بالفرض ہمارا نتیجہ بھی صفر نکلے ‘لیکن ہم اس کام کو کرتے ہوئے جان دے دیں تو اللہ کی قسم ‘ ہم کامیاب ہیں ۔(توبہ کی عظمت اور تاثیر: صفحہ 71‘طبع اوّل :نومبر 2011ء)

راہِ عزیمت

* اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی جانب سے عائد کردہ حلال وحرام کی جملہ قیود کی پابندی کا عہد کریں اوراس

معاملے میں رخصتوں کے بجائے عزیمت کی راہ پر گامزن ہونے کے لیے آمادہ ہوں ۔ (عزم تنظیم:صفحہ50،طبع اوّل :جون1991ء)

بندگیٔ ربّ

* اللہ تعالیٰ کو اپنے مالک اور معبود کی حیثیت سے پہچانیے اور تسلیم کیجیے ۔اس کی ہدایت کو مانیے اور پھر پوری زندگی کو اُس کی عبادت میں دے دیجیے ۔(عزمِ تنظیم:صفحہ61،طبع اوّل :جون1991ء)

توجہات

* اللہ سے دوری کی اصل وجہ یہ ہے کہ ہم اُس کی طرف متوجہ نہیں ہیں ۔وہ تو ہر جگہ، ہر آن موجود ہے ،ہماری توجہات کسی اور طرف ہیں ۔(عظمت ِصیام وقیام رمضان المبارک :صفحہ36،طبع اوّل :مارچ1991ء)

فیصلہ کرنا ہو گا

* جسے بھی اللہ تعالیٰ آپ میں سے قبول فرمالے ،اسے پہلا فیصلہ یہ کرنا ہوگا کہ مجھے اپنی زندگی سے حرام کو نکال دینا ہے ،فرائض وواجبات کی پابندی کرنی ہے اورارکان

دین کی بجا آوری تمام شرائط کے ساتھ کرنی ہے۔(ختم نبوت کے دو مفہوم:صفحہ42،طبع اوّل :ستمبر2002ء)

دعوتِ دین اور خدمت ِخلق

* دعوتِ دین اور خدمت ِخلق کا ایسا چولی دامن کا ساتھ ہے کہ ایک کو دوسرے سے علیحدہ کرنا ممکن نہیں ،بلکہ بِلا خوف ِتردید کہا جاسکتا ہے کہ دین کا وہ داعی جو خادم خلق نہ ہو اپنی دعوت میں دولت ِاخلاص سے محروم ہے۔(تعارفِ تنظیم اسلامی :صفحہ33 ،طبع اوّل :فروری1991ء)

دین کی خدمت

* دین کی خدمت نہایت وسیع و عظیم کام ہے اور اس کے گوشے بے شمار ہیں ۔ہم ان تمام جماعتوں اوراداروں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں جو کسی بھی گوشے میں دین کی خدمت کاکام کررہے ہیں اور ان شاء اللہ ان کے ساتھ ہمارارویّہ تعاون وتائید ہی کا ہوگا ۔(تعارف ِتنظیم اسلامی :صفحہ36 ،طبع اوّل :فروری1991ء)

بندگی کا تقاضا

* بندگی کا تقاضا ہے کہ اللہ کے سامنے محتاجی ہی محتاجی ہو ۔اس لیے کہ عبد تو ہے ہی محتاج اور مقامِ عبدیت تو ہے ہی مقام احتیاج ۔(حقیقت واقسامِ شرک :صفحہ114 ،طبع اوّل :اکتوبر2008ء)

قربانی پر آمادہ کرنے والا مؤثر جذبہ

* عوام کو قربانی پر آمادہ کرنے والا سب سے مؤثر جذبہ مذہبی ہی ہوتا ہے ‘جس کے زیر اثر لوگ جانیں دے دینے کو سب سے بڑی کامیابی سمجھتے ہیں ۔(بصائر: صفحہ127 ‘طبع اوّل :مارچ2006ء)

غور کا مقام

* نوعِ انسانی تک قرآن کی یہ دعوت پہنچانا اُمّت ِمسلمہ کی ذمہ داری ہے ‘لیکن بجائے

اس کے کہ ہم اس دعوت کو لے کر اٹھتے اور اپنے قول و عمل سے اسے نوع انسانی کے سامنےپیش کرتے ‘ہم پستی کی اس حدتک پہنچ گئے ہیں کہ سب سے پہلے ہم خود محتاج ہیں کہ ہم کو یہ دعوت پہنچائی جائے۔(مطالبات ِدین: صفحہ35 ‘طبع اوّل :جولائی 1975ء)

نادان شخص

* وہ شخص بڑا ہی نادان ہے جو شہادت ِحق اور اس سے بھی بڑھ کر اقامت ِدین کے مراحل میں ایک زور دار چھلانگ لگاکر پہنچنا چاہے ‘جب کہ اسے نہ اقامت ِصلوٰۃ کی کوئی فکر ہو اور نہ ادائے زکوٰۃ کی ‘نہ تو اس کی نماز ہی درست ہو اور نہ ہی اسے زکوٰۃ کے احکام تک معلوم ہوں۔ (مطالبات ِدین: صفحہ66 ‘طبع اوّل :جولائی 1975ء)

فریب ِنفس

* نظام باطل کے خاتمے اور اسلام کے نظام عدل وقسط کے قیام کے لیے شاندار جلسے‘ جلوس اور منظم مظاہرے صرف اسی وقت مفید ثابت ہوسکتے ہیں جب کہ ان میں حصہ لینے والے {فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰہِ} پر عامل ہوں۔اس کے بغیر یہ جلسے ‘جلوس ‘فلک شگاف نعرے او رمظاہرے گھاٹے کے سودے ہیں اور ان کی حیثیت فریب ِنفس سے زیادہ نہیں ‘بلکہ اندیشہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں زبردست گرفت او رمحاسبے کا باعث بن جائیں ۔ (مطالبات ِدین: صفحہ67 ‘طبع اوّل :جولائی 1975ء)

مسخ شدہ تصوّر ِدین

* جو لوگ پس نماز ہی کو پورا دین سمجھ بیٹھیں ‘روزوں کی پابندی ‘حج کی ادائیگی اور کچھ اَوراد وو ظائف پر مطمئن ہو کر بیٹھ رہیں ‘جبکہ ان کی زندگی کے دوسرے معاملات اللہ کی اطاعت سے خالی ہوں‘نہ دین کی مغلوبیت ان میں کوئی غیرت و حمیت پیدا کرے اور نہ جہاد وقتال کی منازل ان کے سامنے ہوں ‘توجان لیجیے کہ وہ سخت

مغالطے میں ہیں ‘کیونکہ ان کا تصوّر ِدین محدود ہی نہیں ‘مسخ شدہ بھی ہے ۔(مطالبات ِدین: صفحہ67 ‘طبع اوّل :جولائی 1975ء)

طرفہ تماشا

* یہ عجب طرفہ تماشا ہے کہ دنیا میں کروڑوں کی تعدادمیں مسلمانوں کے نام سے جو قوم بس رہی ہے ‘وہ دعویٰ تو اس

بات کا کرتی ہے کہ اصل دستور اور قانون اللہ وحدہ لاشریک کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی سُنّت ہے ،لیکن یہ عجیب شترگربگی ہے کہ ان کا عمل اس دعویٰ کے بالکل برعکس ہے اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا عطاکردہ دستور وقانون ان کی عملی واجتماعی زندگی میں کہیں نظر نہیں آتا ۔(مطالبات دین: صفحہ88 ،طبع اوّل :جولائی 1975ء)

ضابطہ ٔخداوندی

* اگر ہم اپنی ذمہ داریوں کو پورا نہیں کریں گے اور اپنے مقصدِ وجود کو پورا کرنے کی جدّوجُہد نہیں کریں گے تو ضابطہ خداوندی کے مطابق خس وخاشاک کی طرح بہادیے جائیں گے۔ (مطالبات دین: صفحہ72 ،طبع اوّل :جولائی 1975ء)

جدید ذہن کا تصوّرِ دین

* جدید ذہن ''دین'' کو ''مذہب'' کا مترادف سمجھتا ہے اور اسے ایک نجی (پرائیویٹ) معاملہ قراردیتا ہے ۔بدقسمتی سے پوری دنیا میں اکثروبیشتر مذہب کا یہی تصوّر راسخ ہوگیا ہے۔یہ تصوّر درست نہیں ہے۔(مطالبات دین: صفحہ83 ،طبع اوّل :جولائی 1975ء)

دین نظامِ حیات ہے

* ہماری بول چال کے حوالے سے آپ اسے اپنے ذہنوں میں محفوظ رکھنا چاہیں تو اس کے لیے ہماری زبان کی جدید اصطلاح ''نظام حیات'' ہے جو ادائیگی ومفہوم کے اعتبار سے لفظ ''دین'' کے قریب ترین ہے۔(مطالبات دین :صفحہ83 ،طبع اوّل :جولائی 1975ء)

دینی اصطلاحات

* ہمارے دین کے نظام میں دستور کی جگہ تو ''دین'' کی اصطلاح ہے اور قانون کی جگہ ''شریعت'' کی اصطلاح ہے۔ (مطالبات دین: صفحہ83 ،طبع اوّل :جولائی 1975ء)

دستور وقانون

* کوئی دستور صحیح معنوں میں اسی وقت دستور کہلاتا ہےجب کہ وہ نافذ بھی ہو ۔قانون اسی کو کہاجائے گاجس کے مطابق عدالتوں میں فیصلے ہورہے ہوں۔(مطالبات دین: صفحہ88 ،طبع اوّل :جولائی 1975ء)

فقہی اختلافات

* فقہی جزئیات اور فروعات میں حنفی اور شافعی یادوسرے ائمہ فقہاء کی آراء میں کہیں فرق ہے تو یہ دین کا فرق نہیں ،بلکہ صرف شریعت اور قانون کی تعبیر میں آراء کا فرق ہے۔دین تو ہمیشہ سے ایک ہے او رہمیشہ ایک رہے گا ۔اس میں کوئی اختلاف نہیں ہوسکتا ۔ (مطالبات دین: صفحہ90 ،طبع اوّل :جولائی 1975ء)

مشرکانہ نظام کا دفاع

* مشرکین کو کسی درجہ میں یہ گوارا نہیں کہ یہ مشرکانہ نظام ختم ہوجائے اور پوری کی پوری زندگی ایک اللہ کی اطاعت کے نظام کے تحت آجائے ۔چنانچہ وہ مزاحمت اور مخالفت پر کمر بستہ ہیں اور ان کی دن رات یہ کوشش ہے کہ دین حق کا یہ چراغ گُل کردیا جائے۔(مطالبات دین : صفحہ95 ‘طبع اوّل :جولائی 1975ء)

باطل کی حقیقت

* یہ کائنات اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی ہے اور اس کا ذرّہ ذرّہ اُس کے حکم کا پابند ہے‘ لہٰذا باطل کی یہاں کوئی گنجائش نہیں ۔باطل درحقیقت حق و باطل کا ملغوبہ ہوتا ہے اوراس میں حق کا کوئی نہ کوئی جزو شامل ہوتا ہے‘جس کی تاثیر سے وہ کچھ نشو ونما پاتا

ہے۔ اس کی مثال آکاس بیل کی ہے جو کسی ہرے بھرے درخت کے طفیل نشو ونما پاتی ہے۔ (مطالبات دین :صفحہ109 ‘طبع اوّل :جولائی 1975ء)

اجتماعیت ناگزیر

* آپ کو کوئی بھی چھوٹا بڑا کام کرنا ہو ‘خواہ وہ بھلائی کا ہو یا برائی کا ‘ اس کے لیے اجتماعیت ناگزیر ہے۔(اُمّت مسلمہ کے لیے سہ نکاتی لائحہ عمل : صفحہ17‘طبع اوّل :اکتوبر1990ء)

نظریاتی حدود کی حفاظت

* اس ملک کی نظریاتی حدود بھی ہیں ۔وہ نظریاتی حدود ’’حدود اللہ ‘‘ ہیں ‘جن کی ہمیں حفاظت کرنی ہے۔ (اُمّت مسلمہ کے لیے سہ نکاتی لائحہ عمل : صفحہ82‘طبع اوّل :اکتوبر1990ء)

دینی ذمہ داریوں کی ادائیگی

* ہمیں اپنا کام کرتے رہنا چاہیے اور اپنی دینی ذمہ داریوں کی ادائیگی میں ہرگز کسی غفلت یا تساہل کا معاملہ نہیں کرنا چاہیے ۔(اُمّت مسلمہ کے لیے سہ نکاتی لائحہ عمل : صفحہ120‘طبع اوّل :اکتوبر1990ء)

نیک نیتی سے اختلاف

* خلوص واخلاص اورنیک نیتی سے دین کا کام کرنے والوں میں بھی اختلاف ہوسکتا ہے‘ رائے کا بھی اور طریقہ کار کا بھی ۔ (توحید عملی : صفحہ146)

اپنی اصلاح مقدّم

* دین کا کام کیجیے اور یکسو ہوکر کیجیے ۔اپنی اصلاح کو مقدّم رکھیے ۔جس جماعت پر دل ٹھک جائے ‘ اس میں پوری دل جمعی کے ساتھ شامل ہوجایئے ۔اللہ کے ہاں آپ اپنے خلوص واخلاص کے باعث ماجور ہوں گے ۔ (توحید عملی

:صفحہ179)

خود فریبی

* کبھی کبھی ہم اپنے آپ کو دھوکہ دیتے ہیں کہ فلاں فلاں ذمہ داریاں ہیں ‘ذرا

ان سے نمٹ لیں ‘پھر ہمہ وقت دین کے کام میں لگ جائیں گے۔اس سے بڑی خودفریبی او رکوئی نہیں ہے ۔ (توحید عملی :صفحہ180‘طبع اوّل :مارچ 1985ء)

اصل ضرورت

* پُر معصیت او رطاغوتی ماحول میں اصل ضرورت اس بات کی ہے کہ کبائر سے بچو‘ ان سے بالکلیہ اجتناب کرو ۔ ساتھ ہی صغائر سے بھی بچنے کی فکر ہو اور اس نظام کو بدلنے کی کوشش کرو ۔باطل سے پنجہ آزمائی کے لیے میدان عمل میں نکلو ‘منظم و متحد ہو کر اسے للکارو ۔خود بھی موحد بنو اور نظام کو موحد بنانے کے لیے تن من دھن لگادو۔ او راگر ضرورت متقاضی ہو تو اللہ کی راہ میں اپنی گردن کٹاکر سرخرو ہوجاؤ۔دین کا اصل مطالبہ اور اصل ضرورت یہ ہے۔

(توحید عملی :صفحہ194‘طبع اوّل :مارچ 1985ء)

دین کا مزاج

* ہمارے دین کا مزاج یہ ہے کہ وہ پورے نظام اجتماعی کو درست کرناچاہتاہے ۔لہٰذا دنیا میں جب بھی نظام عدل وقسط قائم ہوگا تووہ کامیابی سے چل ہی نہیں سکتا ‘جب تک کہ مجرموں ‘ظالموں ‘زیادتی کرنے والوں کو سزا نہ دی جائے ۔عدل وقسط کا تقاضا یہی ہے۔ (توحید عملی :صفحہ208‘طبع اوّل :مارچ 1985ء)

نظام عدل وقسط

* جہاں صرف دعوت وتبلیغ کی بات ہوگی ‘وہاں بتایاجائے گا کہ معاف کرو‘لوگ تمہیں گالیاں دیں تم انہیں دعائیں دو ‘لوگ تم پر پتھراؤکریں تم ان کی خدمت میں پھول پیش کرو ۔ایک مرحلہ یہ بھی ہوتاہے‘ اور ایک مرحلہ وہ بھی ہے کہ نظامِ عدل وقسط قائم کرنے کے لیے باضابطہ میدان میں آکر مقابلہ کرو ۔وہ نظام قائم ہوگا تو اس میں تعزیرات بھی ہیں‘حدود بھی ہیں ‘سزائیں بھی ہیں ‘بدلے بھی ہیں ۔(توحید عملی :صفحہ210‘طبع اوّل :مارچ 1985ء)

نظام باطل

* نظام باطل کو کسی درجے میں بھی گوارا نہ کیاجائے‘یہ ظالمانہ نظام ہے۔(خُطبات سیرت :صفحہ160‘طبع اوّل :مئی2017ء)

داعیٔ حق

* بندۂ مؤمن اور داعیٔ حق کو حالات کی نامساعدت وناموافقت سے ہرگز ہراساں نہیں ہونا چاہیے ‘اور اسے اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہوئے اپنا فرض ادا کیے چلے جانا چاہیے ۔رہے نتائج تو انہیں بالکلیہ اللہ کے حوالے کردینا چاہیے ‘وہ اپنی حکمت بالغہ اور قدرت ِکاملہ سے جب چاہے گا کامیابی کی صورتیں پیدا فرمادے گا۔(قرآن حکیم کی سُورتوں کے مضامین کا اجمالی تجزیہ :صفحہ100‘طبع اوّل :رمضان المبارک1398ھ)

صابر وشاکر

* اہل ایمان کو اس دنیا میں ہر قسم کے حالات سے سابقہ پیش آسکتا ہے ‘اصحاب ِکہف کی سی کسمپرسی او ربے یارومددگار ہونے کی حالت سے بھی اور حضرت ذوالقرنین کی سی حکومت وسلطنت وشوکت سے بھی ۔لیکن بندہ مؤمن کا کام یہ ہے کہ ہر حال میں صابر وشاکر رہے اور ہر حالت کو ابتلاء وآزمائش پر محمول کرے ۔(قرآن حکیم کی سُورتوں کے مضامین کا اجمالی تجزیہ :صفحہ135‘طبع اوّل :رمضان المبارک1398ھ)

دنیا کی حقیقت

* جس طرح اس دنیا کی دولت وثروت اور عزّت ووجاہت بے حقیقت ہے ‘اسی طرح یہاں کے مصائب وآلام بھی سراب ہی کی حیثیت رکھتے ہیں ‘بلکہ بسا اوقات وہی چیز انسان کے حق میں موجب خیر وبرکت ہوتی ہے جسے وہ اپنی لاعلمی اور نارسمجھی میں باعث ِخسران ونقصان وموجب ِذلّت ورسوائی سمجھ رہا ہوتا ہے ۔(قرآن حکیم کی سُورتوں کے مضامین کا اجمالی تجزیہ :صفحہ135‘طبع اوّل :رمضان المبارک1398ھ)

حقوق والدین

* انسان پر خدا کے بعد سب سے زیادہ اور سب سے زیادہ مقدم حقوق والدین ہی کے ہیں ۔ (مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب :صفحہ55‘طبع اوّل :مارچ1978ء)

دولت کی گردش

* دولت کی گردش ایک خاص طبقہ کے بجائے پورے معاشرے میں یکساں ہونی چاہیے۔(قرآن حکیم کی سورتوں کے مضامین کا اجمالی تجزیہ(حصہ دوم) :صفحہ158‘طبع اوّل :اپریل 2017ء)

اعلانِ جنگ

* آپ حیران ہوں گے کہ کسی اور گناہ پر اعلانِ جنگ نہیں کیا گیا ۔اگر اعلانِ جنگ آیا ہے تو وہ سُود پر آیا ہے ‘مگر ہم اس سُود کو بہت ہلکی چیز سمجھے بیٹھے ہیں ! (خلافت کی حقیقت :صفحہ123‘طبع اوّل :اکتوبر1996ء)

نظام کا الگ معاملہ

* جس طرح مقناطیس لوہ چون کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے ‘اسی طرح ہمارادین جودین فطرت ہے‘ وہ بھی سلیم الفطرت انسانوں کو اپنی جانب کھینچ لیتا ہے اور وہ اس کی دعوت کو قبول کرلیتے ہیں ۔لیکن نظام کا معاملہ الگ ہے ‘اس کے ساتھ اصحابِ اقتدارلوگوں کے مفادات وابستہ ہوتے ہیں ۔یہ لوگ اس نظام سے خصوصی مراعات حاصل کررہے ہوتے ہیں ۔ یہ بگڑے ہوئے لوگ محض دعوت سے ماننے والے نہیں ‘ان کومنوانے کے لیے کچھ او رکرناپڑے گا۔(خلافت کی حقیقت :صفحہ161‘طبع اوّل :اکتوبر1996ء)

دل کی آنکھ

* حقیقت کو دیکھنے والی آنکھ ظاہر کی آنکھ نہیں ‘یہ دراصل دل کی آنکھ ہے ۔اسی طرح حقیقت کی طرف متوجہ ہوجانے والے کان بھی دل کے کان ہیں ۔(سیرت ِ خیرالانام علیہ الصلوۃ والسلام :صفحہ27‘طبع اوّل :اکتوبر 2013ء)

مکمل صحیح اور مکمل غلط

* کوئی بھی آدمی مکمل صحیح نہیں ہوتا اور نہ کوئی مکمل غلط ہوتا ہے۔مکمل صحیح صرف اللہ کے رسول ﷺ ہیں اور مکمل غلط عزازیل نامی شیطانِ لعین ہے ۔(سیرت ِ خیرالانام علیہ الصلوۃ والسلام :صفحہ52‘طبع اوّل :اکتوبر2013ء)

اکابرین کے افکار

* یہ نہیں ہونا چاہیے کہ بڑوں کے غلط افکار کی وجہ سے اُن کی صحیح بات بھی قبول نہ کی جائے‘اور کسی کی عقیدت کی وجہ سے اُس کی غلط بات بھی ردّنہ کی جائے ۔(سیرت ِ خیرالانام علیہ الصلوۃ والسلام :صفحہ52‘طبع اوّل :اکتوبر2013ء)

شارع

* شارع (قانون ساز) صرف اللہ تعالیٰ ہے اور رسول ﷺ اللہ کے نمائندے ہیں۔(سیرت ِ خیرالانام علیہ الصلوۃ والسلام :صفحہ96‘طبع اوّل :اکتوبر2013ء)

مواخات ِباہمی

* انقلابی جماعت کا لازمہ یہ ہے کہ انقلابی کارکن ایک دوسرے سے رشتہ اخوت میں جڑے ہوئے ہوں ۔ (سیرت ِ خیرالانام علیہ الصلوۃ والسلام :صفحہ100‘طبع اوّل :اکتوبر2013ء)

کانٹوں بھرا بستر

* دعوت ِحق پھولوں کی سیج نہیہے ‘کانٹوں بھرا بستر ہے ۔جنّت لینی ہے تو یہ سب کچھ برداشت کرناہوگا۔(سیرت ِ خیرالانام علیہ الصلوۃ والسلام :صفحہ164‘طبع اوّل :اکتوبر2013ء)

حقوق کی بات

* آج ہمارا معاشرہ سارا تلپٹ ہوا ہے ‘اس کی وجہ یہ ہے کہ حقوق کی بات سب کرتے ہیں ‘فرض کی بات کوئی کرنے کو تیار نہیں ۔اگر انسان کی توجہ ذرافرائض کی طرف منعکس ہوجائے تو تمام معاملات درست ہوجائیں ۔(حزب اللہ کے اوصاف :صفحہ192‘طبع اوّل :جون2006ء)

امربالمعروف ونہی عن المنکر کی ذمہ داری

* اسلامی حکومت قائم ہے تو امربالمعروف ونہی عن المنکر اس کی ذمہ داری ہے ‘لیکن اگر اسلامی حکومت قائم نہیں ہے تو اب یہ ذمہ داری ایک ایک فرد پر منتقل ہوجاتی ہے اور یہ ہر فرد کے ایمان کا عین تقاضا ہے۔(حزب اللہ کے اوصاف :صفحہ223‘طبع اوّل :جون2006ء)

اللہ کی زمین پر اللہ کا قانون

* حق صرف یہ ہے کہ زمین اللہ کی ہے ‘ اس پر قانون اللہ کا چلے گا۔اس سے انحراف ہی تو ظلم ہے۔ (حزب اللہ کے اوصاف :صفحہ228‘طبع اوّل :جون2006ء)

اصل کامیابی

* اصل کامیابی تو یہ ہے کہ تم بس اللہ کی راہ میں اپنا تن من دھن لگادو۔(حزب اللہ کے اوصاف :صفحہ254‘طبع اوّل :جون2006ء)

صاحب ِامر

* اجتماعیت کا منطقی تقاضا یہ ہے کہ آپ نے اپنا معاملہ صاحب ِامر کے حوالہ کردیا ہے‘ اب یہ اُس پر منحصر ہے کہ وہ آپ کے عذر کو قابل قبول سمجھتا ہے یا نہیں ۔(حزب اللہ کے اوصاف :صفحہ295‘طبع اوّل :جون2006ء)

ذرا سوچئے !

* آپ سوچیے کہ اگر آپ اللہ کے کام میں لگے ہوئے ہوں تو کیا اللہ آپ کے کام میں نہیں لگے گا ؟ (حزب اللہ کے اوصاف :صفحہ297‘طبع اوّل :جون2006ء)

اللہ کو قرضِ حسنہ

* جو شخص اللہ کو قرض حسنہ دے ‘اللہ تعالیٰ اس کے لیے اسے بڑھاتا اور دوگنا کرتا رہے گا ۔واضح رہے کہ یہ صرف دوگنا کرنا نہیں ‘بلکہ دوگنا کرتے رہنا ہے ۔یعنی جو

مال تم نے دیا ہے وہ تو واپس ملے گا ہی ‘ساتھ اضافی طور پر بھی بہت کچھ ملے گا ۔(اُمُّ المُسَبِّحات‘یعنی سورۃ الحدید :صفحہ137‘طبع اوّل :جون2005ء)

٭ دنیا میں تمہارا قرضِ حسنہ کا تصوّر یہ ہے کہ صرف اصل زر واپس آئے گا‘مزید کچھ نہیں ملے گا ‘لیکن تم اللہ کو قرض حسنہ دوگے تو وہ اس کو بڑھاتا رہے گا اور انفاق کرنے والے کو اصل مال سے بڑھ کر دوگنا ‘چوگنا ‘سوگنا ‘بلکہ سات سو گُنا تک ملے گا ہی‘ بہترین اجروثواب اضافی طور پر اس کے علاوہ ہوگا ۔(اُمُّ المُسَبِّحات‘یعنی سورۃ الحدید :صفحہ104‘طبع اوّل :جون2005ء)

حضور ﷺ کا معمول

٭ قرضِ حسنہ کے ضمن میں حضور ﷺ کا یہ معمول تھا کہ آپ ﷺ کبھی کسی سے قرض لیتے تھے تو واپس کرتے ہوئے رضاکارارنہ طور پر اپنی طرف سے کچھ بڑھا دیتے تھے ۔ لیکن واپس کرتے ہوئے رضا کارانہ طور پر کچھ بڑھادینا یہ ہدیہ کے درجہ کی شے ہے ‘اگر قرض میں پہلے سے کوئی اضافہ معیّن ہو تو وہ سُود اور حرام مطلق ہے ۔(اُمُّ المُسَبِّحات‘یعنی سورۃ الحدید :صفحہ137‘طبع اوّل :جون2005ء)

اللہ کے مددگار

٭ اگرآپ اللہ کے وفادار بن کردنیا میں اُس کی حکومت قائم کرنے کے لیے اپنا تن‘ من‘ دھن لگا رہے ہیں تو آپ لازماً اللہ کے مددگارہیں۔(اُمُّ المُسَبِّحات‘یعنی سورۃ الحدید :صفحہ183‘طبع اوّل :جون2005ء)

کرب کا احساس

٭ ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ حالات اتنے بگڑجائیں کہ زبانوں پرتالے ڈال دیے جائیں ‘ زبان بندی ہوجائے ‘تو دل میں یہ احساس ضرور رہے ‘صدمہ ضرور رہے کہ یہ کیا ہورہا ہے ‘ایک شدید کرب کا احساس باقی رہے ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداول :صفحہ84‘طبع دہم :اپریل2019ء)

ایمان کے مدّعی

٭ اگر ہم اللہ پرایمان لانے کے مدّعی ہیں اورہم نے دلی یقین کے ساتھ اللہ کوماناہے تو ہم پر لازم اور واجب ہے کہ ہم کوئی ایسا کام اور کوئی ایسی حرکت نہ کریں ‘جس سے اللہ کا کوئی حکم ٹوٹتا ہو یا اس کی نافرمانی کا ارتکاب ہوتا ہو ۔
(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداول :صفحہ235‘طبع دہم :اپریل2019ء)

ہمارا طرۂ امتیاز

* بندے کو یہ حقیقت پہچان لینی چاہیے کہ میں بندہ ہوں ‘آقا نہیں ہوں ‘آقا تو صرف ایک ہے اور وہ اللہ ہے ‘باقی بڑے سے بڑا انسان بھی بندہ ہے اور عبدیت ہی درحقیت ہمارا طرۂ امتیاز ہے ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداول :صفحہ346‘طبع دہم :اپریل2019ء)

رزق کی ذمہ داری

* رزق کے ٹھیکے دار تم نہیں ہوبلکہ اس کی پوری ذمہ داری اللہ پر ہے۔وہی تمہیں رزق دیتا ہے اور وہی تمہاری آئندہ نسلوں کو بھی کھلائے گا۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداول: صفحہ422‘طبع دہم :اپریل2019ء)

ایفائے عہد

* اگر کسی معاشرے میں ایفائے عہد کا رواج ہوجائے اورلوگ واقعتاً اپنے وعدوں کی پابندی کریں اور اس میں جانبین کو یہ اعتماد ہو کہ جو بات ہورہی ہے وہ یونہی پوری ہوگی تواندازہ کیجیے کہ اس معاشرے میں کتنا سکون واطمینان ہوگا۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداول: صفحہ436‘طبع دہم :اپریل2019ء)

ناپ تول میں کمی

ز تم سمجھتے ہو کہ ناپ تول میں کمی کرکے تم نے کچھ بچایا ہے اور چند سکّوں کی صورت میں زیادہ نفع کمایا ہے ‘حالانکہ ایسا نہیں ‘بلکہ تم مجرم ضمیر لیے ہوئے گھر کو لوٹے ہو۔

حقیقت میں خیر یہ نہیں ‘بلکہ خیر تو یہ ہے کہ پورے مطمئن قلب کے ساتھ اپنے گھروں کو لوٹو ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداول :صفحہ438‘طبع دہم :اپریل2019ء)

اجتماعی جدّوجُہد

* اللہ کے دین کو برپا کرنا اور اسے قائم ونافذ کرنا کسی ایک فرد بشر کا کام نہیں ۔یہ ایک نہایت عظیم کام اوربہت اونچا نصب العین ہے اور اس کے لیے ایک بڑی بھرپور اجتماعی جدّوجُہد کی ضرورت ہے۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلددوم :صفحہ118‘طبع ہشتم :اپریل2019ء)

مشکل حالات

* ابھی حالات ذرا خراب ہیں ‘لیکن درحقیقت جتنے بھی حالات خراب ہیں اتنے ہی اعلیٰ مراتب حاصل کرنے کے مواقع زیادہ ہیں ۔حالات آسان ہوجائیں تو نیکی کا وہ اجر وثواب نہیں ہوتا جو مشکل حالات میں کی گئی نیکی کا اجر وثواب ہوتا ہے ۔مشکل حالات تو اہل ہمت کی ہمت میں مزید اضافہ کرتے ہیں ۔(رسول اکرم ﷺ اور ہم :صفحہ515‘طبع دوم :جولائی2014ء)

نعمت کا احساس

* شکریہ ہے کہ انسان کو نعمت کا احساس ہو اور وہ اس کا اظہار کرے ۔(مقام عزیمت: صفحہ 15‘طبع اوّل:جنوری 1992ء)

ایمان کی رمق

* اگر برائیوں پر دل کی کڑھن بھی موجود نہ رہے تو معلوم ہوا کہ ایمان کی رمق بھی اندر باقی نہیں رہی ہے۔(مقام عزیمت:صفحہ 22‘طبع اوّل:جنوری 1992ء)

مقصد و نصب العین

حقیقی نصب العین

* میں آپ کو نصیحت کرتاہوں کہ اپنا اصل محور اور حقیقی نصب العین آخرت میں رضائے الٰہی کا حصول بنائیں ۔ (ملفوظاتِ ڈاکٹر اسرار احمدؒ‘صفحہ240‘طبع اوّل ‘دسمبر2015ء‘طبع اوّل ‘دسمبر2015ء)

* تمام نصب العینوں میں بلند ترین نصب العین اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی ہے۔(شہادت علی الناس ‘صفحہ 11‘طبع اوّل‘اپریل 2001)

* نصب العین کے درجہ میں سوائے اللہ کی رضا اور اخروی فلاح کے دنیا کی کوئی چیز نہیں ہونی چاہیے ۔ (توحید عملی :صفحہ189‘طبع اوّل :مارچ 1985ء)

* اسلامی انقلاب کے لیے ہم اس لیے جدّوجُہد کرتے ہیں کہ یہ ہمارے دینی فرائض میں شامل ہے ۔ہمار انصب العین یہ ہے کہ ہم سے اللہ راضی ہوجائے اور ہمیں آخرت کی فلاح حاصل ہوجائے ۔ (سیرت خیرالانام علیہ الصلوۃ والسلام :صفحہ98‘طبع اوّل :اکتوبر2013ء)

* نصب العین صرف ایک ہے اور وہ ہے اُخروی نجات ‘جنّت کا حصول اور اللہ کی رضا اوران میں بھی بلند ترین شے اللہ کی رضا ہے ۔(حزب اللہ کے اوصاف :صفحہ82‘طبع اوّل :جون2006ء)

انسان کہلانے کا حق دار

* درحقیقت انسان کہلانے کا مستحق وہی انسان ہے جس کا کوئی نہ کوئی ہدف او رنصب العین ہو۔اگر انسان بغیر کسی مقصد اور نصب العین کے زندگی بسر کررہا ہے تو واقعہ یہ ہے کہ وہ انسان نما حیوان ہے اور حیوانی سطح پر زندگی بسر کررہا ہے۔(شہادت علی الناس ‘صفحہ 10‘طبع اوّل‘اپریل 2001)

اعلیٰ اور عمدہ تر شخصیت

* قوم ووطن کے امتیاز کے بغیر انسان کی خدمت ‘انسان سے محبّت ‘یہ یقیناً بلند تر نصب العین ہے ‘ اس کی بنا پر ایک

اعلیٰ تر اور عمدہ تر شخصیت وجود میں آئے گی ۔(شہادت علی الناس ،صفحہ 11،طبع اوّل،اپریل 2001)

مقصدِ حیات

* اگر حضور ﷺ پر ایمان لانے والوں کا نصب العین اور مقصدِ حیات {اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۶۲﴾}(الانعام)نہ ہوتو ان کا ایمان باللہ اورایمان بالرسالت کا دعویٰ غیر معتبر ہے۔(نبی اکرم ﷺ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں: صفحہ 27،طبع :مارچ2020ء)

کائنات کا وجود بے مقصد نہیں !

* جب اس کائنات کی کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ چیز بھی بے مقصدپیدا نہیں کی گی تو کیسے ممکن ہے کہ یہ کل کائنات بحیثیت مجموعی او رخاص طور پر اس کانقطہ عروج یعنی انسان بے مقصدپیدا کیا گیا ہواوراس کے افعال واعمال کا کوئی نتیجہ نہ نکلے ؟(عقل ،فطرت اور ایمان: صفحہ 19،طبع اوّل :اپریل 1997ء)

سچے دل کے ساتھ عزم

* سچے دل کے ساتھ عزم کریں اوریہ طے کریں کہ میری زندگی کا اولین مقصد اورترجیح اللہ کے دین کو قائم کرنا ہے ،جبکہ میرا کیریئر،میرا کاروبار ،میرے دوسرے دنیاوی مفادات ،میرے کنبے اورخاندان کے معاملات دوسرے نمبر پر ہیں ۔(توبہ کی عظمت اورتاثیر: صفحہ 70،طبع اوّل :نومبر 2011ء)

افسوس اور پچھتاوا

* اگرہم اللہ کے دین کے غلبہ وسربلندی کے لیے جدّوجُہد کو اپنی زندگی کا مقصد نہیں بناتے توپھر ہمارے لیے افسوس اور پچھتاوے کے سوا کچھ نہیں ہوگا۔(توبہ کی عظمت اور تاثیر :صفحہ 73،طبع اوّل :نومبر 2011ء)

مالک وخالق کی پہچان

* اگر اپنے مالک وخالق حقیقی کو پہچان لیا ہے تو اس کالازمی نتیجہ یہ نکلنا چاہیے کہ انسان اُسی سے دل لگائے ،اُسی سے لولگائے ،اُسی کو مطلوب ومقصود بنائے ،اُسی کی عبادت و اطاعت کرے ۔ (عیدالاضحی اورفلسفہ قربانی:صفحہ10،طبع اوّل :ستمبر1983ء)

مقصد اور نصب العین کے ساتھ وابستگی

* کسی بھی انقلابی کارکن کے لیے اپنی انقلابی جدّوجُہد میں ثابت قدم رہنے کا دارومدار اپنے مقصد اور نصب العین کے ساتھ پوری یکسوئی کے ساتھ وابستگی اور لگاؤ پر ہے۔ اپنے نصب العین سے اُس کی وابستگی جس قدر گہری ہوگی ،ذہن اور قلب کے اندر اس کی جڑیں جتنی گہری اتری ہوئی ہوں گی ،اسی قدر وہ اس راہ میں پیش آنے والی مشکلات کو

برداشت کرے گا ‘مصائب کو جھیلے گا ‘امتحانات میں کامیابی سے درّاتا ہوا گزرجائے گا اور آزمائشوں کی بھٹیوں میں سے سرخرو ہوکر نکلے گا ۔(اہل ایمان کوپیشگی تنبیہہ: صفحہ10 ‘طبع اوّل :جولائی 2003ء)

صبر

* کسی مقصد کی تکمیل کی خاطر یا کسی نصب العین اور منزلِ مقصود تک رسائی حاصل کرنے کی جدّوجُہد میں جو تکالیف آئیں اور اس راہ کی رکاوٹوں سے نبرد آزما ہونے میں جو مصائب آئیں ‘انہیں ثابت قدمی کے ساتھ جھیلنا اور برداشت کرنا صبر ہے۔ (اہل ایمان کوپیشگی تنبیہہ: صفحہ20 ‘طبع اوّل :جولائی 2003ء)

مکمل یکسوئی

* حضور ﷺ تاجر تھے ‘لیکن آپ ؐ نے دین کے لیے مکمل طور پر تجارت چھوڑدی۔ ایک بڑے مقصد یعنی ملک وملت کی راہبری کے لیے ایک چھوٹے مقصد کو اتباعِ رسول ﷺ میں ترک کرنا ہوتا ہے تاکہ یکسوئی کے ساتھ تمام ترتوجہ سے منصوبہ پایہ تکمیل کو پہنچ جائے ۔یعنی قومی سطح پر لیڈر بننا ہے تو اسے اپنا کام ترک کرنا ہوگا ۔(اسلام میں عورت کا مقام :صفحہ128 ‘طبع اوّل :اپریل 1984ء)

اُمّتِ محمدیہ ﷺ کا مقصدِ بعثت

* اُمّتِ محمد علیٰ صاحبھا الصلوۃ والسلام اپنے فرضِ منصبی کو پہچانے اور اُس سے عہدہ برآ ہونے کے لیے ایک عزمِ نو کے ساتھ کمر بستہ ہوجائے ‘تاکہ بعثتِ محمدی ﷺ کا مقصد بتمام وکمال پورا ہو اور پورے کرہ ارضی پر دین محمدی کا پرچم لہرا اُٹھے ۔(نبی اکرم ﷺ کا مقصدِ بعثت :صفحہ44 ‘طبع اوّل :اپریل 1978ء)

فساد فی الارض

* اس زمین پر اللہ کا حق ہے کہ اُسی کی حکومت قائم ہو ۔ لیکن اگر یہاں کسی اور نے اپنی حکمرانی کا تخت بچھایا ہوا ہے اور کسی فرعون یا نمرود کی مرضی یہاں رائج ہے تو قرآن حکیم کی اصطلاح میں فتنہ ہے جو فساد فی الارض کی بدترین شکل ہے۔اس فتنے کو ختم کرنا اور اس بغاوت کو فرو کرنا ایک بندہ مؤمن کا مقصدِ حیات بن جانا چاہیے۔ (بصائر: صفحہ112 ‘طبع اوّل :مارچ2006ء)

دعوت الی القرآن کا مقصد

* دعوت الی القرآن کا مقصد یہ بھی ہے کہ اپنی انفرادی زندگی میں بھی قرآن پر عمل کرو اور اجتماعی زندگی میں بھی اسے ایک نظام کی حیثیت سے قائم کرو ۔(تعارف قرآن: صفحہ165 ‘طبع اوّل :فروری2006ء)

اجتماعی نصب العین

* باعزّت وباوقار قوم وہی ہوگی ،جس کے سامنے کوئی اجتماعی نصب العین ہو۔(خُطبات سیرت :صفحہ7،طبع اوّل :مئی2017ء)

معیّن نصب العین کے بغیر زندگی

* جولوگ بغیر کسی معیّن نصب العین کے زندگی بسر کرتے ہیں ،وہ انسانیت کی نسبت حیوانیت سے زیادہ قریب ہوتے ہیں ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب :صفحہ72،طبع اوّل :مارچ1978ء)

نصب العین کا انسانی شخصیت پر اثر

* انسان جو نصب العین اختیار کرکے اُس کے حصول کے لیے جدّوجُہد کرتا ہے، اُس کی اپنی شخصیت بھی اسی رُخ پر تعمیر ہوتی ہے ۔گویا نصب العین پست ہوتو اُس کے لیے سعی وجہد کے نتیجے میں ایک پست سیرت وجود میں آتی ہے او رنصب العین اعلیٰ وارفع ہو تواُس تک رسائی کے لیے جو محنت ومشقت کی جائے گی ،اُس سے خود انسانی شخصیت کو بھی ترفّع حاصل ہوگا ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب :صفحہ72،طبع اوّل :مارچ1978ء)

فرض منصبی سے پہلو تہی

* اگرتم نبی ﷺ کے امتی ہونے کی حیثیت سے اپنے مشن سے روگردانی اور اپنے فرض منصبی سے پہلو تہی کروگے تواللہ تمہیں ہٹاکر اپنے دین کا جھنڈا کسی اور قوم کے ہاتھ میں تھمادے گا۔(قرآن حکیم کی سورتوں کے مضامین کا اجمالی تجزیہ(حصہ دوم) :صفحہ120،طبع اوّل :اپریل 2017ء)

طے کرلیں

* ہم ایک دفعہ یہ طے کرلیں کہ ہمیں چلنا شریعت ہی پر ہے ،یہ طے کرلینے کے بعد میں دعوے سے کہتاہوں کہ راستہ کوئی نہیں روک سکتا ۔(خلافت کی حقیقت :صفحہ150،طبع اوّل :اکتوبر1996ء)

مطلوب ومقصود شے

* جماعت خود کوئی مطلوب ومقصود شے نہیں ہوا کرتی ،جماعت توکسی ہدف اور کسی مقصد کے لیے وجود میں آتی ہے۔(حزب اللہ کے اوصاف :صفحہ217،طبع اوّل :جون2006ء)

اپنے موقف کی بنیاد

* اپنے موقف کی بنیاد توہّمات پر نہ رکھو ،بلکہ عقل سے استدلال کرو،سمع وبصر سے کام لو

اور نتیجہ اخذ کرو ۔ (اُمُّ المُسَبِّحات‘یعنی سورۃ الحدید: صفحہ45‘طبع اوّل :جون2005ء)

مطلوب و مقصود اللہ ہے !

* زندگی بجائے خود مطلوب و مقصود نہیں ہے ‘مطلوب و مقصود تو اللہ ہے۔ لَا مَقْصُوْدَ اِلَّا اللہ اور لَا مَطْلُوْبَ اِلَّا اللہ۔ (اُمُّ المُسَبِّحات‘یعنی سورۃ الحدید :صفحہ110‘طبع اوّل :جون2005ء)

حق اور باطل

* حق ہر وہ چیز ہے جو بامقصد ہو ‘جس کے پیچھے کوئی حکمت کار فرما ہو اور اس کے مقابلہ میں باطل و عبث ہر وہ فعل ہے جو بے مقصد ہو اورجس کی پشت پر کوئی حکمت نہ ہو ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداول :صفحہ217‘طبع دہم :اپریل2019ء)

اعلیٰ شخصیت کی تعمیر

* اگر مقصد اور نصب العین اعلیٰ ہے تو اس کے لیے جدّوجُہد کرکے انسان خود بھی ایک بلند اور اعلیٰ شخصیت کی تعمیر کرسکے گا۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلددوم :صفحہ36‘طبع ہشتم :اپریل2019ء)

نصب العین واضح ہو

* یہ نفسیاتی اعتبار سے بہت اہم مسئلہ ہے ۔خاص طور پر ہر اُس شخص کے لیے جو دین کی کسی خدمت کا بیڑا اٹھائے اور اس کے لیے کمر کس لے ‘اس پر یہ بات پوری طرح واضح ہونی چاہیے کہ اس کا نصب العین سوائے آخرت کی فلاح اور اللہ کی رضا کے کوئی اور نہ ہو۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلددوم :صفحہ479‘طبع ہشتم :اپریل2019ء)

رسول اکرم ﷺ کی سعی وجُہد کا ہدف

* ہم اگر حضور ﷺ کا اتباع کرنے کے خواہشمند ہیں تو ہمارے لیے سب سے اہم بات یہ طے کرنے کی ہوگی کہ حضور ﷺ کی زندگی کا رُخ کیا تھا ؟ آپ ؐ کے

سامنے کیا مقصد تھا ؟ کس ہدف کے حصول کے لیے آپ ؐ نے سعی وجہد فرمائی تھی ؟(رسول اکرم ﷺ اور ہم :صفحہ341‘طبع دوم :جولائی2014ء)

حضور ﷺ کی اتباع کا پہلا نتیجہ

* حضور ﷺ کی محبّت اور آپ ؐ کے اتباع کا پہلا نتیجہ یہ نکلنا چاہیے کہ ہماری زندگی کا مقصد وہی ہوجائے جو آپ ﷺ کی بعثت کا مقصد ہے ۔باقی تمام چیزیں اس کے تابع ہوجائیں ۔ (رسول اکرم ﷺ اور ہم :صفحہ353‘طبع دوم :جولائی2014ء)

اتباعِ رسول ﷺ کی پہلی منزل

* اتباعِ رسول ﷺ کی پہلی منزل یہ ہوگی کہ ہر مسلمان شعوری طور پر اپنی زندگی کا ہدف معیّن کرلے کہ میری زندگی کا مقصد ‘ میری زندگی کا ہدف ‘میری بھاگ دوڑ کی منزلِ مقصود وہی ہے جو جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی تھی اور وہ ہے اللہ کے دین کا غلبہ ۔ (رسول اکرم ﷺ اور ہم :صفحہ354‘طبع دوم :جولائی2014ء)

حاکمیت کی بجائے خلافت

* انسانی حاکمیت نہ تو فردِ واحد کی بادشاہت کی شکل میں قابل قبول ہے نہ کسی قوم کی دوسری قوم پر حاکمیت کی شکل میں‘ جیسے انگریز ہم پر حکمران ہوگیا تھا ۔اورنہ ہی عوام کی حاکمیت جائز ہے ۔حاکمیت(sovereignty) کا حق صرف اللہ تعالیٰ کا ہے اورانسان کے لیے خلافت ہے ۔(رسول اکرم ﷺ اور ہم :صفحہ439‘طبع دوم :جولائی2014ء)

منکرینِ حدیث

حضور ﷺ کا فرضِ منصبی

* قرآن مجید میں اگر کوئی شے تشریح طلب ہو تو اُس کو واضح کرنا حضور ﷺ کا فرضِ منصبی ہے۔ منکرین حدیث تو حضور ﷺ کا یہ حق بھی تسلیم نہیں کرتے‘جبکہ ہم کہتے ہیں کہ یہ آپ ؐ کا فرضِ منصبی ہے۔(قرآن حکیم اورہم :صفحہ267‘طبع چہارم :ستمبر2015ء)

’’اہل قرآن‘‘ کون؟

* ہماری بہت سی غلطیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جن لوگوں نے غاصبانہ طور پر اپنے لیے ’’اہل قرآن ‘‘کا عنوان اختیار کیا ‘ ہم نے بھی ان کو اسی نام سے پکارنا شروع کردیا ‘ حالانکہ یہ نام انہوں نے حدیث کے بارے میںاپنے گمراہ کن نظریات پر پردہ ڈالنے کے لیے اختیار کیا تھا۔ان کا اصل نام ہونا چاہیے تھا ’’منکرین سُنّت ‘‘یا ’’منکرین حدیث‘‘ ۔ ہماری یہ بڑی نادانی ہے کہ ہم نے ان کے اس قبضہ غاصبانہ کو تسلیم کرلیا اوران کو یہ نام الاٹ کردیا ‘جس کے وہ ہرگزاہل نہیں ہیں ! یہ خطاب تو آنحضور ﷺ نے اپنی اُمّت کو دیا تھا ‘منکرین حدیث کو نہیں !(نبی اکرم ﷺ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں :صفحہ43‘طبع :مارچ2020ء)

اس دور کا بڑا فتنہ

* انکارِ حدیث اس دورکا خاصا بڑا فتنہ ہے اور ہمارے جدید تعلیم یافتہ لوگ اس کا شکارہوجاتے ہیں ۔(اطاعت کا قرآنی تصوّر:صفحہ18‘طبع اوّل :اکتوبر1995ء)* فتنہ انکارِحدیث کا راستہ روکنے میں مولاناسید ابوالاعلیٰ مودودی ؒ کا بڑا رول رہا ہے‘ انہوں نے سُنّت کی آئینی حیثیت کو بہت عمدہ طریقے سےبیان کیا ۔(ایک یادگار انٹرویو:صفحہ35‘طبع اوّل :اگست2014ء)

منکرین حدیث کے ہتھکنڈے

* ہمارے آج کل کے جدید دانشوراور منکرین حدیث بڑے شدّومدّ کے ساتھ یہ کہتے ہیں کہ نبی پر جادو کا اثر نہیں ہوتا‘ حالانکہ بخاری شریف میں حضوراکرم ﷺ پر جادو کی روایت موجود ہے ۔ان کا موقف یہ ہے کہ یہ بات عصمت ِانبیاء کے منافی ہے کہ نبی پر جادو کا کچھ اثر واقع ہو ‘لہٰذا یہ حدیث صحیح نہیں ہوسکتی ۔ اس طرح کے بے بنیاد استدلال قائم کرکے وہ صحیح بخاری ہی نہیں پورے ذخیرۂ احادیث پر سے عوام الناس کا اعتماد ختم کرنے کے درپے ہیں ۔ یہ وہ ہتھکنڈے ہیں جو آج کل منکرین حدیث کی جانب سے استعمال ہورہے ہیں ۔(قرآن حکیم اورہم :صفحہ100‘طبع چہارم :ستمبر2015ء)

منکرات

معروف ومنکر

* قرآن نے نیکی کے جملہ اعمال ومظاہر کے لیے جو اصطلاح اختیار کی ہے وہ ہے ’’معروف ‘‘۔معروف کے معنی ہیں ’’جانی پہچانی چیز‘‘ ۔ اس کے برعکس بدی کے لیے قرآن کی اصطلاح ’’منکر ‘‘ ہے ۔ منکر اُس چیز کو کہتے ہیں جو پہچان میں نہ آئے ‘ جس سے انسان کی طبیعت کو نفرت ہو۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداول :صفحہ81‘طبع دہم :اپریل2019ء)

حکومت کا فرض

* ایک اسلامی حکومت کا فرض ہے کہ قوت وطاقت کے ساتھ منکرات کو روک دے ۔(اُمّت ِمسلمہ کے لیے سہ نکاتی لائحہ عمل :صفحہ33‘طبع اوّل :اکتوبر1990ء)

فریضہ نہی عن المنکر

* مذہبی جماعتوں کے کرنے کا اصل کام فریضہ نہی عن المنکر کی ادائیگی ہے ۔(اُمّت ِمسلمہ کے لیے سہ نکاتی لائحہ عمل :صفحہ99‘طبع اوّل :اکتوبر1990ء)

نہی عن المنکر باللّسان

* ہم غلط کو غلط کہیں گے ‘حرام کو حرام کہیں گے ‘خواہ کسی کو کتنا ہی ناگوار گزرے۔(اُمّت ِمسلمہ کے لیے سہ نکاتی لائحہ عمل :صفحہ103‘طبع اوّل :اکتوبر1990ء)

سُود کا غبار

* سُود کا غبار اور دُخان تو میرے اور آپ کے اندر جائے گا ہی ‘لیکن براہِ راست تو ملوث نہ ہوں ‘بینکوں میں رقم رکھ کر اس پر سُود لے کر نہ کھائیں یا سُود پر رقم لے کر کاروبار نہ چمکائیں ۔ (توبہ کی عظمت اور تاثیر :صفحہ 68‘طبع اوّل :نومبر 2011ء)

انسدادِ منکرات مہمات

* انقلابی تنظیم کے تربیت یافتہ جلوس نہ بسوں کو جلائیں گے ‘نہ نیون سائن اور ٹریفک سگنلز توڑیں گے ‘نہ ہی وہ نجی یا سرکاری املاک کو نقصان پہنچائیں گے ۔ ان جلوسوں اور مظاہروں کا مطالبہ یہ ہوگا کہ فلاں فلاں کام شریعت کی رو سے منکر ہیں ‘حرام ہیں‘ ہم ان کو کسی حال میں نہیں ہونے دیں گے ۔ حکومت گرفتار کرے تو مظاہرین کوئی مزاحمت نہیں کریں گے ۔ لاٹھی چارج کرے تو اسے جھیلیں گے ۔ آنسو گیس کے شیل برسائے تو برداشت کریں گے ۔ حتیٰ کہ گولیاں برسائے تو خوشی خوشی اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کریں گے ۔ لیکن نہ پیچھے ہٹیں گے اور نہ ہی اپنے موقف کو چھوڑیں گے ۔ (منہج انقلاب نبوی ﷺ :صفحہ 357‘طبع اوّل :جون 1987ء)

رائے کا اظہار

* یہ نہیں ہے کہ اندھے ‘بہرے اور گونگے بن کر چلو ‘بلکہ تم اپنی رائے کو برقرار رکھو۔ اپنی سوچ اور عقل پر پہرے نہ بٹھاؤ‘ اس کو بروئے کار لاؤ۔ اللہ نے جو استعدادات دی ہیں ‘ان کو بھرپور طریقے پر استعمال کرو اور تمہاری جو رائے ہو اُس کے بیان کرنے میں کبھی بھی کوئی ہچکچاہٹ ‘کوئی جھجک ‘کسی کا رعب یا کسی کی عقیدت مانع نہ آئے ۔ کسی ملامت کرنے والے کے خوف سے اپنی زبانوں پر تالے مت ڈالو ! (حزب اللہ کے اوصاف :صفحہ 191‘طبع اوّل :جون 2006ء)

برائیوں سے صرفِ نظر

* جس معاشرے میں برائیوں کو گوارا کیا جائے ‘ان سے صرفِ نظر اور اعراض کیا جائے ‘ان کو روکنے اور مٹانے سے غفلت اختیار کی جائے تو اُس معاشرے میں نیکیوں کے فروغ اور نشوونما کے لیے ماحول قطعی ناسازگار ہوجائے گا ۔ (مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداول :صفحہ 83‘طبع دہم :اپریل 2019ء)

حضرت مہدی و مسیح ؑ

کل روئے زمین پر دین کا غلبہ

* احادیث کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا تو وہ دجال اور یہود کا خاتمہ کردیں گے اور پھر کل روئے زمین پر اللہ کا دین غالب ہوجائے گا۔ (ایک یادگار انٹرویو: صفحہ 46‘طبع اوّل :اگست 2014ء)

مشرقِ وسطیٰ پر حملہ

* اللہ کے رسول ﷺ کے فرمان کے مطابق عیسائی دنیا 80 جھنڈوں تلے جمع ہوکر مسلمانوں پر حملہ آور ہوگی اورہر جھنڈے کے نیچے بارہ ہزار فوج ہوگی ۔گویا مجموعی طور پر نولاکھ ساٹھ ہزار فوج مشرقِ وسطیٰ پر حملہ کرے گی ۔اُس وقت حضرت مہدی اور مسیح علیہ السلام اس یلغار کا مقابلہ کریں گے ‘ان دونوں شخصیات کی مدد کے لیے حدیث کے الفاظ میں ’’خراسان کے علاقے سے مسلمان پہنچیں گے۔‘‘(بصائر: صفحہ100 ‘طبع اوّل :مارچ2006ء)

حضرت مہدی

* حضرت مہدی اگرچہ ہوں گے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد ہی میں سے ‘لیکن ان کی پیدائش قیامت کے قریب عام انسانوں کی طرح عبداللہ نامی شخص کے گھر میں ہوگی۔ (سابقہ اور موجودہ مسلمان اُمتوں کا ماضی ‘حال اور مستقبل :صفحہ114‘طبع اوّل :اکتوبر1993ء)

عظیم صلیبی جنگ کے لیے میدان کی تیاری

* ایک عظیم ’’صلیبی جنگ ‘‘ کے لیے میدان تیزی کے ساتھ ہموار ہورہا ہے ‘جو احادیث نبویہ ؐ کے مطابق بہت طویل ہوگی او رجس کے کئی مراحل ہوں گے ۔(سابقہ اور موجودہ مسلمان اُمتوں کا ماضی ‘حال اور مستقبل :صفحہ120‘طبع اوّل :اکتوبر 1993ء)

حق و باطل کے مابین عظیم جنگ

* عیسائیوں کی روایات میں بھی اس دنیا کے خاتمے سے قبل ایک عظیم جنگ کا ذکر موجود ہے جو حق اور باطل کے مابین ہوگی ۔(سابقہ اور موجودہ مسلمان اُمتوں کا ماضی ‘حال اور مستقبل: صفحہ121‘طبع اوّل :اکتوبر1993ء)

خروجِ دجال

* جب حضرت مہدی کی قیادت میں اور مشرق سے آنے والی کمک کی مدد سے مسلمانانِ عرب کامیابیاں حاصل کرنی شروع کریں گے تو یہودی بھی جنگ میں کود پڑیں گے اور یہی مرحلہ ’’المسیح الدجال‘‘ کے خروج کا ہوگا ۔(سابقہ اور موجودہ مسلمان اُمتوں کا ماضی ‘حال اور مستقبل: صفحہ122‘طبع اوّل :اکتوبر1993ء)

نزول مسیح علیہ السلام

* حضرت مسیح علیہ السلام نازل ہوں گے اور ان کے ہاتھوں نہ صرف یہ کہ دجال قتل ہوگا‘بلکہ پوری قوم بنی اسرائیل پر بھی اللہ کا وہ عذاب ِاستیصال نازل ہوجائے گا جس کے مستحق وہ اب سے دوہزار سال قبل حضرت مسیح علیہ السلام کا انکار کرکے ہوچکے تھے۔(سابقہ اور موجودہ مسلمان اُمتوں کا ماضی ‘حال اور مستقبل: صفحہ122‘طبع اوّل :اکتوبر1993ء)

تثلیث

* حضرت مسیح علیہ السلام کے کسی قول کے اندر تثلیث موجود نہیں ہے ۔آپ چاروں اناجیل پڑھ جائیے ‘اگرچہ یہ تحریف شدہ اناجیل ہیں‘ پھر بھی کہیں بھی آپ کو تثلیث کا جملہ نہیں ملے گا۔یہ سینٹ پال کی ایجاد ہے۔(ختم نبوت کے دو مفہوم:صفحہ35‘طبع اوّل :ستمبر2002ء)

ظہور وخروجِ دجال قریب ہے

* دنیا کے موجودہ حالات جو رُخ اختیار کرچکے ہیں ‘ان کے پیش نظر تو بالکل ایسے محسوس

ہوتا ہے کہ مسیح دجال کے ظہور وخروج کے لیے سٹیج بھی بالکل تیار ہوچکا ہے۔(سابقہ اور موجودہ مسلمان اُمتوں کا ماضی ‘حال اور مستقبل :صفحہ122‘طبع اوّل :اکتوبر1993ء)

مقام لُد

حضرت مسیح علیہ السلام مقام لُد پر دجال کو قتل کریں گے ۔یہ وہی لیڈا (Lydda)ہے جو اسرائیل کا سب سے بڑا ہوائی اڈہ ہے۔(خُطباتِ سیرت :صفحہ28‘طبع اوّل :مئی2017ء)

معاملہ بہت قریب پہنچ چکا

* احادیث میں علاماتِ قیامت ‘خروج دجال ‘عرب میں قیادتِ مہدی کا ظہور ‘مشرق سے فوجوں کی آمد ‘آسمان سے حضرت مسیح علیہ السلام کا نزول ‘ اس کے نتیجے میں یہود کا استیصال اور پھر عالمی سطح پر اسلام کے نظام خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے قیام کی پیشین گوئیاں موجود ہیں ۔میں نے اس سے پہلے بھی کہا ہے کہ یہ وہ حالات ہیں جو میرے اندازے میں تو زیادہ دُور نہیں ہیں۔قرائن وشواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ معاملہ قریب پہنچ چکا ہے ۔ (خلافت کی حقیقت :صفحہ58‘طبع اوّل :اکتوبر1996ء)

یہودیت کا خاتمہ

* دجالِ اکبر مسیح علیہ السلام کے ہاتھوں قتل ہوگا۔یہودی دنیا سے اسی طرح نیست ونابود کردیے جائیں گے ‘جیسے قومِ نوح ‘قومِ عاد ‘قومِ ثمود ‘قومِ لوط اور اصحابِ مدین وغیرہ وقت کے رسولوں کی تکذیب کے جرم میں اس دنیا سے بھی نسیاً منسیّا کردی گئیں اور آخرت کا عذاب تو ان کا مقدّر ہے ہی ۔(منہج انقلابِ نبوی ﷺ :صفحہ104‘طبع اوّل :جون1987ء)

محمد رسول اللہ ﷺ

معیارِ کامل

* ہمارے لیے نیکی کا معیارِ کامل ہیں جناب محمد رسول اللہ ﷺ ۔(نیکی کی حقیقت :صفحہ 15‘طبع اوّل:دسمبر2002ء)

مرکزی شخصیت

* مسلمان چاہے مشرقِ بعید کے رہنے والے ہوں یا مغربِ بعید کے ‘غرض دنیا کے کسی خطے میں بسنے والے مسلمان ہوں ‘ان سب کے درمیان ایک مناسبت ‘ہم رنگی اوریکسانیت نظر آتی ہے ۔یہ اس لیے ہے کہ ان کے لیے مرکزی شخصیت ہمیشہ ہمیش کے لیے جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ہے ۔(مسلمانوں کی سیاسی وملی زندگی کے رہنما اُصول: صفحہ 25‘طبع اوّل :اپریل 2001ء)

ایمان ویقین کا تعلق

* اُمّتِ مسلمہ میں اگرچہ سادات اورہاشمی بھی کثیر تعداد میں موجود ہیں ‘ لیکن عظیم اکثریت یقیناً اُن لوگوں کی ہے جن کا کوئی نسل اورخون کا تعلق نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نہیں ہے ۔بایں ہمہ ہر اُمتی کو حضور ﷺ کے ساتھ ایک نسبت وتعلق حاصل ہے اوریہی تعلق سب سے اہم اور سب سے مضبوط تعلق ہے یعنی ایمان کا تعلق ‘ اس یقین کا تعلق کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں جو پورے عالم کے لیے ہادی ورہنما بناکر مبعوث کیے گئے اور جو تمام بنی نوع آدم کے لیے بشیر ونذیر بنا کر بھیجے گئے ۔(نبی اکرم ﷺ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں :صفحہ 9‘طبع :مارچ 2020ء)

بھاری بوجھ اورذمہ داری

* وہ لوگ جن کے مفادات پر ضرب پڑرہی ہو وہ کتنا ہی راستہ روکیں اورمزاحمت

کریں‘ وہ لوگ جن کی جھوٹی مذہبی قیادتیں خطرے میں پڑگئی ہوں ‘ وہ چاہے کتنی مخالفتیں کریں ‘ کتنی ہی صعوبتیں پہنچائیں ‘ ظلم وتشدد کا کتنا ہی بھیانک مظاہرہ کریں اورجو روتعدی کے کتنے ہی پہاڑ توڑیں‘ ان تمام مخالفتوں ‘مظالم اوراستبداد کے علی الرغم ‘ ان تمام موانع کے باوجود اور ان تمام شدائد ومصائب کے باوصف نبی اکرم‘ سرورِعالم‘ محبوبِ خدا ‘ رحمت للعالمین ‘ خاتم الانبیاء والمرسلین محمد رسول اللہ ﷺ کے فرائض منصبی میں شامل تھا کہ تکبیر رب کا جھنڈا بلند کرنے کے لیے طاغوتی طاقتوں سے پنجہ آزمائی کریں ‘ باطل قوتوں سے نبرد آزما ہوں اور اس راستے میں ہر نوع کے شدائد ومصائب اور ہر طرح کے طنز واستہزاء اور طعن وتشنیع کے وار برداشت کریں۔یہ وہ بھاری بوجھ اور بھاری ذمہ داری تھی جو محمدرسول اللہ ﷺ کے کاندھوں پر ڈالی گئی تھی ۔(نبی اکرم ﷺ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں :صفحہ 26‘طبع :مارچ 2020ء)

مقصدِ بعثت

* نبی اکرم ﷺ کا مقصدِ بعثت صرف تبلیغ نہیں ہے بلکہ غلبہ دین حق ہے ۔ان دونوں باتوں میں زمین وآسمان کا فرق موجود ہے ۔اگر فقط تبلیغ کرنی ہوتی تو شاید حضور ﷺ کبھی ہاتھ میں تلوار نہ لیتے ۔لیکن غلبہ دین حق کے لیے ہاتھ میں تلوار لیے بغیر چارہ نہیں ۔(خلافت کی حقیقت :صفحہ 21‘طبع اوّل :اکتوبر 1996ء)

* توحید کی دعوت دینا ‘شرک کا ابطال کرنا اوراللہ کے دین کو عملاً غالب اورقائم کرنا محمد رسول اللہ ﷺ کا مقصد

بعثت تھا ۔(نبی اکرم ﷺ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں :صفحہ 31‘طبع :مارچ2020ء)

ہجرتِ مدینہ

٭ اس ہجرت کا تصوّر کیجیے جو نبی اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف فرمائی تھی ۔انہوں نے اپنے گھروں اور اپنے مال ومتاع کو چھوڑا ‘اپنے آباء واَجداد کا شہر چھوڑا ‘انہوں نے وہ سرزمین

چھوڑی جہاں ان کے باپ دادا کی ہڈیاں دفن تھیں ۔یہاں تک کہ انہوں نے دنیا کا سب سے قیمتی اورمقدس مقام ’’خانہ کعبہ ‘‘تک چھوڑدیا ۔تصوّر کیجیے کہ یہ ہجرت کس غرض کے لیے تھی؟ کیا یہ لوگ اپنا معیارِ زندگی بلند کرناچاہتے تھے ؟ کیا انہیں بہتر کاروباری مواقع کی تلاش تھی ؟ کیا وہ دولت وجائیداد کے اعتبار سے پھلنا اور پھولناچاہتے تھے ؟ ظاہر ہے کہ ان میں سے کوئی شے بھی ان کو مطلوب نہ تھی۔ان کی یہ ہجرت صرف اللہ تعالیٰ کے لیے تھی ‘اللہ کے دین کو غالب کرنے کے لیے تھی ۔اس کے علاوہ کوئی اور مقصد ان کے سامنے نہ تھا ۔(اسلامی نظم جماعت میں بیعت کی اہمیت :صفحہ 9‘طبع اوّل :ستمبر1996ء)

جامع ترین شخصیت

٭ جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی شخصیت میں جو جامعیت ہے وہ پوری انسانی تاریخ حتیٰ کہ انبیاء ورُسل علیہم السلام کی مقدّس جماعت میں بھی کہیں اور نظر نہیں آئے گی۔ آپ ﷺ مسجد نبوی کے پنج وقتہ امام بھی ہیں او رخطیب بھی ‘اصحابِ صُفّہ کے لیے مدرس ومعلّم بھی ہیں ‘تمام صحابہ کرام ؓ کے لیے آپ مزکی ومربی بھی ہیں‘ آپ ﷺ ہی سپہ سالار بھی ہیں۔ صلح کی گفتگو ہورہی ہے تو آپ ﷺ ہی کررہے ہیں ‘باہر سے جووفود آرہے ہیں توان سے آپ ﷺ ہی معاملہ کررہے ہیں ‘مقدمات وتنازعات ہیں تووہ آپ ﷺ کی عدالت میں پیش ہورہے ہیں۔ تصوّر تو کیجیے کہ کون سا میدان اورکون سا پہلو ہے ‘جہاں یہ محسوس ہو کہ ہمیں حضور ﷺ کی زندگی میں نمونہ نہیں مل سکتا ؟(بصائر: صفحہ112 ‘طبع اوّل :مارچ2006ء)

اُسوۂ حسنہ وکاملہ

٭ اُسوۂ حسنہ وکاملہ یعنی تمام نیکیاں ‘تمام بھلائیاں ‘تمام خیرات وحسنات اگرایک شخص واحدمیں معتدل ‘متوازن اور جامعیت کے ساتھ دیکھنی ہوں تو وہ نمونہ اور کسوٹی ہیں حضرت محمد ﷺ ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداول :صفحہ55‘طبع دہم :اپریل2019ء)

* نبی اکرم ﷺ کا اُسوۂ حسنہ ہر اعتبار ‘ہر پہلو اورہر حیثیت سے اکمل واتم ہے ۔(اُسوۂ رسول ﷺ :صفحہ 15‘طبع اوّل :دسمبر1983ء)

* نبی اکرم ﷺ زندگی کے ہر پہلو اور ہر گوشے کے اعتبار سے ایک اُسوۂ کامل ہیں۔(رسول اکرم ﷺ اور ہم :صفحہ255‘طبع دوم :جولائی2014ء)

مصائب وآلام

* رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ اقدس پر کیا کچھ ستم روا نہیں رکھا گیا۔آپ ﷺ کی راہ میں کانٹے بچھائے جاتے ہیں ‘جس سے آپ کے پاؤں مبارک زخمی ہوجاتے ہیں۔یہ کام رات کے اندھیرے میں کیاجاتاہے ‘کیونکہ آپ ﷺ علی الصبح تاروں کی چھاؤں میں نماز کے لیے باہر نکلاکرتے تھے۔آپ ﷺ کے مکان میں گندگی پھینکنے کو معمول بنالیا جاتا ہے اوریہ دونوں کام کرنے والے کون ہوتے ہیں؟ آپ ﷺ کے پڑوسی اور رشتے میں آپ ﷺ کے سگے چچا اورچچی یعنی ابولہب اور اس کی بیوی اُمّ جمیل ۔(اسوۂ رسول ﷺ :صفحہ 60‘طبع اوّل :دسمبر1983ء)

غارِحرامیں عبادت کی نوعیت

* غارِحرا میں حضور ﷺ کی جو عبادت تھی وہ غور وفکر اور سوچ بچار پر مشتمل تھی ۔(ختم نبوت کے دو مفہوم:صفحہ18‘طبع اوّل :ستمبر2002ء)

جوش گریہ

* نبی اکرم ﷺ کی صلوٰۃِ لیل کی یہ کیفیت روایات میں بیان ہوئی ہے کہ قرآن پڑھتے ہوئے جوشِ گریہ سے آپ ﷺ کے سینہ مبارک سے ایسی آواز نکلتی تھی جیسے کوئی ہانڈی چولہے پر پک رہی ہو۔(مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق:صفحہ21‘طبع اوّل :جنوری1969ء)

قضا کے اُصول

* آج بھی اس دنیا میں ’’قضا‘‘ کے سلسلے میں جس قدر اصول اختیار کیے گئے ہیں ‘وہ

سب کے سب محمد رسول اللہ ﷺ کے عطاکردہ ہیں ۔مثلاً کسی بھی مقدمے میں ایک فریق کی بات سن کرفیصلہ نہ کیا جائے‘جب تک کہ فریق ثانی کو بھی سن نہ لیاجائے ۔ (عظمتِ مصطفی ﷺ :صفحہ9‘طبع اوّل :جولائی 2001ء)

عالمی عدالتی نظام کے اصول

* یہ اصول بھی محمد رسول اللہ ﷺ ہی نے بنایا ہے کہ سومجرم چھوٹ جائیں تو کوئی حرج نہیں ‘لیکن کسی بے گناہ کو سزا نہ ملے ۔عالمی سطح پر پورا عدالتی نظام انہی اصولوں پر قائم ہے ۔ (عظمتِ مصطفی ﷺ :صفحہ9‘طبع اوّل :جولائی 2001ء)

یوم طائف

* حضور ﷺ کے لیے ذاتی طور پر جو سخت ترین مرحلہ آیا وہ یوم طائف تھا ‘جس کی گواہی حضور ﷺ کے اپنے قول میں موجود ہے۔(عظمت ِ مصطفی ﷺ :صفحہ 31‘طبع اوّل :جولائی 2001ء)

مقصد ِ بعثت ِ نبوی ﷺ

* بعثت ِ محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقصد بتمام وکمال صرف اس وقت پورا ہوگا جب کہ کل روئے ارضی پر اور پورے عالم انسانیت پر اللہ کا دین غالب ہوگا۔(عظمت ِ مصطفی ﷺ :صفحہ 53‘طبع اوّل :جولائی 2001ء)

محیر العقول کارنامہ

* نسل انسانی کی پوری تاریخ میں کوئی دوسری مثال موجود نہیں ہے کہ کسی ایک ہی شخص نے انقلابی فکر بھی پیش کیا ہو ‘پھر دعوت کا آغاز بھی خود ہی کیا ہو ‘پھر تنظیمی مراحل بھی آپ ہی طے کیے ہوں اور پھر اس انقلابی جدّوجُہد کو کشمکش اور تصادم کے جملہ مراحل اور ہجرت وجہاد وقتال کی تمام منازل سے گزار کر کامیابی سے ہمکنار بھی کردیا ہو ۔(نبی اکرم ﷺ کا مقصدِ بعثت :صفحہ 40‘طبع اوّل :اپریل 1978ء)

نورِ مجسم

* نبی کریم ﷺ کی شخصیت مبارکہ چونکہ بلند ترین ہے تو آپ ﷺ کی نورانیت

بھی اتنی کامل ہے کہ اُس نے خاکی وجود کی ظلمانیت کو بالکل معدوم کردیا ہے ۔اس معنی میں اگر کہا جائے کہ نبی اکرم ﷺ نورِ مجسم ہیں تو غلط نہیں ہے ۔(حقیقت واقسامِ شرک :صفحہ 45‘طبع اوّل :اکتوبر 2008ء)

بشر بھی اور نور بھی

* نبی اکرم ﷺ بیک وقت بشر بھی ہیں اور نور بھی ہیں ۔(حقیقت واقسام شرک :صفحہ 45‘طبع اوّل :اکتوبر 2008ء)

محمد ﷺ کا علم

* اللہ تعالیٰ نے جتنا علم چاہا محمد رسول اللہ ﷺ کو دے دیا ۔ہم کون ہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے علم کو ناپیں؟ (حقیقت واقسامِ شرک :صفحہ 73‘طبع اوّل :اکتوبر 2008ء)

اپنا کام خود کرو

* محمد رسول اللہ ﷺ نے یہ تلقین کی ہے کہ حتی الامکان کسی سے مدد نہ مانگو ‘بلکہ اپنے کام خود کرو۔نبی اکرم ﷺ کا اپنا مزاج گرامی تو یہ تھا کہ اگر آپ ؐاونٹنی پر سوار ہوتے اور کوڑا زمین پر گرجاتا تو کسی اور سے کہنے کے بجائے اونٹنی کو بٹھاتے اور اتر کر خود ہی کوڑا اٹھالیتے۔ (حقیقت واقسامِ شرک :صفحہ 115‘طبع اوّل :اکتوبر 2008ء)

منصب ِ رسالت کا نقطہ عروج

* منصب ِ رسالت جس مقدس ہستی پر اپنے نقطہ عروج اور نقطہ کمال کو پہنچا ‘وہ ہے ذاتِ محمد علیہ الصلوۃ والسلام

۔ (رسولِ کامل ﷺ :صفحہ19 ،طبع اوّل :دسمبر1983ء)

ولادت باسعادت

* جہاں تک نبی اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت کی تاریخ کا تعلق ہے ،محتاط اندازوں کے مطابق آپ ﷺ 9 ربیع الاول عام الفیل کوپیدا ہوئے جو انگریزی تقویم کے مطابق اغلباً 20 اپریل 571ء بنتی ہے۔(رسولِ کامل ﷺ :صفحہ26 ،طبع اوّل :دسمبر 1983ء)

زبیر بن عبدالمطلب کی کفالت

* کچھ عرصہ تک نبی اکرم ﷺ اپنے بڑے تایا زبیر بن عبدالمطلب کے زیر کفالت بھی رہے۔(رسول کامل ﷺ :صفحہ27 ،طبع اوّل :دسمبر1983ء)

صراطِ مستقیم

* صراطِ مستقیم درحقیقت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے نقوشِ پا کانام ہے ۔بس ایک بندۂ مؤمن کو چاہیے کہ وہ اپنی زندگی میں آپ ﷺ کے نقوشِ پا کو دیکھتے ہوئے اس یقین سے چلتا جائے کہ بس یہی صراطِ مستقیم ہے۔

(قلب ِقرآن سورہ یٰس کی مختصر تشریح :صفحہ26 ،طبع اوّل :مئی 2017ء)

خیر کے عظیم ترین داعی

* نبی آخر الزماں ﷺ خیر کے سب سے بڑے اور عظیم ترین داعی ہیں ۔(سیرت ِ خیرالانام علیہ الصلوۃ السلام :صفحہ31 ،طبع اوّل :اکتوبر2013ء)

فارقلیط

* ''فارقلیط '' کے معنی اُس ہستی کے ہیجس کی تعریف کی جائے ۔آپ ﷺ کے اسم گرامی ''محمد ﷺ '' کے یہی معانی ہیں ۔(سیرت ِ خیرالانام علیہ الصلوۃ السلام :صفحہ50 ،طبع اوّل :اکتوبر2013ء)

مسجد ِنبوی ﷺ کی تعمیر

*بیت اللہ کی دیواریں حضرت ابراہیم اورحضرت اسماعیل علیہما السلام نے اُٹھائی تھیں تو مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر میں محمد رسول اللہ ﷺ کی توانائیاں او رآپ ﷺ کی محنت کا پسینہ شامل تھا ۔ (منہج انقلاب ِنبوی ﷺ :صفحہ124 ،طبع اوّل :جون1987ء)

سُنّت ِرسول ﷺ سے عملی راہنمائی

* قرآن مجید کو سمجھنے اورزندگی کے پیچیدہ مسائل ومعاملات میں عملی رہنمائی کے حصول

کے لیے ہم سُنّت ِ رسول ﷺ کے محتاج ہیں ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداول : صفحہ 181‘طبع دہم : اپریل2019ء)

* معاذاللہ ! کوئی صاحب ِ ایمان قرآن کے متعلق ہرگز یہ تصوّر اور خیال نہیں رکھتا کہ قرآن سُنّت کا محتاج ہے ‘البتہ تمام مسلمانوں کا اجماعی و متفق علیہ موقف یہ ہے کہ ہم قرآن مجید کو سمجھنے اور اس کی رہنمائی پر عمل پیرا ہونے کے لیے سُنّت ِ رسول ﷺ کے محتاج ہیں ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداول : صفحہ299‘طبع دہم : اپریل2019ء)

سراپا رحمت و شفقت

* نبی اکرم ﷺ سراپا رحمت و شفقت ہیں ۔آپ ﷺ کی یہ شان خود اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے کہ آپ ﷺ رؤف و رحیم ہیں ‘آپ ﷺ رحمۃ للعالمین ہیں۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداول : صفحہ399‘طبع دہم : اپریل2019ء)

عظیم ترین داعی ٔ انقلاب

* نبی اکرم ﷺ صرف داعی اور مبلغ نہ تھے ‘آپ ؐ محض بشر اور نذیر نہ تھے ‘آپ ؐ صرف مزکی ‘مربی اور معلم نہ تھے ‘آپ ﷺ تاریخ انسانی کے عظیم ترین انقلاب کے داعی اور نقیب بھی تھے۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلددوم :صفحہ111‘طبع ہشتم :اپریل2019ء)

* اس میں ہرگز کوئی شک نہیں کہ ’’داعی انقلاب‘‘ کا اطلاق اگر نسل آدم کے کسی فرد پر بتمام وکمال ہوسکتا ہے تو وہ صرف محمد رسول اللہ ﷺ ہیں ۔(رسول اکرم ﷺ اور ہم : صفحہ179‘طبع دوم :جولائی2014ء)

حیاتِ طیبہ

* حضور ﷺ کی حیات ِ طیبہ اور آپ ؐ کا اُسوہ نہایت جامع اور نہایت متوازن ہے اور اس میں دین ودنیا کا مکمل اور خوبصورت امتزاج ہے۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلددوم :صفحہ649‘طبع ہشتم :اپریل2019ء)

معلّم

* تعلیم کے لیے معلّم کی ضرورت ناگزیر ہے ۔تو یہ جان لیجیے کہ محمد رسول اللہ ﷺ معلّم بن کر آئے۔ (قرآن حکیم اور ہم : صفحہ47‘طبع چہارم : ستمبر2015ء)

سب سے بڑی سند

* ہمارے لیے سب سے بڑی سند اللہ کا کلام اور محمد رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔(قرآن حکیم اور ہم : صفحہ59‘طبع چہارم : ستمبر2015ء)

مطلوب طرزِ عمل

* اب دنیا اسلامی سزاؤں کو وحشیانہ قراردے کر ہم پر اثرانداز ہونے کی کوشش کررہی ہے اورہمیں بنیاد پرست (Fundamentalist)کی گالی دے کر چاہتی ہے کہ ہمارے اندر معذرت خواہانہ رویّہپیدا کردے ،مگر ہمارا طرزِ عمل یہ ہونا چاہیے کہ ان باتوں سے قطعاً متاثر ہوئے بغیر دین کے عملی پہلو کے بارے میں پیچھے سے پیچھے جاتے ہوئے {مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ}تک پہنچ جائیں ! (قرآن حکیم اورہم :صفحہ204،طبع چہارم :ستمبر2015ء)

عظیم ترین صاحب ِیقین

* دُنیا کے سب سے عظیم صاحب ِیقین ،جن سے بڑا کوئی صاحب ِیقین ہو ہی نہیں سکتا، خاتم النبیین ،سیّد المرسلین حضرت محمد ﷺ ہیں ۔(قرآن حکیم اورہم :صفحہ479،طبع چہارم :ستمبر2015ء)

نظامِ مصطفیٰ ﷺ

* محمد رسول اللہ ﷺ جو نظام لے کر آئے وہ انفرادی اوراجتماعی زندگی کے تمام گوشوں پر محیط ہے ، وہ ایک طرف اخلاقی تعلیم کا حسین ترین مرقع ہے تو دوسری طرف اجتماعی زندگی سے متعلق نہایت اعلیٰ وارفع ،معتدل ومتوازن اور منصفانہ نظام کا حامل ہے ۔(رسول اکرم ﷺ اور ہم :صفحہ81،طبع دوم :جولائی2014ء)

حددرجہ عظیم معجزہ

* یہ ایک نہایت محیر العقول کارنامہ اور حددرجہ عظیم معجزہ ہے نبی اکرم ﷺ کا کہ آپ نے ایک فردِ واحد سے دعوت کا آغاز فرماکر کل 23برس میں ، اوروہ بھی شمسی نہیں قمری، انقلابِ اسلامی کی تکمیل فرمادی اور ایک وسیع وعریض خطے پر دین حق کو اپنے سماجی ، معاشی اور سیاسی ڈھانچے سمیت بالفعل قائم ونافذکردیا ۔(رسول اکرم ﷺ اور ہم :صفحہ186،طبع دوم :جولائی2014ء)

شارع اور اُس کے نمائندے

* شارع(قانون ساز) صرف اللہ تعالیٰ ہے اوررسول ﷺ اس کے نمائندے ہیں(رسول اکرم ﷺ اور ہم :صفحہ439،طبع دوم :جولائی2014ء)

پوری انسانیت کے لیے بعثت

* حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پہلے اور آخری رسول ہیں ،جن کی بعثت پوری نوع انسانی کے لیے ہوئی ہے۔(رسول اکرم ﷺ اور ہم :صفحہ503،طبع دوم :جولائی2014ء)

معراج النبی ﷺ

* جیسے نبوت ورسالت کے سلسلے کی تکمیل نبی اکرم ﷺ کی ذاتِ گرامی پر ہوئی ہے، اسی طرح ان مشاہدات کے

بارے میں بھی چوٹی کا مشاہدہ اور ذاتی تجربات کے ضمن میں بھی بلند ترین تجربہ وہ ہے جو رسول اللہ ﷺ کو ہوا ‘جسے ہم معراج کے نام سے جانتے ہیں ۔(معراج النبی ﷺ :صفحہ 12‘طبع اوّل :مارچ 1984ء)

نبوت و رسالت

رسولوں کی بعثت

* رسولوں کی بعثت رحمت ہے۔ جو انکار کرنے والے ہیں ‘ان کے لیے دنیا اور آخرت میں یہی چیز موجب ِ عذاب او رموجب ِ سزا بھی ہے۔(بندۂ مؤمن کی شخصیت کے خدوخال : صفحہ 38‘طبع اوّل: ستمبر 1999ء)

نبی اکرم ﷺ کا مقصد ِ بعثت

* نبی اکرم ﷺ کا مقصد ِ بعثت صرف تبلیغ نہیں ہے بلکہ غلبہ دین حق ہے۔(ملفوظاتِ ڈاکٹر اسرار احمدؒ‘صفحہ 81‘طبع اوّل ‘دسمبر 2015ء)

نبوت ورسالت: ایک فریضہ منصبی

* نبوت ورسالت ایک فریضہ منصبی ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انبیاء ورُسل علیہم السلام کو تفویض کیا جاتا ہے ۔یعنی بھٹکے ہوؤں کو سیدھی راہ دکھانا ‘نیند کے ماتوں کو جگانا‘ انسان کو شرک کے اندھیاروں میں سے نکال کر توحید کے روشن صراطِ مستقیم پر لاکھڑا کرنا‘ اسے اعمالِ صالحہ اورمکارمِ اخلاق کا خوگر بنانا‘انسان پر سے انسان کی خدائی کو ختم کرنا ‘معاشرے میں سے ہر قسم کے جوروا ستبداد اور استحصال کا خاتمہ کرنا‘ اور انسان کو یہ یقین دلانا کہ ایک دن وہ بھی آنے والا ہے کہ جس روز انسان کو اپنے مالک وآقا اورخالق کے سامنے محاسبہ کے لیے کھڑا ہونا ہوگا ۔(نبی اکرم ﷺ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں: صفحہ 19‘طبع اوّل :مارچ 1974ء)

نبوت ورسالت کی اصل غرض وغایت

* انبیاء ورسل علیہم السلام کی پوری شخصیت نوع انسانی کے لیے ایک اُسوہ اورنمونہ ہوتی ہے کہ اپنے تمام بشری تقاضوں کے باوصف وہ وحی الٰہی کی اس تعلیم پر عمل کرکے دکھائیں

اور اس کا ایک عملی نمونہ پیش کردیں‘تاکہ لوگوں کے پاس اپنی بے عملی اور غلط روی کے لیے کوئی دلیل اور کوئی عذ رباقی نہ رہے ۔یہ ہے نبوت ورسالت کی اصل غرض وغایت ! (مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلددوم :صفحہ42‘طبع ہشتم :اپریل 2019ء)

رحمۃٌ للعالمین ﷺ

* نبوت ورسالت ہمیشہ سے رحمت ہے مگرحضرت محمدرسول اللہ ﷺ پر آکر یہ رحمت ’’رحمت للعالمین ‘‘بن گئی

۔ (ختم نبوت کے دو مفہوم: صفحہ36 ،طبع اوّل: ستمبر2002ء)

* نبوت اصلاً رحمت ہے لیکن محمد رسول اللہ ﷺ رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجے گئے۔آپ ؐ کی رحمت تمام جہانوں پر محیط ہے ۔(رسول اکرم ﷺ اور ہم : صفحہ68 ،طبع دوم :جولائی2014ء)

علم غیب کی تقسیم

* انسانوں کے علم کے آگے ایک پردہ حائل کر دیا گیا ہے اور علم کو شہادہ اور غیب میں تقسیم کر دیا گیا ہے ۔اب اللہ تعالیٰ جس کو نبوت عطا کرتا ہے تو اسے غیب والے علم میں سے کچھ حصہ دیتا ہے ،تبھی تو وہ نبی بنتا ہے ،اگر اُس کا علم بھی ہمارے علم کی طرح ہو تو وہ نبی کیسے ہو گیا ؟ (حقیقت واقسام شرک : صفحہ70 ،طبع اوّل :اکتوبر2008ء)

صحف ِ ابراہیم ؑ

* آج دنیا میں صحف ِ ابراہیمؑ کے نام سے کوئی کتاب نہیں ہے ۔رائے ہے کہ ہندوؤں کے اپنشد درحقیقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحیفے ہیں ۔یہ رائے میں نے اپنشد کا کچھ مطالعہ کر کے قائم کی ہے ۔ (بصائر : صفحہ89 ،طبع اوّل :مارچ2006ء)

معجزہ و کرامات

* انبیاء ؑ کی کرامات کو عرف ِ عام میں ''معجزات'' کہا جاتا ہے اور غیر انبیاء اور اولیاء کے لیے ''کرامات'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔لیکن معجزہ وہ ہے جسے اللہ کا رسول دعوے کے ساتھ پیش کرے اور چیلنج کرے۔ (تعارف ِ قرآن :صفحہ108 ،طبع اوّل :فروری2006ء)

معصوم عن الخطا

* ہمارا موقف یہ ہے کہ نبی کے سوا معصوم کوئی نہیں ہوتا ،غیر نبی سے خطا ہو سکتی ہے۔(خُطبات ِ سیرت : صفحہ194 ،طبع اوّل :مئی2017ء)

نبوت اور رسالت میں فرق

* نبوت اور رسالت کے مابین ایک فرق متفق علیہ ہے کہ نبوت عام ہے اور رسالت خاص ۔ہر نبی رسول نہیں ہوتا لیکن ہر رسول لازماً نبی ہوتا ہے ۔(قرآن حکیم کی سورتوں کے مضامین کا اجمالی تجزیہ (حصہ دوم) : صفحہ85 ،طبع اوّل : اپریل 2017ء)

رسول اور نبی میں فرق

* رسول اور نبی میں فرق ہے ۔ایک فرق یہ نوٹ کر لیجیے کہ نبی تو قتل ہو سکتا ہے لیکن رسول قتل نہیں ہو سکتا ۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام صرف نبی تھے ،قتل ہو گئے ،لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام صرف نبی نہیں تھے ،رسول بھی

تھے {وَرَسُوْلًا اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ} لہٰذا وہ قتل نہیں ہوسکتے تھے ‘وہ سولی نہیں چڑھائے جاسکتے تھے ‘اُنہیں زندہ آسمان پر اٹھایا گیا ‘اور وہ دوبارہ آئیں گے ۔(ختم نبوت کے دو مفہوم: صفحہ32‘طبع اوّل : ستمبر2002ء)

٭ انبیاء ضرور قتل ہوئے ہیں ‘لیکن کوئی رسول قتل نہیں ہوا ۔حضرت مسیح علیہ السلام رسول تھے‘ یہودیوں نے انہیں قتل کرنے کی کوشش کی تو اللہ نے انہیں زندہ آسمان پر اٹھالیا ۔(اُمُّ المُسَبِّحات‘یعنی سورۃ الحدید :صفحہ198‘طبع اوّل :جون2005ء)

حضرت ابراہیم ؑ

٭ حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ ہیں ‘ابوالانبیاء ہیں اور امام الناس ہیں ۔یہ تینوں نسبتیں نہایت عظیم ہیں ۔ اور واقعہ یہ ہے کہ ایسے محسوس ہوتا ہے کہ مرتبہ نبوت کے اعتبار سے حضرت ابراہیم علیہ السلام بہت بلند مقام پر فائز ہیں ۔(رسول اکرم ﷺ اور ہم :صفحہ72‘طبع دوم :جولائی2014ء)

نسلِ ابراہیمی میں سلسلۂ نبوت

٭ قرآن معیّن طور پر کہتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد نبوت اور کتاب کا معاملہ صرف نسل ابراہیمی کے ساتھ مختص کردیا گیا ۔(اُمُّ المُسَبِّحات‘یعنی سورۃ الحدید: صفحہ325‘طبع اوّل :جون2005ء)٭ بنی اسرائیل میں تو مسلسل انبیاء ورسل علیہم السلام مبعوث ہوتے رہے ‘لیکن ۲۵۰۰ سال کے طویل عرصے کے دوران بنواسماعیل کی طرف کوئی نبی یا رسول مبعوث نہ ہوا ۔(قلبِ قرآن سورۂ یٰسٓ کی مختصر تشریح :صفحہ29‘طبع اوّل :مئی 2017ء)

حضرت اسحاق ؑ کے دو جڑواں بیٹے

٭ حضرت اسحاق علیہ السلام کے دو بیٹوں کا تذکرہ آتا ہے حضرت عیس یا عیسو‘اور حضرت یعقوب علیہ السلام ۔یہ دونوں توام یعنی جڑواں بھائی تھے ۔(اُمُّ المُسَبِّحات‘یعنی سورۃ الحدید: صفحہ329‘طبع اوّل :جون2005ء)

حضرت یوسف ؑ کا خاندان

٭ حضرت یوسف علیہ السلام کے خاندان کو ’’جشن‘‘ کے علاقے میں آباد کیا گیا جو مصر کا بہترین اور نہایت زرخیز علاقہ تھا۔(اُمُّ المُسَبِّحات‘یعنی سورۃ الحدید: صفحہ326‘طبع اوّل :جون2005ء)

گمراہی کے ظہور کی مختلف شکلیں

٭ ذہنی مرض اور گمراہی ایک ہی ہے ‘البتہ اس کے ظہور کی شکلیں مختلف ہیں ۔یعنی رسولوں کی موجودگی میں بشریت

لی بنیاد پر رسالت کا انکار اور بعد میں رسالت کی بنیاد پر بشریت کا انکار ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداول :صفحہ223‘طبع دہم :اپریل2019ء)

362

نظریہ

نظریہ توحید

* ہمارا انقلابی نظریہ آج بھی وہی نظریہ توحید ہے اور آج بھی ہمیں ایمان کی دعوت دینی ہے ‘جس کا منبع وسرچشمہ قرآن ہے ۔(رسول انقلاب ﷺ کا طریق انقلاب: صفحہ 52‘طبع اوّل : ستمبر2004ء)

فکری بنیاد

* اسلامی انقلاب کے لیے فکری بنیاد بھی قرآن حکیم سے مہیا ہوتی ہے ۔(انقلاب نبوی ﷺ کا اساسی منہاج: صفحہ27)

دوقومی نظریہ

* پاکستان دوقومی نظریہ کی بنیاد پر وجود میں آیا تھا۔(استحکام پاکستان : صفحہ 80‘طبع اوّل ‘مارچ 1986ء)

فکر پر پابندی ممکن نہیں

* آپ کسی پارٹی کو تو ban کرسکتے ہیں ‘لیکن فکر پر کوئی قدغنیں عائد نہیں کی جاسکتیں‘ فکر کے لیے کسی پاسپورٹ اور ویزا کی ضرورت نہیں ہوتی ۔وہ خود بخود پھیلتا ہے اور کسی ملک یا کسی معاشرے میں اس کو قید وبند میں ڈالنا ممکن نہیں ہے ۔(انقلاب نبوی ﷺ کا اساسی منہاج: صفحہ26)

فکر کی تبدیلی

* اصل معاملہ فکر ہی کا ہے ۔اگر فکر بدلے گا ‘سوچ بدلے گی ‘تو انسان بدلے گا۔ انسان کی انفرادی تبدیلی کے لیے بھی فکر کی تبدیلی لازمی ہے اور کسی معاشرے میں

363

انقلاب برپا کرنے کے لیے بھی فکر کی تبدیلی ناگزیر ہے ۔(انقلاب نبوی ﷺ کا اساسی منہاج: صفحہ26)

نظریے اور عقیدے کی محبّت

* نظریے اور عقیدے کی محبّت ‘خواہ وہ باطل ہی کیوں نہ ہو ‘انسان کو جان کی بازی لگانے پر آمادہ کردیتی ہے۔(شیل عیسیٰ ۔علی مرتضیٰ ؓ: صفحہ24 ‘طبع اوّل :جون1995ء)

قومی ریاست کا تصوّر

* قومی ریاست کا تصوّر اٹھارہویں صدی سے یورپ میں شروع ہوا کہ ایک ملک میں رہنے والے سب شہری برابر ہیں اور اُن کے اندر مذہب کا اختلاف کوئی حیثیت نہیں رکھتا ۔(علامہ اقبال ‘قائداعظم اور نظریہ پاکستان : صفحہ21 ‘طبع اوّل :جولائی 2007ء

)

اطاعت ِرسول ﷺ

* اکبر نے دین الٰہی کے ذریعے سے اطاعت ِرسول ﷺ کی جڑ کاٹنے کی کوشش کی تھی' لیکن مجددِ الف ِثانی ؒ نے اُس کو دوبارہ مستحکم کیا ہے۔(علامہ اقبال 'قائداعظم اور نظریہ پاکستان :صفحہ22 'طبع اوّل :جولائی 2007ء)

نظریاتی جہاد

* اپنے پسندیدہ نظریے کو پھیلانا 'عام کرنا اور اس نظریے پر مبنی نظام قائم کرنے کے لیے جہاد نظریاتی جہاد ہوگا۔ (جہادفی سبیل اللہ :صفحہ24 'طبع اوّل :اپریل 2000ء)

انقلابی نظریہ

* انقلاب نام ہے انقلابی نظریے کا 'جسے کسی پاسپورٹ اور ویزے کی ضرورت نہیں ہوتی 'سچّا انقلاب لازما export ہوتا ہے۔(بصائر :صفحہ119 'طبع اوّل :مارچ2006ء)

---

* انقلابی نظریے کو پھیلایا جائے او رعام کیاجائے۔اس کے لیے دورِجدید کے تمام ذرائع مثلاً پرنٹ میڈیا 'الیکٹرانک میڈیا استعمال کیے جائیں۔(بصائر :صفحہ117 'طبع اوّل :مارچ2006ء)

افکار ونظریات کی تازگی

* کسی بھی انقلابی گروہ یا جماعت کے لیے یہ لازم ہے کہ وہ اپنے اساسی لٹریچر کے ساتھ اپنے ذہنی ربط وتعلق کوبرقرار رکھے اوراس لٹریچر کے ذریعے وقتاً فوقتاً اپنے افکار و نظریات کو تازہ کرتی رہے۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلددوم :صفحہ182 'طبع ہشتم :اپریل2019ء)

نفاق اور منافقین

نفاق

* اگر صرف زبان سے اقرار ہے لیکن دل میں یقین نہیں تو یہ ایمان نہیں 'بلکہ اسے نفاق کہا جائے گا ۔(نبی اکرم ﷺ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں :صفحہ 8 'طبع اوّل :مارچ 1974ء)

* جس طرح ایمان اور کفر ہمیشہ ساتھ رہینگے' اسی طرح نفاق بھی ہمیشہ رہے گا اور ریاکاری واخلاص بھی ہمیشہ رہیں گے ۔معاشروں میں نسبت وتناسب میں کمی بیشی ہوسکتی ہے ۔دورِنبوی ؐمیں اگر نفاق ہوسکتا ہے تو ہمارے دور میں اس کا زیادہ امکان ہے' اس دور میں تو سوگنا زیادہ نفاق ہوسکتا ہے ۔(حقیقت ِایمان :صفحہ165 'طبع اوّل :فروری 2003ء)

مؤمن کے احساس کی شدّت کا عالم

* مؤمن کے احساس کی شدّت کا عالَم یہ ہوتا ہے کہ اگر اس سے کوئی گناہ صادر ہوجائے تو وہ یوں محسوس کرتا ہے کہ جیسے وہ ایک پہاڑ تلے دب گیا ہو' یا پہاڑ کا سا بوجھ اس کے سر پر آگیا ہو۔ اس کے برعکس منافق سے جب کوئی اس طرح کا معاملہ صادر ہوتا ہے تو ایک ہلکا سا احساسِ تقصیر تو اُسے بھی ہوتا ہے 'لیکن بس اتنا کہ جیسے کسی کی ناک پر ایک مکھی بیٹھی تھی اور اس نے اسے اڑادیا۔(جہاد سے گریز کی سزا نفاق: صفحہ 18'طبع اوّل :دسمبر 2002ء)

حضرت عمرؓ کی شدّتِ احساس

* ایک مرتبہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے 'جنہیں حضور ﷺ نے بطورِ راز کچھ منافقین کے نام بتادیے تھے اور جو صاحبِ سرالنبی ﷺ مشہور تھے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ اللہ کی قسم دے کر پوچھتے ہیں کہ اے حذیفہؓ! مَیں اللہ کی قسم دے کر تم سے یہ سوال کرتا

ہوں کہ کہیں میرا نام تو اُن منافقین میں شامل نہیں تھا ! یہ ہے شدّتِ احساس !(جہاد سے گریز کی سزا نفاق: صفحہ 19'طبع اوّل :دسمبر 2002ء)

نفاق کا خوف

* مرضِ نفاق کے حملے کا اصل خوف مؤمن ہی کو لاحق ہوتا ہے 'منافق اس سے اندیشہ محسوس نہیں کرتا' اس لیے کہ وہ تو اس بیماری کے چنگل میں جکڑا جاچکا ہے ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلددوم : صفحہ 201'طبع ہشتم : اپریل 2019ء)

ہمارا حال

* ہمارا حال یہ ہے کہ قرآن کو پڑھتے ہوئے جب منافقین کا ذکر آتا ہے 'جب ہم ان آیات کو پڑھتے ہیں'جن میں منافقین پر سخت انداز میں گرفت کی گئی ہے تو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ان آیات اور ان مضامین کا ہم سے کوئی تعلق نہیں ہے 'ان آیات میں ہم سے کوئی بحث نہیں 'یہ کوئی اور ہی مخلوق ہے جس کے بارے میں یہ ساری باتیں ہورہی ہیں ۔ گویا کہ قرآن مجید کے ان مقامات اور ان آیات سے ہم بالکل محروم رہ جاتے ہیں۔ (جہاد سے گریز کی سزا نفاق: صفحہ 20'طبع اوّل :دسمبر 2002ء)

اللہ تعالیٰ کا غضب

* جن حضرات کو بھی قرآن مجید سے تھوڑا بہت شغف ہے 'وہ اس بات کو جانتے ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ کا غضب کافروں پر اتنا نہیں بھڑکتا جتنا منافقوں پر بھڑکتا ہے۔(دینی فرائض کا جامع تصوّر: صفحہ 8)* نفاق اللہ تعالیٰ کے ہاں کفر سے بھی زیادہ مغضوب و مبغوض اور ناپسندیدہ ہے۔ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ کا غضب جس قدر منافقوں پر بھڑکا ہے' اتنا کافروں پر بھی نہیں بھڑکا ۔ (حقیقتِ ایمان : صفحہ 148'طبع اوّل :فروری 2003ء)

رسول اللہ ﷺ کا فتویٰ

* اگر دل میں فی الواقع ایمان موجود ہے تو یہ آرزو ضرور رہے کہ کوئی وقت آئے کہ

خالصتاً اللہ کے دین کو قائم کرنے کے لیے ہم اللہ کی راہ میں اپنی گردنیں کٹا کر سرخرو ہوجائیں۔ اگر اس تمنّا سے سینہ خالی ہے تو اس سینے میں نفاق ہے۔مَیں پھر عرض کردوں کہ یہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا فتویٰ ہے ۔(دینی فرائض کا جامع تصوّر: صفحہ 26)

نفاق کی اصل بنیاد

* گوہ دومُنہ والا بل اس لیے بناتی ہے کہ خطرے کے وقت جان کی حفاظت ہو سکے۔ اسی طرح منافق بھی کفر اور اسلام دونوں کے ساتھ رشتہ استوار رکھتا ہے کہ خطرے کے وقت جان ومال کی حفاظت ہوسکے۔(حقیقت ِایمان :صفحہ148‘طبع اوّل :فروری 2003ء)

جہاد سے خائف

* جہاد کے موقع پر جان ومال ہی خرچ کرنے کی نوبت آتی ہے‘اس لیے منافق سب سے زیادہ جہاد سے خائف ہوتا ہے۔(حقیقت ِایمان : صفحہ148‘طبع اوّل :فروری 2003ء)

لذب

* کتاب وسُنّت کا مطالعہ کردیکھیں ‘نفاق اور منافق کے بیان میں ’’کذب‘‘ (جھوٹ) کا تذکرہ کثرت سے ملے گا۔ (حقیقت ِایمان: صفحہ150‘طبع اوّل :فروری 2003ء)

جماعتی اعتبار سے منافقت

* اگرآدمی طے کرلے کہ فیصلہ ہماری مرضی کے مطابق ہوگا تو ہم ساتھ دیں گے‘ ورنہ جن کی رائے کے مطابق ہوا ہے وہ آگے بڑھیں ‘تو یہ جماعتی اعتبار سے منافقت ہے۔ (حزب اللہ کے اوصاف : صفحہ187‘طبع اوّل :جون2006ء)

منافقین کا غُصّہ

* منافقین کو یہی غُصّہ آتا تھا کہ جب اللہ کی راہ میں نکلنے کا حکم آتا ہے‘ {اِنْفِرُوْا

خِفَافًا وَّثِقَالًا} (التوبہ:۴۱) کی پکار آتی ہے تو یہ بے خوف وخطر نکل پڑتے ہیں۔ یہ کچھ سوچتے ہی نہیں‘اپنا نفع ونقصان دیکھتے ہی نہیں ‘کوئی اندیشے‘کوئی خطرات ان کے پاؤں کی بیڑی نہیں بنتے ۔ موسم کو نہیں دیکھ رہے کہ شدید ترین گرمی کا موسم ہے۔یہ نہیں دیکھ رہے کہ شیر کے منہ میں جارہے ہیں‘ سلطنت روما کے ساتھ ٹکر لے رہے ہیں ۔(اُمُّ

المُسَبِّحات‘یعنی سورۃ الحدید: صفحہ271‘طبع اوّل :جون2005ء)

بخل اور نفاق میں مشابہت

* جو شخص خود بخل کرتا ہے وہ دوسروں کو بھی بخل کا مشورہ دے گا ۔جو خود آگے نہیں بڑھنا چاہتا وہ دوسروں کو بھی نہ صرف آگے بڑھنے کا مشورہ نہیں دے گا بلکہ انہیں آگے بڑھنے سے روکے گا۔ (اُمُّ المُسَبِّحات‘یعنی سورۃ الحدید: صفحہ272)

نفاق کا اصل سبب

* نفاق کا سبب حبِّ دنیا ہے ‘جس کی سب سے بڑی علامت حبِّ مال ہے ۔(اُمُّ المُسَبِّحات‘یعنی سورۃ الحدید: صفحہ318‘طبع اوّل :جون2005ء)

نفاق کی اصل جڑ

* نفاق کی اصل جڑ اور بنیاد درحقیقت جہاد فی سبیل اللہ سے کنی کترانا ہے۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلددوم :صفحہ199‘طبع ہشتم :اپریل2019ء)

ایک غلط فہمی کا ازالہ

* ایک خیال یہ بھی عام لوگوں کے ذہنوں میں بیٹھ گیا ہے اور بعض روایات سے غلط طریقے پر یہ نتیجہ اخذ کرلیا گیا ہے کہ نفاق تو پس دورِ نبوی ؐ ہی میں تھا‘ اس کے بعد اب نفاق کہیں موجود نہیں ہے ۔حالانکہ یہ تو ایک ایسا نفسیاتی مرض ہے کہ کوئی انسانی معاشرہ کبھی بھی اس سے خالی نہیں رہا۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلددوم :صفحہ200‘طبع ہشتم :اپریل2019ء)

ایمان کی حفاظت

* اگر کوئی شخص اپنے آپ کو نفاق سے بچانا چاہتا ہے اور نہیں چاہتا کہ کبھی اس مرض کی نجاست اسے لگے تو اس کی ایک ہی صورت ہے اور وہ یہ کہ اپنے ایمان کی حفاظت کرے اور اسے مستحکم رکھنے کی کوشش کرے۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلددوم :صفحہ204‘طبع ہشتم :اپریل2019ء)

منافقین کا معاملہ

* منافقین کا معاملہ یہ تھا کہ وہ کسی نہ کسی درجے میں نمازیں پڑھنے کو تیار تھے ‘لیکن جان ومال کے ساتھ جہاد سے ان کی جان جاتی تھی ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلددوم :صفحہ211‘طبع ہشتم :اپریل2019ء)

منافقین کی روش

* جب اللہ کی راہ میں مال وجان کے ساتھ جہاد کا حکم ہوتا ہے تو مؤمنین صادقین کی روش یہ ہوتی ہے کہ وہ لبیک کہتے

ہوئے حاضر ہوجاتے ہیں ‘لیکن منافقین اس سے گریز کی راہ اختیار کرتے ہیں او ر جھوٹے بہانے بناتے ہیں ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلددوم :صفحہ482‘طبع ہشتم :اپریل2019ء)

منافقین کا انجام

* منافقین کا شمار اگرچہ دنیا میں مسلمانوں ہی میں ہوتا ہے لیکن ان کا انجام بدترین کافروں کے ساتھ ہوگا۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلددوم :صفحہ219‘طبع ہشتم :اپریل2019ء)

نفاق سے بچاؤ کی حفاظتی تدبیر

* نفاق سے بچنا چاہتے ہو تو اللہ کو کثرت سے یادرکھو۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلددوم :صفحہ220‘طبع ہشتم :اپریل2019ء)

نکاح

تسہیل نکاح

* اسلامی معاشرے میں زنا کے فعل قبیح کوروکنے والا اہم قدم تسہیل نکاح یعنی نکاح کو آسان بنانا ہے۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداول:صفحہ424‘طبع دہم :اپریل2019ء)

* نکاح کے راستے کو آسان بنایاجائے تاکہ کسی بھی نوجوان کا دھیان غلط رُخ کی طرف نہ جائے۔(اسلام کامعاشرتی اورسماجی نظام :صفحہ 22‘طبع اوّل :جون2000ء)

مسجد میں نکاح

* محبوبِ ربّ العالمین ﷺ کی لخت جگر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہاکا نکاح مسجد میں ہوا توہم میں سے کون ہے جو اپنے آپ کو آنحضور ﷺ سے زیادہ باعزّت یااپنی بیٹی کو سَیِّدَۃُ نِسَاءِ اَھْلِ الْجَنَّۃ سے افضل سمجھتا ہواوراسے مسجد میں نکاح پڑھوانے سے عار محسوس ہو؟ (ایک اصلاحی تحریک مع خطبہ نکاح‘صفحہ 8‘طبع اوّل ‘مارچ 1985ء)

منہ بولے بیٹے کی قانونی حیثیت

* شریعت میں صلبی بیٹے کی بیوی حرام مطلق ہے ‘وہ بیوہ ہوجائے یا مطلقہ ہو جائے تو باپ اس سے شادی نہیں کرسکتا ‘وہ محرمات ِابدیہ میں سے ہے ‘لیکن منہ بولے بیٹے کی کوئی قانونی حیثیت نہیں۔اس رسم کو توڑنے کے لیے اگر خود حضور ﷺ اس پر عمل نہ کرتے تو کسی طرح بھی یہ صورت ختم نہیں ہوسکتی تھی ۔یہی وجہ ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہاکو جب زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے طلاق دے دی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا حضور ﷺ کے ساتھ آسمان پرنکاح کردیا ۔زمین پر یہ نکاح بعد میں ہوا ہے ۔(ختم نبوت کے دومفہوم:صفحہ9‘طبع اوّل :ستمبر2002ء)

نیکی کی حقیقت

نیکی کیا ہے؟

* انسان کے وہ اعمال جو اسے قلبی سکون عطا کرتے ہیں ‘جو ضمیر کی خلش کو مٹاتے ہیں‘ جو تسکین باطنی کا موجب ہوتے ہیں ‘انہی کو ہم نیکی کے عنوان سے منسوب کرتے ہیں۔ (مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداول :صفحہ49‘طبع دہم :اپریل2019ء)

ایمان باللہ

* نیکی کے لیے قوت ِمحرکہ کا منبع اور سرچشمہ ہے ایمان باللہ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداول :صفحہ51‘طبع دہم :اپریل2019ء)

نیکی میں تسکین

* نیکی میں ‘خیر میں ‘بھلائی میں‘ خدمت ِخلق میں‘ ایک عجیب تسکین بخش کیفیت ہوتی ہے‘ بالکل ایسی جیسا کہ کسی زخم پر مرحم کا پھایا رکھ دیا جائے ۔(نیکی کی حقیقت :صفحہ 8‘طبع اوّل:دسمبر2002ء)

نیکی اوربدی کا شعور

* نیکی اوربدی کا بنیادی شعور فطرتِ انسانی میں موجود ہے ۔(نیکی کی حقیقت :صفحہ 10‘طبع اوّل:دسمبر2002ء)

خلوص واخلاص

* کوئی نیکی خلوص واخلاص کے بغیر اللہ تعالیٰ کی جناب میں قبول نہیں ۔(نیکی کی حقیقت :صفحہ 12‘طبع اوّل:دسمبر2002ء)

نیکی کی معراج

* نیکی کا دنیا میں بول بالا کرنے کے لیے مصائب جھیلنا ‘فقروفاقہ برداشت کرنا‘

یہاں تک کہ جان کی بازی کھیل جانا اسلام کے نزدیک نیکی کی معراج ہے۔(نیکی کی حقیقت :صفحہ 24‘طبع اوّل:دسمبر2002ء)

نیکی کا اپنا اپنا تصوّر

* ہمارے معاشرے کے جو طبقات اخلاقی اعتبار سے سب سے زیادہ گرے ہوئے شمار ہوتے ہیں ‘ان کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ نیکی کا کوئی نہ کوئی تصوّر اُن کے ہاں بھی موجود ہے ۔(نیکی کی حقیقت :صفحہ 5‘طبع اوّل:دسمبر2002ء)

’’الحمد للہ‘‘

* کلمہ ’’الحمد للہ‘‘ اتنا عظیم اوراعلیٰ مرتبت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشادفرمایا کہ یہ کلمہ آسمان وزمین کو اپنی برکات سے بھردیتا ہے۔(سورۃ الفاتحہ :صفحہ 16‘طبع اوّل:دسمبر1997ء)

ہدایت کی نعمت

* اگر ہدایت نہیں تو نہ دولت نعمت ہے ‘نہ اولاد نعمت ہے ‘نہ صحت نعمت ہے ‘بلکہ یہ سب ہماری تباہی کا سامان ہے (دنیا کی عظیم ترین نعمت ‘قرآن حکیم : صفحہ 12‘طبع اوّل:نومبر 2000ء)

جنّت کی راہ

* آگ اور خون کی وادیوں ہی سے گزر کر انسان جنّت تک پہنچ سکتا ہے ۔کوئی ٹھنڈی سڑک جنّت کی طرف لے جانی والی نہیں ہے۔ سختیاں اور شدائدو مصائب جنّت کی راہ کے سنگ ہائے میل ہیں۔(اصلاح معاشرہ کاقرآنی تصوّر : صفحہ12‘طبع اوّل :نومبر 2018ء)

اخوت

* ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے ‘خواہ وہ مشرق کا رہنے والاہو یا مغرب کا ‘خواہ وہ گورا ہویاکالا ‘وہ چاہے کسی نسل ‘کسی قوم سے تعلق رکھتا ہو‘کسی ملک کا رہنے

والاہواور چاہے وہ کوئی زبان بولتاہو۔(اصلاح معاشرہ کاقرآنی تصوّر : صفحہ154‘طبع اوّل :نومبر 2018ء)

حق کی گواہی

* جب انسان کے سامنے حق آئے اوراُس کا دل گواہی بھی دے دے کہ ہاں یہ حق ہے‘ تو انسان اس حق کو بلاحیل وحُجّت فوراً تسلیم کرلے اور اس فیصلے میں کسی حمیت ‘ عصبیت یا اپنی عزّتِ نفس کے جذبے کو آڑے نہ آنے دے ۔(قلبِ قرآن سورۂ یٰسٓ کی مختصر تشریح : صفحہ50‘طبع اوّل : مئی 2017ء)

نور میں سکون

* نور سے سکون ملتا ہے اور اندھیرے سے بے چینی ملتی ہے ۔(حقیقتِ ایمان : صفحہ172‘طبع اوّل :فروری 2003ء)

ایمان اورجہاد

* ایمان وجہاد لازم وملزوم ہیں۔یہ ممکن نہیں ہے کہ دل میں حقیقی ایمان موجودہواور عمل میں جہاد نہ ہو۔(خلافت کی حقیقت : صفحہ172‘طبع اوّل :اکتوبر 1996ء)

نعمتِ ہدایت

* دنیا میں نعمت صرف ایک ہی ہے او روہ نعتِ ہدایت ہے ‘کوئی اورشے نعمت نہیں ہے۔ جنہیں ہم عام طور پر نعمتیں کہتے ہیں وہ اگر نعمتِ ہدایت کے ساتھ ہوں تو نعمت ہیں ‘ اس کے بغیر ہوں تو زحمت ہیں ۔(حزب اللہ کے اوصاف : صفحہ220‘طبع اوّل :جون 2006ء)

نیکی کی نورانیت

* ہر نیکی کے اندر ایک نورانیت ہے اور یہ نور ہمیں یہاں نظر نہیں آرہا ‘لیکن اس کی اصل ماہیت اوراصل حقیقت میدانِ حشر میں واضح ہوجائے گی ۔(اُمُّ المُسَبِّحات‘یعنی سورۃ الحدید :صفحہ44 1‘طبع اوّل :جون2005ء)

اصل کامیابی

* اصل شے اپنے فرض کی ادائیگی ہے اور یہی اصل کامیابی ہے۔(اُمُّ المُسَبِّحات‘یعنی سورۃ الحدید :صفحہ48 1‘طبع اوّل :جون2005ء)

ایمان اور عمل صالح

* یہ ایک حقیقت ہے کہ عمل صالح سے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے اور ایمان سے عمل صالح میں اضافہ ہوتا ہے ۔ (اُمُّ المُسَبِّحات‘یعنی سورۃ الحدید: صفحہ164)

شاہراہِ نجات کے سنگ ہائے میل

* سورۃ العصر نجات کی جس شاہراہ کی طرف راہنمائی فرماتی ہے اور انسانی کامیابی کے لیے جس صراطِ مستقیم کی نشان دہی کرتی ہے ‘ اس کے چار سنگ ہائے میل ہیں ۔پہلا ایمان ‘ دوسرا عمل صالح ‘تیسرا تواصی بالحق او رچوتھا تواصی بالصبر ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداول : صفحہ40‘طبع دہم :اپریل2019ء)

زخم پر مرہم کا پھایا

* نیکی میں ‘خیر میں ‘بھلائی میں ‘ خدمت ِخلق میں ایک عجیب تسکین بخش کیفیت ہوتی ہے‘ بالکل ایسی جیسے کہ کسی زخم پر مرہم کا پھایا رکھ دیا جاتا ہے ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداول : صفحہ49‘طبع دہم :اپریل2019ء)

اسلام کا معاملہ

* اسلام کا معاملہ یہ ہے کہ وہ لوگوں کو عین معاشرے اور تمدن کے منجدھار میں رکھ کر نیکی کی تلقین کرتا ہے۔ (مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداول :صفحہ62)

نیکی اور بدی

* فطرت ِانسانی میں نیکی اور بدی کی پہچان اللہ کی جانب سے ودیعت شدہ موجود ہے۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلداول :صفحہ81‘طبع دہم :اپریل2019ء)

فطرت کے سوتے

* جس کی فطرت کے سوتے خشک ہو چکے ہوں اس میں سے شکر کا جذبہ نہ انسانوں کے لیے برآمد ہو گا نہ اللہ کے لیے۔

(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلد اول: صفحہ 82، طبع دہم: اپریل 2019ء)

نیکی اور بدی کی تاثیر

* نیکی نیکی ہے اور بدی بدی ہے۔ نیکی کی اپنی تاثیر ہے اور بدی کی اپنی تاثیر۔ اب کیسے ممکن ہے کہ دونوں برابر ہو جائیں؟

(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلد اول: صفحہ 110، طبع دہم: اپریل 2019ء)

کائنات کا حسن

* کائنات کی ہر نعمت، ہر چیز، ہر حسن، ہر جمال اور ہر کمال، الغرض کوئی بھی وصف کسی کا ذاتی نہیں، بلکہ اللہ کا ودیعت کردہ ہے۔ (مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلد اول: صفحہ 127، طبع دہم: اپریل 2019ء)

محنت اور کوشش

* صرف وہ محنت اور وہ کوشش لازماً نتیجہ خیز ہو گی جو اللہ کے لیے کی گئی ہو۔ اس کا اچھا بدلہ مل کر رہے گا۔ (مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلد اول: صفحہ 177، طبع دہم: اپریل 2019ء)

عمل کی بنیاد

* کوئی عمل جس کی بنیاد میں ایمان نہیں ہے، وہ حقیقتاً نیکی نہیں ہے، چاہے بظاہر وہ نیکی کا کتنا ہی بڑا عمل نظر آتا ہو۔

(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلد اول: صفحہ 202، طبع دہم: اپریل 2019ء)

بھلا یا برا نتیجہ

* کچھ لوگ اللہ کا کفر کرنے والے ہیں اور کچھ لوگ اُس کو ماننے والے ہیں، لیکن ظاہر

بات ہے کہ انسان کا رویّہ اور اس کی روش بے نتیجہ نہیں رہے گی، بلکہ اس کا بھلا یا برا نتیجہ نکل کر رہے گا۔ (مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلد اول: صفحہ 216)

اعمال میں نورانیت

* انسان کے نیک اعمال میں بھی ایک نورانیت ہے، البتہ اس دنیا میں اس کا ظہور نہیں ہوتا، میدانِ حشر میں اس کا ظہور ہو گا۔ (مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلد اول: صفحہ 397، طبع دہم: اپریل 2019ء)

* نیک کاموں کا کمانے والا عام طور پر انسان کا داہنا ہاتھ ہوتا ہے، لہٰذا میدانِ حشر میں انسان کے نیک اعمال کا نور اس کے داہنی جانب نمایاں ہو گا۔ (مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلد اول: صفحہ 397، طبع دہم: اپریل 2019ء)

بخل اور نیکی

* بخل اور نیکی ساتھ ساتھ ہوں ‘یہ ناممکن ہے ۔آپ زاہد ہوجائیں گے ‘عابد ہوجائیں گے ‘لیکن جب تک بخل کا بریک لگا ہوا ہے ‘آپ نیک نہیں ہوسکتے ۔(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلددوم :صفحہ506‘طبع ہشتم :اپریل2019ء)

نعمت ِہدایت

* ہدایت وہ شے ہے کہ اس کے ساتھ صحت بھی نعمت ہے اور زندگی بھی نعمت ہے۔(قرآن حکیم اورہم :صفحہ17‘طبع چہارم :ستمبر2015ء)

* اس دنیا میں ‘اس آسمان کے نیچے اوراس زمین کے اوپر حقیقتاً نعمت صرف ایک ہے اوروہ ہدایت ہے جوکہ مطلقاً نعمت ہے ‘سرتاپا نعمت ہے اورجو ہر نعمت کو نعمت بنانے والی ہے ۔اگر یہ نہ ہوتوپھر کوئی شے نعمت نہیں ہے۔ (قرآنِ حکیم اورہم :صفحہ17)

نیکی کا حکم

* نیکی کا حکم ‘نیکی کی تلقین اوربدی سے روکنا ‘ اس کو عام طورپر ٹھنڈے پیٹوں برداشت نہیں کیا جاتا ۔ (مقامِ عزیمت:صفحہ 11‘طبع اوّل:جنوری 1992ء)

کامیابی کا راستہ

* ہم اُسوۂ رسول ﷺ کے راستے پر چلنے کی کوشش کریں گے ۔اگر اخلاص ہمارے شامل حال رہا تواس راہ میں پوری زندگی کھپا کر یا سرکٹاکر دُنیوی اعتبار سے ناکام ہوجانا بھی ہمارے لیے کامیابی ہے‘ اور کامیاب ہوگئے توپھر تو کامیاب ہیں ہی ۔(رسول اکرم ﷺ اور ہم :صفحہ332‘طبع دوم :جولائی2014ء)

امراض ذہنی ونفسیاتی

* آج کل کے دور میں امراضِ ذہنی ونفسیاتی کا بڑا چرچا ہے ‘یہ دراصل فسادِفکری کا نتیجہ ہیں۔لہٰذا اگر فکر صحیح ہوگی ‘سوچ درست ہوگی تولازماً انسان کو جسمانی تندرستی بھی حاصل ہوگی ۔(سورۃ الفاتحہ :صفحہ 7‘طبع اوّل:دسمبر 1997ء)

وقت

وقت کی قدروقیمت

* قرآن مجید انسان کے وقت کی قدروقیمت کے معاملہ پربہت زور دیتا ہے اور اس کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے کہ یہی انسان کااصل سرمایہ اور رأس المال ہے ۔ اس ’’وقت‘‘ ہی سے انسان کو بنانا ہے جو کچھ بھی بنانا ہے اور اس

''وقت'' ہی میں بننا ہے جو کچھ بھی بننا ہے۔ (مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب جلد اول: صفحہ 322)

* بندۂ مؤمن کو اپنے وقت کی قدر ہوتی ہے ۔(بندۂ مؤمن کی شخصیت کے خدوخال: صفحہ 30،طبع اوّل: ستمبر 1999ء)

کام کا اصل وقت

* دین کے لیے کام کرنے کا اصل وقت تو وہ ہے جب جسم میں توانائی وقوت اور فہم وعلم میں صلاحیت موجود ہو ۔ (توحید عملی: صفحہ 180،طبع اوّل: مارچ 1985ء)

پابندی کے ساتھ وقت نکالنا

* پابندی کے ساتھ وقت نکالنا آسان نہیں،جب تک کہ دین کی لگن نہ ہو اور ایک فیصلہ نہ ہو کہ یہ کام مجھے کرنا ہے ،اور اس طرح کے فیصلے ہم دنیا کے لیے تو کرتے ہیں ،دین کے لیے نہیں ۔ (عظمت قرآن: صفحہ 29،طبع اوّل: جنوری 1992ء)

وقت بدلے گا

* وقت بدلے گا اور صحیح احادیث کی رُو سے حضرت مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صورت میں اُمّت کو لیڈر میسّر آئیں گے ،ان کی رہنمائی میں قیامت سے قبل کل روئے زمین پر اسلام کا غلبہ حاصل ہوگا ۔(ایک یادگار انٹرویو: صفحہ 28،طبع اوّل: اگست 2014ء)

یہودی

شرکی سب سے بڑی قوت

* دنیا بھر کے انسانوں میں شرکی سب سے بڑی قوت یہودی ہیں ۔(سیرت خیرالانام علیہ الصلوۃ والسلام: صفحہ 28،طبع اوّل: اکتوبر 2013ء)

شیطان لعین کے سب سے بڑے ایجنٹ

* اس پوری کائنات میں شر کے منبع اور سرچشمہ شیطان لعین کا انسانوں میں سب سے بڑا ایجنٹ یہودی ہے اور یہود کے سب سے بڑا آلہ کار پروٹسٹنٹ عیسائی ہیں ۔(بصائر: صفحہ 13،طبع اوّل: مارچ 2006ء)

* اس وقت شیطان کے سب سے بڑے ایجنٹ یہودی ہیں اور پوری عیسائی دنیا ان کی آلہ کار بنی ہوئی ہے ۔(علامہ اقبال،قائداعظم اور نظریہ پاکستان: صفحہ 55،طبع اوّل: جولائی 2007ء)

* یہودی شیطان کے سب سے بڑے آلہ کار اور ایجنٹ ہیں اور خود اِن کے آلہ کار عیسائی ، برطانیہ اور امریکہ ہیں ۔ (سیرت خیرالانام علیہ الصلوۃ والسلام: صفحہ 29،طبع اوّل: اکتوبر 2013ء)

یہودیوں کی صلاحیت

* یہودیوں میں بہت صلاحیت ہے ،مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ یہ صلاحیت انسان کی تباہی او رگمراہی کے لیے

استعمال ہورہی ہے ۔(سیرت۔ خیرالانام علیہ الصلوۃ والسلام :صفحہ29‘طبع اوّل :اکتوبر2013ء)

مسلمانوں کے سب سے بڑے دشمن

* اس وقت دنیا کے اندر مسلمانوں کے سب سے بڑے دشمن یہودی ہیں اوروہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کو کہیں سیاسی قوت حاصل نہ ہونے پائے ۔(موجودہ عالمی حالات کے تناظر میں اسلام اورپاکستان کا مستقبل ‘صفحہ28‘طبع اوّل ‘نومبر 2013ء)

یہودیوں کو خطرہ

* اس وقت یہودیوں کو خطرہ صرف پاکستان سے ہے‘جو پاکستان کا خاتمہ چاہتے ہیں یاکم ازکم یہ کہ اس کا ایٹمی اثاثہ ختم کردیں ‘چاہے عسکری حملہ کرکے یاکسی اورذریعے سے‘تاکہ اس کے ایٹمی دانت توڑ کر اسے ہندوستان کے سامنے ڈال دیاجائے اوریہ اس کے سامنے سرجھکاکررہے۔(موجودہ عالمی حالات کےتناظر میں اسلام اورپاکستان کا مستقبل ‘صفحہ 63‘طبع اوّل نومبر2013ء)

امریکی صدر کو لاحق خوف

* امریکی صدر ہر وقت خائف رہتاہے کہ کہیں یہودی ناراض نہ ہوجائیں۔(ملفوظاتِ ڈاکٹر اسرار احمدؒ‘صفحہ82‘طبع اوّل ‘دسمبر 2015ء)

یہود کا بینکنگ کانظام

* یہودی آج جوپوری دنیا میں تعداد کے لحاظ سے صرف تیرہ چودہ ملین یعنی ڈیڑھ کروڑ سے بھی کم ہیں ‘اپنے بینکنگ نظام کے ذریعہ پوری دنیا پر چھاگئے ہیں اوریہاں تک کہ امریکہ جیسی سپریم پاور کی رگ ِجان ان کے ہاتھ میں ہے ۔(عیسائیت اوراسلام :صفحہ 25‘طبع اوّل:اکتوبر1995ء)

* سب سے پہلا بینک ’’بینک آف انگلینڈ ‘‘ برطانیہ میں قائم ہوا ‘یہ بھی یہودیوں کی ایجاد ہے۔ (بصائر :صفحہ13 ‘طبع اوّل :مارچ2006ء)

سازشی ذہن

* یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ جتنا سازشی ذہن یہودی قوم کا ہے اور اس ضمن میں جوبے پناہ مہارت اس قوم کو حاصل ہے ‘اس کا کوئی دوسری قوم مقابلہ نہیں کرسکتی۔(شیل عیسیٰ ۔علی مرتضیٰؓ:صفحہ17 ‘طبع اوّل :جون1995ء)

پنجہ یہود

* اس وقت کرہ ارضی کی سیاسی قسمت بالفعل یہود کے ہاتھ میں ہے ‘ اس لیے کہ وہ

علامہ اقبال کے قول ''فرنگ کی رگ ِجاں پنجہ یہود میں ہے!'' کے مصداق وقت کی ''واحد سپریم پاور'' یعنی ریاست ہائے امریکہ کی سیاست ،معیشت او رثقافت ،سب پر پوری طرح قابض او رقابو یافتہ ہیں ،اور امریکہ کا صدر ہو یا سینٹ ،اورکانگریس ہو یاپینٹا گون، سب ان کے اثر ورسوخ اور بالخصوص ذرائع ابلاغ پر ان کے کنٹرول کے آگے بے بس ہیں ۔(سابقہ اور موجودہ مسلمان اُمتوں کا ماضی ،حال اور مستقبل: صفحہ7،طبع اوّل: اکتوبر1993ء)

دنیا کی دولت پر قابض

* سونے چاندی کی بجائے کاغذی کرنسی کے رواج اور بینک ،انشورنس اور اسٹاک ایکسچینج کے شیطانی جال پر تسلّط کے ذریعے اس وقت دنیا کی دولت کے بڑے حصے پر یہود کا قبضہ ہے۔ چنانچہ ایک جانب ان میں سے بیسیوں افراد ایسے موجود ہیں جو کئی کئی بلین ڈالر کا ایک ایک چیک جاری کرسکتے ہیں تودوسری جانب عالمی اقتصادیات کا لیور یا ہینڈل ان کے ہاتھ میں ہے کہ جب چاہیں اور جہاں چاہیں مالی بحران پیدا کرکے دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت کو ریزہ ریزہ کردیں۔(سابقہ اور موجودہ مسلمان اُمتوں کا ماضی ،حال اور مستقبل: صفحہ8،طبع اوّل: اکتوبر1993ء)

یہودی پالیسیاں

* یہ بھی اپنی جگہ ایک حقیقت ہے کہ یورپ او رخاص طور پر امریکہ میں سب سے اوپر یہودی سرمایہ دار ہیں جو اپنی سرمایہ داری کے بل بوتے پر ذرائع ابلاغ پر بھی مسلط ہیں اور نہایت حقیر اقلیت ہونے کے باوجود ایوان حکومت میں بھی یہودہی کی پالیسیاں اثرانداز بلکہ نافذ العمل ہوتی ہیں ۔(اصلاح معاشرہ کاقرآنی تصوّر: صفحہ83،طبع اوّل :نومبر2018ء)

اسلامی بنیادپرستی کا ہوا

* اس وقت صہیونیت جس طرح اسلام کے نور کو بجھانے کی فکر میں ہے اور جس تیزی سے یہود اپنے منصوبے رُوبہ عمل لارہے ہیں ، اس کا اندازہ اس سے لگائیے کہ دنیا کی

سب سے بڑی حکومت اور sole supreme power کے سر پر بھی وہی سوار ہیں ۔انہوں نے پوری دنیا میں اسلامی بنیادپرستی کا ہوا بنا کرکھڑا کردیا ہے۔(خلافت کی حقیقت: صفحہ20،طبع اوّل: اکتوبر1996ء)

یہودیوں کی سوچ

* یہودی سمجھتے ہیں کہ دراصل انسان تو صرف ہم یہودی ہیں ،باقی جو مختلف نسلوں کے انسان ہیں ، یہ انسان نما حیوان ہیں ۔ ان کی شکلیں انسانوں کی سی ہیں ، حقیقت میں یہ حیوان ہیں ۔اور ان کے لیے یہودی Goyimsاور Gentilesکی اصطلاحیں استعمال کرتے ہیں ۔ (رسول اکرم ﷺ اور ہم: صفحہ502)

* یہودی سمجھتے ہیں کہ دراصل انسان تو صرف ہم یہودی ہیں ،باقی جو مختلف نسلوں کے انسان ہیں ،یہ انسان نما حیوان ہیں ۔ان کی شکلیں انسانوں کی سی ہیں ،حقیقت میں یہ حیوان ہیں ۔ (ختم نبوت کے دو مفہوم: صفحہ34،طبع اوّل: ستمبر2002ء

(

یہودیوں کے اوّلین آلہ کار

* یہودیوں کا جو پروگرام اس وقت دنیا میں چل رہا ہے ‘ان کے اولین آلہ کار برطانیہ اور امریکہ ہیں ‘یہ دونوں یک جان دوقالب ہیں ‘باقی عیسائی دنیا بھی ان کے تابع ہوچکی ہے۔ (بصائر: صفحہ15 ‘طبع اوّل :مارچ2006ء)

مسیح الدجال

* حضرت مسیح علیہ السلام کی دوبارہ آمد سے قبل ایک جھوٹا مسیح ‘فریبی مسیح ‘مسیح الدجال (Anti-Christ)لازماً آئے گا او روہ یقیناً یہود میں سے ہوگا ۔(بصائر: صفحہ79 ‘طبع اوّل :مارچ2006ء)

یہودیوں کا قبرستان

* کوئی غیبی ہاتھ ہے جو پوری دنیا سے یہودیوں کو کھینچ کھینچ کر فلسطین میں جمع کررہا ہے‘ جسے بالآخر ان کا قبرستان بنادیا جائے گا ۔(قرآن حکیم کی سُورتوں کے مضامین کا اجمالی تجزیہ :صفحہ132‘طبع اوّل :رمضان المبارک1398ھ)

عیسائیوں اوریہودیوں کا مشترک دشمن

* عیسائیوں اوریہودیوں کا مشترک دشمن اسلام اور مسلمان ہیں اوران کا سب سے بڑا ٹارگٹ پاکستان ہے ۔(موجودہ عالمی حالات کےتناظر میں اسلام اورپاکستان کا مستقبل ‘صفحہ44‘طبع اوّل ‘نومبر2013ء)

9/11کا واقعہ

* امریکہ میں 11ستمبر کا واقعہ اسرائیل کی ’’موساد‘‘ نے ہی امریکہ میں بہت اعلیٰ مناصب پر فائز یہودیوں کے تعاون سے کرایا جوہاں کی انتظامیہ کے اندرگھسے ہوئے ہیں ‘ورنہ یہ ناممکن تھا۔(موجودہ عالمی حالات کے تناظر میں اسلام اورپاکستان کا مستقبل ‘صفحہ 64‘طبع اوّل نومبر2013ء)
